ہدیہ ساقی

نغمہ بلبل کشمیر ۱۹۲۵ء

امرناتھ مدن ساحر

جہان تک معلوم ہوا شجرہ نسب مندرجہ تحت سے حال خاندان پنڈت جواہر ناتھ صاحب ساقی مرحوم واضح ہوتا ہی جو خاص اُنکی قلمی تحریر سے لیا گیا ہی

شجرہ نسب خاندان

- پنڈت سدانند کول
- پنڈت صاحب رام کول
- پنڈت لچھمی نراین کول
- پنڈت بھولا ناتھ کول
- پنڈت بدری ناتھ کول
- پنڈت برجناتھ کول
- پنڈت جواہر ناتھ کول

ان کے مورث اعلی پنڈت سدانند جلال الدین اکبر بادشاہ کے زمانہ میں کاشمیر سے ہندوستان آکر آگرہ میں مقیم ہوئے اور اپنی ذہانت طبع سے دربار میں رسوخ پیدا کر کے سلطنت میں منصب دار ہو گئے۔ بہ عہد حضرت نورالدین جہانگیر اور حضرت شہاب الدین شاہجہان بادشاہ میں منصبداری پر قایم رہے اور آخر زمانہ حضرت شاہجہان بادشاہ میں دہلی کی بود و باش اختیار کی۔ یہہ خاندان بہ لقب غمخوار برادراں نامزد ہو گیا۔ یہہ خاندان معزز اور منصب دار رہتا چلا آیا ہے۔ پنڈت صاحب رام اور اون کے پسر پنڈت لچھمی نراین متخلص عالم بھی درباریان اور منصب داران رہے ہیں۔ آخر الذکر ملک اودھ میں وزیر الملک کے عہد میں منصب دار رہے۔ پنڈت بھولا ناتھ عارف تخلص میر منشی ایجنٹی سرکار انگلشیہ بھی رہے۔ مگر پنڈت بدری ناتھ باطن ساقی صاحب کے دادا راجہ تلارام کے عہد میں ریاست ریواڑی کے نائب ریاست ہوئے اور غدر کے بعد حسابات ریاست سرکار انگلشیہ کو سمجھا کر فارغ نشین ہوئے اس کے معاوضہ میں تحصیل ریواڑی میں موضع بیاس اون کو جاگیر میں ملا جو پنڈت جواہر ناتھ صاحب ساقی کے والد بزرگوار نے بوجوہات رہن کر دیا تھا اور جس کو ساقی صاحب نے بھی صورتاً اپنی حیات میں علیحدہ کر دیا پنڈت برج ناتھ صاحب ساقی صاحب کے والد ریاست نان پارہ میں ملازم رہے۔ معاش قلیل تھی اور کُنبہ بہت۔ اسی وجہ سے جاگیر کو رہن کرنے کی ضرورت ہوئی تھی۔ اور یہی صورت جواہر ناتھ صاحب کے وقت تک رہی کہ اُنہوں نے کبھی کوئی ملازمت نہیں کی اور بزرگان کی اندوختہ آمدنی اور جاگیر پر گذر اوقات کرتے رہے۔ افسوس یہہ ہے کہ جاگیر کی علیحدگی سے جو سرمایہ حاصل ہوا اس کا اُنکی ذات کو کوئی مفاد نہ پہونچا۔ مگر شکر ہے کہ اس سے اُنکی یادگاریں قایم ہو گئیں

پیدائش

پنڈت جواہر ناتھ ساقی کی پیدائش سنہ ۱۸۶۲ء بمقام دہلی ہوئی۔ اور اسی جگہ اُن کی پرورش ہوئی۔ عمر بھر دہلی میں گذران کی اور اگر باہر جانے کا اتفاق بھی کہیں ہوا تو عارضی طور پر۔ سکونت دہلی برابر قایم رہی۔

تعلیم

اُن کی تعلیم حسب رواج اول گھر پر بعدہٗ مکتب سے شروع ہوئی مکتب میں داخل ہونیکے بعد بغرضِ تعلیم انگریزی ہوش آنے پر مشن سکول دہلی میں داخل ہو گئے ابتدائے عمر سے اردو فارسی کا شوق رہا عربی سے بھی واقف تھے۔ انگریزی بھی مدرسہ میں پڑھی تھی مگر رجحان طبیعت کا اردو فارسی کی جانب زیادہ تر رہا۔ بہت جلد بولتے اور پڑھتے تھے کہ سننے والا اکثر اُن کی بات سمجھنے میں قاصر رہتا تھا مشق کو از خود بہت بڑھایا۔ مطالعہ دن رات کیا کرتے تھے۔ اور بے شغلی کے وقت کو صحبت اہل علم و اہلِ دل میں صرف کیا کرتے تھے۔ اسی وجہ سے اُنکی معلومات کا دائرہ علمی و عملی بہت وسیع تھا۔ حافظہ اُن کا غضب کا تھا جو ایک مرتبہ پڑھتے تھے بر زبان ہو جاتا تھا۔ اسی وجہ سے محقق بھی اچھے تھے نکتہ چینی اُن کے مزاج میں بہت تھی تاہم منکسر المزاج تھے اور اپنی زبان کو خاص زبانِ دہلی تصور کرتی تھی اور استعمال محاورات پر اُن کو ناز تھا جو بجا کہا جا سکتا ہے۔ نئی تراش اور ترکیب کے دلدادہ تھے۔

ابتدائے شاعری

تصوف و شاعری کا شوق و محبت الٰہی کا ذوق اُنکے دل میں اوائل عمر سے جوش زن تھا چنانچہ اُس کا ظہور ۱۵ سال کی عمر سے ہونے لگا کتب تصوف و کلام شعرا کے مطالعہ و بزرگانِ کرام کے مزاروں کی زیارت و درویشوں و سادھوؤں کی صحبت میں زیادہ تر وقت صرف ہونے لگا۔ اُدھر گردشِ روزگار نے پنڈت صاحب کو چین لینے نہ دیا اُن کے والد بھائی اور والدہ کے سانحات پیش آئے اول ضیا پھر جوہر آخر میں ساقی تخلص رکھا۔ کلام فارسی میں اکثر بیخبر اور ہندی میں چیتن تخلص اختیار کیا۔ ابتدا میں اردو غزلیں پنڈت امر ناتھ صاحب آشفتہ و کلام فارسی جناب پنڈت اجودھیا پرشاد صاحب نشتی تخلص بہ تالیف مہاراجہ صاحب بہادر گوالیار و نواب ضیاء الدین خانصاحب نیر کو دکھائیں۔ مگر ساقی صاحب نے علاوہ متانت کے ایک چلبلی طبیعت بھی پائی تھی لہذا مولانا سبقت الحق صاحب ادیب کی شاگردی اختیار کی تھوڑے عرصہ بعد مولانا صاحب موصوف نے حیدر آباد نظام میں وفات پائی اور ساقی صاحب کو پھر کسیکو غزل دکھانیکا اتفاق نہ ہوا

وفات آخرش ۱۹۱۶ء میں بمقام دہلی تاریخ ۸ جنوری بعمر ۸۵ سال وفات پائی اور سوائے اپنے کلام کے اور کوئی نشانی دنیا میں نہ چھوڑی زمانہ کی ناموافقت سے تمام عمر تنگی میں بسر کی مگر اُنکے چہرہ پر شکن تک نہ آئی البتہ بعض اوقات روزگار ناہنجار کے ہاتھوں تنگ آکر بعض غزلیات میں شکایت کی ہی۔ مرنے سے چند سال پیشتر جو زر کہ ہاتھ آیا تھا وہ ہندو کالج دہلی و کشمیری ودیالہ و امداد محتاجان میں دیدیا۔

خیالات مذہبی ساقی صاحب کی بعض غزلوں کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہی کہ وہ بے تعصب و وسیع خیالات کے آدمی تھے۔ گو وہ زیادہ تر سناتن دھرم کے مقید تھے مگر موجودہ زمانہ کے احساس سے بے خبر نہ تھے چنانچہ جہاں کشمیر کے رشی پیرو سری کرشن چندر و بنارس کے وشو ناتھ مہاراج کی توصیف میں زبان کھولی ہی وہاں سوامی دیانند سرسوتی مہاراج کی عظمت اہل ملک کے دلوں پر نقش کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا ہے۔

پولٹیکل خیالات ہمارے پنڈت صاحب موجودہ پولٹیکل خیالات سے بھی متاثر تھے۔ چنانچہ بعض غزلوں اور قطعات میں اہل ہند کی پرانی عظمت کی طرف توجہ دلاکر اون میں بیداری پیدا کرنے کی کوشش جوشیلے الفاظ میں کی ہے۔ مگر وہ ہمیشہ گورنمنٹ برطانیہ کے وفادار رعیت تھے چنانچہ بروقت دربار تاجپوشی ۱۹۱۱ء ایک قصیدہ بزبان فارسی پیش کیا تھا جس کے صلہ میں بعد انتخاب ایک تمغہ عطا ہوا۔

ترتیب دیوان ساقی صاحب نہایت پُر گو تھے ہزارہا غزلیں لکھیں مگر افسوس ہی کہ اون کا بہت سا کلام ضائع ہو گیا پنڈت پرتھی ناتھ صاحب اوکھل نے جنہوں نے ساقی صاحب کی بیماری کے زمانہ میں اُن کی بہت خدمت کی تھی بہت سا کلام بہ نگرانی ساقی صاحب "ترتیب" دیا تھا۔ مگر افسوس ہے کہ وہ بیاض دستیاب نہ ہوسکی۔ مقام شکر ہے کہ چند مسوّدات کی بیاضیں کشمیری ودیالہ دہلی میں رکھی گئی تھیں جن کو حسب ایمائے و دیالہ مذکور پنڈت شیو نراین صاحب ہاکسر رئیس دہلی نے خاکسار ساحر دہلوی کے سپرد کیا اس غرض سے کہ اُن کو ترتیب دیکر شایع کیا جاوے چنانچہ احقر العباد نے باوجود پیرانہ سالی و کثرت کار خانگی وقت کا بڑا حصہ صرف کرکے اس دیوان کو بامداد پنڈت برج کشن صاحب کول بیخبر ترہبون ناتھ صاحب

(منشی زادہ پنڈت ادیکشن صاحب پیو و دیگر احبا جلیس نے شایع کرایا۔)

جناب ساقی صاحب کا ہر شعر ایک خاص لطف رکھتا ہے کہیں مرزا غالب کا رنگ جھلک رہا ہے کہیں مضامین کی شوخی و بیساختہ پن حضرت داغ کی یاد دلاتی ہے کہیں سوز دل کی داستان کہیں معرفت کا رنگ ہے معرفت کے دقیق رموز کو آسان اور دلچسپ پیرایہ میں بیان کیا ہے۔

ایسے باکمال شاعر اور صاحب باطن کی یادگار قایم کرنے میں کشمیری و دہلی خاص شکریہ کی مستحق ہے امید کیجاتی ہے کہ قدر دانان سخن اس کی اصلی وقعت کا اندازہ کرسکیں گے التجا ہے کہ زبان اور کتابت اور ترتیب و انتخاب کی فروگذاشتہائے کو بمصداق "الانسان مرکب الخطا و نسیان" نظر انداز فرما کر اہل مدعا کو غور اور امتیاز سے ذہن نشین کرنے کی نظر سے ملاحظہ فرمائیں گے اور ساقی صاحب کے مذاق سلیم سے لطف معنی اٹھائیں گے۔ یہ دیوان ساقی صاحب کی وفات کے دس سال بعد زیور طبع سے پیراستہ ہوا ہے۔

خاکسار امرناتھ مدن ساحر دھلوی

نقش یادگار از ساحر

شمع روشن ز انجمن رفتہ	بلبل از گلشن سخن رفتہ
دل بزم نشاط محزون است	کز میاں یار نغمہ زن رفتہ
از میانِ گروہ مشتاقاں	ہمچو بوئے گل از چمن رفتہ
رفتنت از میانِ ما ساقی	آں بماند کہ جان ز تن رفتہ
پاس و ضعش چہ شد کہ ساحر را	بر زباں این ہمہ سخن رفتہ

کشتی عمر رواں ساقی کی طوفانی ہوئی	شان ایزد دیکھنے والوں کو حیرانی ہوئی
وہ جو ہونا تھا ہوا یہ بات ہے مانی ہوئی	پر وہ کیا صورت تھی جو آنکھوں سے پنہانی ہوئی
دست گلچین اجل ٹوٹا ستم رانی ہوئی	پھول وہ توڑا چمن میں جس سے ویرانی ہوئی

تاریخ اشاعت دیوان جواہر ناتھ ساقی مرحوم از ساحر دہلوی

بہ گیتی یادگار از کلکِ ساحر نقش باقی باد	دم جلوہ فروغ نور جہاں دیوانِ ساقی باد
	۱۹۶۲۶

پنڈت جواہر ناتھ کول غمخوار ساقی

آئینۂ حسنِ صورت و کمالِ معنی
نغمۂ بلبلِ کشمیر
۱۹۲۵
گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

باب الالف

نقش مضمر ہے لا میں الّا کا
موج پردہ ہے روئے دریا کا

مہر برزخ کے نور میں دیکھو
جلوہ ہے اسم میں مسمّیٰ کا

یہ فریب نظر جو عالم ہے
عشوۂ ناز ہے خود آرا کا

اب کہاں دلمیں بوئے رنگ دوئی
کھل گیا ہے خواص اشیا کا

گنگ گویا ہوا ہے حیرت میں
ہو گیا راز فاش اخفا کا

چھپ گیا پردۂ خفی میں احد
جب ثلاثہ بنا مثنّیٰ کا

شوق ورم کی عجب کبڈی ہے
تنگ عرصہ ہے دشتِ پہنا کا

یہہ وجود و شہود کا پردہ
برقع ہے جلوۂ معرا کا

انفس آفاق کی بنا صورتِ
کس طرح حل ہو اس معما کا

کیا خوش آہنگ صوتِ سرمد ہے
کیا ترنّم ہے قلبِ گویا کا

حسنِ نظارہ سوز اوس گل کا
برقِ خرمن بنا تماشا کا

گنجِ مخفی ہے اس کو وہ سمجھے
جو کہ عاقل ہو سیرِ اسما کا

بادۂ ذوق و شوق پی ساقی
عشق تجھکو ہے جامِ صہبا کا

جلوے کا ہمیں شوق اُسے شوق ہے رم کا
رم شیوہ ہوا رنگ پریچہرہ صنم کا

ہیں سالک دیرینہ بھی واماندۂ حیرت
کیا حال کھلے ہمکو حدوث اور قدم کا

ہو محرمِ اسرارِ جہاں اے متحیّر
اُٹھ جائے نظر سے جو تری پردہ بھرم کا

دیکھا حرمِ دل میں رم و شوق کا جلوہ
یہہ طرفہ تماشہ ہے غزالانِ حرم کا

آفاق میں انفس کا تماشا ہے یہ سالک
نیرنگِ نظر جلوہ ہوا کیف میں کم کا

دیکھی ہی نہیں سیرِ وجودی میں شہودی
افشا ہو کہاں راز وجود اور عدم کا

مقبول ہوا دہر میں اب فلسفۂ دہر
توحید کے برعکس ہوا دورِ حِکَم کا

اخلاقِ حمیدہ سے کیا آپ نے ممنوں
کیا شکر ہو اس شیوۂ الطافِ شیم کا

ملتے ہی لگے کہنے دیتی قصۂ اغیار
دیباچہ ہے کیا یہ مری تفسیرِ الم کا

ہیں معجزۂ حسنِ سخن نالۂ موزوں
اعجاز ہے یہ ساقیؔ اعجاز رقم کا

دلِ تسلیم شیوہ کیوں نہ ہو مشہورِ استغنا
ادائے بے نیازی نے کیا مسرورِ استغنا

فروغِ حسنِ فطرت اک طلسماتِ عجائب ہے
کبھی تو دیکھ تو بھی اے دلِ معمورِ استغنا

گرفتارِ ہوس وارفتۂ رنگِ کشاکش ہے
کہاں جمعیتِ خاطر تجھے مہجورِ استغنا

ہمارا منظرِ کیفِ نظر ہے مظہرِ جلوہ
نگاہِ معنوی اپنی ہے کوہِ طورِ استغنا

کسی سے کچھ غرض رکھتی نہیں آزاد مشرب ہیں
توکل نے کیا ہے ہمکو یہ مشکورِ استغنا

پریشاں ہو رہا ہے بے ہمہ و باہمہ ہو جا
کہ یکرنگی میں ہے معدوم قرب و دورِ استغنا

تماشا گاہِ تلوین رنگِ تمکیں کیوں نہ ہو ہم کو
ہمارے سامنے ہے شاہدِ منظورِ استغنا

ہمیں نصرٌ من اللہ کیوں نہ اب فتح نمایاں ہو
ہوئے ہیں ساقیؔ صاحب نظر منصورِ استغنا

جنوں جوشِ تماشا ہے تحیّر شوق رم میرا
فضائے دامنِ صحرا بنا ہر ایک قدم میرا

بنا موجِ رمِ آہو نگاہان ضبطِ غم میرا
تماشہ دیکھنے آئے غزالانِ حرم میرا

نگارِ رابطہ یا جلوہ رازِ کنزِ مخفی ہے
تصور خانہ برزخ ہوا بیت الصنم میرا

ہوا کیا اتفاق انفس و آفاق ای سالک
بنا خضرِ نفس آخر یہ شغلِ حبسِ دم میرا

بقا رنگ فنا میں بنگیا ہوں پیکرِ حیرت
نظر آتا نہیں مجھکو وجود کالعدم میرا

فدائے حسنِ جلوہ ہوں شہیدِ خندۂ گل ہوں
تماشہ دیکھلے تو بھی نسیم صبحدم میرا

کیا آگاہِ منزل نقشبندانِ طریقت نے
دلیلِ راہ ساقی بنگیا نقشِ قدم میرا

نوا پرداز رنگِ راز کا ہیں نقش بند آیا
مرے گلرو کو میرا نالۂ موزوں پسند آیا

دلِ درد آشنا دمسازِ جانِ دردمند آیا
بنا ہمدرد اپنا ہم کو یہہ ہمدم پسند آیا

تحیر کیوں نہ ہو ہمکو یہہ کیا نیرنگِ فطرت ہے
دل وارستہ کیوں وابستۂ بختِ نژند آیا

وہی ہے موجِ رم کا شوق اُس رم شیوہ گلرو کو
کہاں رنگِ اثر تجھ میں فغانِ دردمند آیا

کیا جب تختہ بندِ رنجِ بے پایاں مقدر نے
بلاؤں کے شکنجے میں ہمارا بند بند آیا

ہوا مدِ نظر اے شوخ رنگِ شوقِ رعنائی
یہہ انگیزِ ادا مرغوبِ ذوقِ دلپسند آیا

کیا محرومِ جلوہ آتشِ رنگِ تغافل نے
یہ مشتاقِ تماشا موردِ کربِ گزند آیا

بہارِ جلوۂ رخ کا ہوا ہر گل تماشائی
چمن میں وہ مرا سروِ رواں بالا بلند آیا

ہوا ہے دل پنپنشِ کا تجربہ داغِ مہجوری
جگر خوں ہوگیا اپنا جو ذکرِ نقشبند آیا

بھروسہ تھا جو اپنوں کا یہ اپنی تھی غلط فہمی
مصیبت میں نہ اپنے کام کوئی بھائی بند آیا

تعرف کا تعلق چاہیے رنگِ تصور میں
وہ شخصِ عکس اس تصویر کا آئینہ بند آیا

ہوا ہے بلبلِ کشمیر شیدائے نغزخوانی
کلامِ نغز اُس گلفام رعنا کو پسند آیا

زہے قسمت ہوئے پرسانِ حالِ ساقی شیدا
تمہیں بھی کچھ خیالِ خاکسارِ مستمند آیا

دل شیفتہ ہے اُس نے جمالِ جمیل کا | دیوانہ ہوں میں شاہدِ موزوں شکیل کا
یکجا دو قالبی نے دوبالا کیا ہے لطف | ہے بزمِ خاص و خل نہیں ہے وکیل کا
تیرِ نگاہِ شوخ ہوا جاں ستاں ہمیں | ناوک ہے دل میں نرگسِ چشمِ کحیل کا
اے دل نہ ہو حوادثِ دہری سے مضطرب | اجرِ عظیم ہوتا ہے صبرِ جمیل کا
ایمن ہے شاہراہِ محبت کی طالبو | ہم کو دلیلِ راہ ملا ہے سبیل کا

ساقی ہمارا شیوہ توکّل جو ہو گیا
ہم کو نہیں خیال کثیر و قلیل کا

بادہ باقی نہ یہاں دُردِ تہِ جام رہا | آج ہمکاسہ جو وہ ساقیِ گلفام رہا
کیف میں سرخوش و خنداں وہ گل اندام رہا | جام سرشار مرا خندۂ صد جام رہا
صحنِ گلشن میں ہم آغوش وہ نوشیں لب ہے | دورِ فرخندہ ترا گردشِ ایام رہا
جلوۂ مُغ بچگان دورِ مئے نابِ نشاط | کیفِ وجداں میں عجب کیف کا ہنگام رہا
کیا سراسیمہ ہوئے باغ میں رندِ میکش | فصلِ گل میں جو گراں بادۂ گلفام رہا
جائیگی خوارِ درِ میکدہ سب ہیں سرخوش | خلوتِ خاص نہ تھی فیض یہاں عام رہا
بادہ بخشش ہے یہاں جام ہے اک جام سرور | رنگ یکرنگ ہے گو شغل یہ مدام رہا
خود گرفتہ رہے مدہوش کبھی ہم نہ ہوئے | پے بہ پے بزم میں دورِ مئے گلفام رہا
جو ہے محرومِ ازل قابلِ صحبت وہ کہاں | شاملِ حال کوئی نیک سرانجام رہا
رازِ دل کچھ تو کھُلے تھی یہ غرض مدِ نظر | شاہدِ شوخ سے میں طالبِ دشنام رہا
تشنہ سراب نہ رہے شیفتۂ حسنِ ادا | اُن کو منظورِ نظر بوسہ بہ پیغام رہا

دور در دور کیا ساقیِ دریا دل نے
کیف سرشار ہر ایک رندِ مے آشام رہا

وہ ہے آسایشِ جاں وہ نہیں قاتل میرا | جانِ جاناں ہے وہ فرخندہ شمائل میرا

نالۂ درد کی آہنگ جداگانہ ہے
کب یہہ ہم رنگ ہوا شورِ عنادل میرا

فرحتِ طبع ہوئی دولتِ دیدار ملی
مل گیا مجھ سے وہ مطبوع شمائل میرا

نقشِ تجدیدِ مثالی نے کیا اہلِ نظر
دلِ زندہ جو ہوا عارفِ کامل میرا

بیکسیٔ حسرتِ روداد مری حسنِ قبول
آج آسان ہوا قصۂ مشکل میرا

بیم و امید نے مہجورِ لقا کر ہی دیا
بنگیا بدنظمی پر وہ حائل میرا

نہ ہا بیم فنا کشتیٔ طوفانی کو
ناخدا آج گیا ہے لبِ ساحل میرا

دلِ بیدار نے دلبر کا دکہایا جلوہ
خوب دمساز بنا عارفِ کامل میرا

دم بخود حبسِ تمنا نے کیا ہے دل کو
پا بزنجیر ہوا شورِ سلاسل میرا

زندہ ہو جائے اوسیوقت مرا قلبِ شہید
آکے جس دم وہ کہے ساقی بسمل میرا

کیا کہوں اے دلستاں تم سے جدا کیونکر ہوا
راز کچھ کھلتا نہیں یہ کیا ہوا کیونکر ہوا

خود نمائی خود حجابِ خود نمائی ہو گئی
پردہ دارِ عشق ہو کر خود نما کیونکر ہوا

تیری بے پروا خرامی سے ہوئے پامال ہم
پوچھتا کیا ہے کہ یہ فتنہ بپا کیونکر ہوا

دردمندوں کی طرف مائل ہوا پہر کیوں
دل ترا اے رم فسوں درد آشنا کیونکر ہوا

تہا شہیدانِ وفا سے بے خبر وہ نازنیں
ہم کو یہہ حیرت ہے وہ تیغ آزما کیونکر ہوا

سادگی پر ہم ہوئے تھے شیفتہ اے سادہ رو
صاف کہدے ہم سے کافر ماجرا کیونکر ہوا

عرضِ حالِ نامہ بر پر اور وہ برہم ہوئے
باعثِ تسکین یہ عرضِ مدعا کیونکر ہوا

جاں بلب ہی جانتے ہیں ناوکِ غم کے مزے
کہہ رہے ہو تیرِ جاناں جانفزا کیونکر ہوا

شیخ بھی آزاد مشرب ہو گیا رندوں کیساتھ
یہہ تو پیرِ بوالہوس ہے پارسا کیونکر ہوا

ہم تیرے بیمارِ غم ہیں اے حیاتِ عاشقان
یہہ ہمارا دردِ ہجراں لادوا کیونکر ہوا

اے خوشا طرزِ تکلم کہہ رہے ہیں ناز سے

ساقیٔ خلوت نشیں ہم پر فدا کیونکر ہوا

ہم سے جو عہد تھا وہ عہد شکن بھول گیا
اپنے عشاق کو وہ غنچہ دہن بھولگیا

قیس کا جلوۂ لیلیٰ جو ہوا ہوش رُبا
وہ سراسیمہ ہوا نجد کا بن بھول گیا

کیا کرشمہ یہ تیری چشم سخنگو نے کیا
کس کی جانب تھا مرا روئے سخن بھولگیا

خار خارِ غم الفت لے گیا راہ غلط
نیر اہل ہوشِ نظر راہ چمن بھول گیا

نگہِ شوق نے دیوانہ بنایا مجھکو
کچھ خبر اپنی نہیں ہے ہمہ تن بھول گیا

ہو گیا ہوش رُبا حسنِ فریب عالم
نل جو بازی میں لگا عشقِ دمن بھول گیا

شوق و رم تیرے جو دیکھے ہیں غزالِ رعنا
چوکڑی اپنی بیابان میں ہرن بھول گیا

سیرِ گلزار میں ہے محو تماشا وہ گل
بلبلِ شیفتہ کو غنچہ دہن بھول گیا

سبزۂ خط نے تیرے راہ میں گھیرا مجھکو
غرق میں ہو نہ سکا چاہ ذقن بھول گیا

محو ہوتا ہی نہیں اُس کا کبھی دل سے خیال
یاد کرتا ہی نہیں مشفقِ من بھول گیا

شاہدِ مست نے سرمست کیا ہے ساقی
ہم وہ مدہوش ہوئے رنگِ سخن بھول گیا

وہ سرمستِ ادا پھر آج سرگرم فسون آیا
پسند اُسکو بھی شاید میرا اندازِ جنون آیا

ہوا ہے دل گدازی سے جگر پر کالۂ آتش
سرشکِ دیدۂ پر آب ہو کر لالہ گوں آیا

مدارا غیر کا منظور ہم سے بھی تکلف ہے
ہمارے شوخ کو کیسا یہ رنگِ ذو فنوں آیا

وہ طغیانی ہے جوشِ خونِ فرہادِ محبت کی
یہ ہے شیریں بے ستوں سے دیکھ لے سیلابِ خوں آیا

ہمارا جاذبۂ دل ہی مسبب ہو گیا آخر
برنگِ شوق اس رم آشنا کا رہنموں آیا

بنا انسان کامل ہو گیا ذوقِ صفا حاصل
ہماری صحبتِ صالح میں جو کوئی حروں آیا

وہ رم شیوہ ہوا خلوت گزیں کیونکر نہ ہو جائے
تماشائے نظر میں رنگ بے چون و چگوں آیا

ہوئی حاصل نہ دم بھر بھی یہاں جمعیتِ خاطر
تری محفل میں بصیرفہ ہی او دنیائے دوں آیا

نگاہِ شوخِ جاناں دیکھ کر شوق آزما ساقی
نیاز آگیں دلِ شیدا اٹھا اپنا سرنگوں آیا

تو کام کو آیا ہے یہاں کام کیئے جا
بیکار نہ رہ کام سرانجام کیئے جا

فطرت کا تماشہ ہے یہ نیرنگیٔ عالم
سیر و حرکت گردشِ ایام کیئے جا

جو تیرا مقدّر ہے وہی تجھکو ملے گا
حرص و ہوس اے بوالہوسِ خام کیئے جا

مرغوب ہوا رنگ جفا اور قفا کا
تو باز نہ آ موردِ آلام کیئے جا

تلووں میں چھپا ستر تجلی میں ہے نکلیں
اے سالکِ مجذوب نہ ابرام کیئے جا

بدِ نظر یار ہوا تیرا تصوّر
اب فکر ہے کیا چین سے آرام کیئے جا

اے صبح نفس ذکر میں مشغول رہا کر
ہر صبح کو اس شغل ہی میں شام کیئے جا

اے رندِ درِ میکدہ اے جرعہ کشِ شوق
قابو میں یہ سب دُردِ تہ جام کیئے جا

مضطر نہو آجائے گا پیغام محبت
ہاں شوق سے تو نامہ و پیغام کیئے جا

معروف جہان تیرا یہ گمنام ہوا ہے
اے شوخ ادا شوق سے بدنام کیئے جا

یہ ساغر سرشار چھلک جائے نہ ساقی
مدہوش نہ ہو شغلِ مے آشام کیئے جا

نہ تیرا شوق ورم اچھا نہ یہ لاؤ نعم اچھا
نہ اندازِ کرم اچھا نہ انگیزِ ستم اچھا

کیا شوریدہ سر اے طرہ ہائے خم بہ خم اچھا
سراسیمہ ہوئے لیکن ہمارا ہے بھرم اچھا

کیا سرمست ہم کو نغمہائے صوتِ سرمد نے
ہمارا ہوش دردم خوب ہے گوشِ اصم اچھا

خم کوچہ ہے اس دلدار کا پیشِ نظر ہر دم
کیا ہے رہ غلط گر تونے رنگِ پیچ و خم اچھا

بہارِ باغِ رعنائی فروغِ حسنِ زیبائی
مرا فرخ لقا اچھا مرا زیبا صنم اچھا

علو ہمت ہاں ہم دیکھینگے روئے صبح روشن کو
سراسیمہ کیا ہے اے سوادِ شامِ غم اچھا

دلِ پروانۂ جانسوز جل کر زندہ دل ہوگا
نہیں اے دلربا بہ کشتنِ شمعِ حرم اچھا

یہ دلکش سانس کلے ہے طفیل ہر دم کا تماشہ ہے
کیا افسردہ خاطرِ خار خارِ دردِ ہجراں نے
بلا دیگا ہمیں بھی نقشبندانِ طریقت سے
سبیلِ عشق کا طالب نہ ذوق و شوق کا مائل
جو ہے جمعیتِ خاطر تو ہو جا صابر و شاکر
ہوئے جو اہلِ تمکیں خود گرفتہ ہو کے رہتے ہیں
وہ ہے یکرنگِ باطن سینۂ بے کینہ جسکا ہو

روانی ہر نفس اچھی یہ کہنا کا دم بدم اچھا
نہ گلزارِ جہاں اچھا نہ کچھ باغِ ارم اچھا
دلیلِ راہ اپنا ہو گیا نقشِ قدم اچھا
ترا ہونا ہے زاہد سالکِ راہِ عدم اچھا
سلامت رو انہیں ہے یہ خیالِ بیش و کم اچھا
وہ ہیں ثابت قدم اُن کا نہ کیوں ہو دم قدم اچھا
نگاہِ مردِ صاحبدل ہیں ہی ہر مدح و ذم اچھا

دلِ زندہ - تنِ بسمل - زباں ذاکر - دمِ شاغل
جو اُسکی یاد میں گذرے وہی ساقی ہے دم اچھا

جذبۂ شوق سے جس دم میں فغاں ساز ہوا
شوقِ جلوہ تھا ہمیں ضبط کی تمکیں نہ رہی
جمع میں فرق ہوا کیف کا وہ ذوق کہاں
جلوہ مشتاق ہوئی تھی نگہِ جلوہ پرست
کِسکے دمساز ہوں مہلت ہی نہیں دم بھر کی
کیوں نہ ہوں محوِ تماشا تیرے مشتاقِ جمال
تیرے نظارے نے بخشی ہے حیاتِ تازہ
تو نے ملنے کی جو بے مہر قسم کھائی ہے
اُن کو اب صحبتِ ناساز کی حجت نہ رہی

دلِ شیدا مرا ہمرنگ و ہم آواز ہوا
ترا نظارۂ رُخ پردہ درِ راز ہوا
پردۂ سِتر یہ کیوں تفرقہ انداز ہوا
دلِ دیوانہ بھی اس شوق کا انباز ہوا
قافلہ عمرِ رواں کا جو سبک تاز ہوا
تیرا دیدار جو اے عشوہ گرِ ناز ہوا
زندہ دل فرطِ مسرت سے یہ جانباز ہوا
کیوں تصوّر یہ ترا مونسِ دمساز ہوا
رفتہ رفتہ یہ مرا سوز ہی خود ساز ہوا

شوق تھا نغمۂ دلکش کا تجھے اے گلرو
ساقیِ زار ترا زمزمہ پرداز ہوا

دیکھکر گلزار وہ گل پیرہن یاد آگیا
نسترن کو دیکھکر نسریں بدن یاد آگیا

سرو کو دیکھا ہمیں یاد آگیا وہ سرو قد
لالۂ خونیں جگر کو دیکھکر ہیں دلفگار
زلف سنبل دیکھکر ہم ہوگئے شوریدہ سر
روئے گل کو دیکھ کر آشفتہ دل ہم ہوگئے
عندلیب زار نے ہم کو کیا زار و نزار
نام شیریں یار سنکے آیا یاد وہ شیریں ادا
رشک لیلی یاد آیا ذکر لیلی سے ہمیں
دیکھکے نیرنگ عالم محو حیرت ہوگئے
حسن صورت دیکھکر ہم پاک باطن ہوگئے
نام سنکر اسکا ہم بیخود ہوئے منصور وار
کب ہوا قول و قسم پر شرط الفت کا مدار

دیکھکر سوسن کو وہ شیریں سخن یاد آگیا
یاسمن کو دیکھکر وہ سیمتن یاد آگیا
دیکھکر غنچے کو وہ غنچہ دہن یاد آگیا
چشم نرگس دیکھ کر وہ گلبدن یاد آگیا
دیکھکر طاؤس وہ رشک چمن یاد آگیا
بے ستوں کا نام سنکر کوہکن یاد آگیا
قیس کا ذکر سنکر ہم کو بن یاد آگیا
شوق و رم کو دیکھکر وہ چھیل فن یاد آگیا
بدگمانی دیکھکر بھی حسن ظن یاد آگیا
جلوۂ دیدار سے دار و رسن یاد آگیا
عہد و پیماں پر ہمیں پیماں شکن یاد آگیا

نالۂ جانسوز بلبل نے کیا ہم کو شہید
ساقیؔ شیدا ہمیں داغ کہن یاد آگیا

جو بشر صورت آشنا نہوا
کون ہے تجھپہ جو فدا نہوا
غنچہ کی شکل دم بخود ہی رہے
ستر پردہ ہو اتجلی کا
پیچ در پیچ شوق کا رم ہے
ہے کرشمہ فنائے قلبی ہیں
کس روش سے ہو فتح باب مراد
نور بر زخ نہیں ہوا جب تنگ

راز باطن کا اُس کو وا نہوا
تو کسی کا بھی آشنا نہوا
رنگ فطرت جو دلکشا نہوا
جلوۂ یار خود نما نہوا
یہ کسی طرح عقدہ وا نہوا
سالک منزل بقا نہوا
پاس انفاس دلکشا نہوا
آئینہ قلب کا صفا نہوا

جذبۂ شوق چاہئے سالک
اس سے جو مل گیا جدا نہوا

فرض کی بحث میں لگے ہی رہے
فرض جو کچھ تھا وہ ادا نہوا

کام آتا ہے کب زرِ قلبی
خاک ہو کر بھی کیمیا نہوا

خود شناسی خدا شناسی ہے
بندہ بندہ رہا خدا نہوا

نارسا طالعِ سکندر تھا
خضر ہو کر بھی رہنما نہوا

متحمل جفا قفا کے رہے
اپنا لب شکوہ آشنا نہوا

تم نے میری کبھی نہ بات سنی
تم کو کچھ پاس بات کا نہوا

اُن کو کچھ بھی خبر نہیں ہے ہنوز
میرا احوال گو فسانہ ہوا

سخت حیرت ہے اے دلِ مشتاق
کیوں اثر ہمدمِ دعا نہوا

تو یگانہ ہے تیری مثل کہاں
کوئی تیرا سا دوسرا نہوا

میری آتش بیانیاں سُنکر
کون ہے جو چراغ پا نہوا

طرزِ دلکش ہے رنگ نو آئیں
کوئی بھی اپنا ہمنوا نہوا

رندِ میکش ہے ساقیِ سرمست
پہ یہ مست پارسا نہوا

نخلِ مرادِ باغِ تمنا ہرا ہوا
مائل اِدھر وہ شاہدِ رنگیں ادا ہوا

سربستہ رازِ شوقِ نہاں آج وا ہوا
خط اس نے میرا چاک کیا ہے کھلا ہوا

موجِ خیال میں جو ہیں رم آشنا ہوا
شوقِ جمالِ یار مرا رہنما ہوا

ایمن ہے کب مشوّش بیمِ فنا ہوا
چورہ شمار جادۂ رنگِ بقا ہوا

قالبِ شہید جلوۂ رخ پرخندہ ہوا
جو فرض تھا قتیلِ محبت ادا ہوا

رُعبِ جلال رنگ نے بیخود بنا دیا
اُس آفتابِ ذات کا جب سامنا ہوا

مجذوب کون ہے اُسکی نگاہِ خرد فریب
کیا عشوہ گر یہ منظرِ حیرت فزا ہوا

توفیق دستگیر ہے رحمت کا ہے کرم
کتنا دراز دستِ پہ دستِ دعا ہوا

ہمت نہیں ہے ضعف سے کس رخ ہوں گام زن
رکھا قدم جو ہم نے وہ رو بقفا ہوا

وقفہ نہ ایک دم کا ملا اے دمِ حیات
آیا تھا دور سے یہ مسافر چلا ہوا

اے شوقِ دیدِ جلوہ یہ مفت نظر نہیں
وہ گھات ہیں ہے عشوہ کہ پر فن لگا ہوا

یہ کس شہیدِ حسرتِ دیدار کا ہے ڈھیر
نرگس کا ہے خنجر سرِ بالیں اُگا ہوا

تمکینِ ضبط ہی نہیں بیتاب کیوں نہوں
خاموش جب ہوئے تو وہیں دم خفا ہوا

اعزاز تیری بندہ نوازی کا ہے کرم
سلطاں وہی ہے جو ترے در کا گدا ہوا

وہ گل برائے فاتحہ آیا مزار پر
ہے تربتِ شہید پہ میلا جما ہوا

آگاہِ راز الفس و آفاق کیوں نہو
جو کاملِ السلوکِ فنا و بقا ہوا

آخر اُلجھ کے ہوئی خود کشودِ کار
عقدہ ہمارا آپ ہی عقدہ کشا ہوا

ساقی فدائے بادہ کاس الکرام ہیں
ہم کو ملا ہے جامِ تجلّی بھرا ہوا

وہ خلوت سے جس دم عیاں ہو گیا
تماشائے حیرت جہاں ہو گیا

وہ پردے میں دم بھر جہاں ہو گیا
سرشکوں کا دریا رواں ہو گیا

نکلنے لگے گوہرِ بے بہا
مرا خامہ گوہر فشاں ہو گیا

ہوا مشتعل آتشِ شوق سے
دمِ نالہ آتش فشاں ہو گیا

لبِ نان دمِ آب کی فکر ہے
یہ ہمدمِ عمرِ جاوداں ہو گیا

کیا ہم کو حیرت نظر شوق نے
ستمگر پہ مہرِ وہاں ہو گیا

تصور مرا ہے کرشمہ ادا
وہ نامہرباں مہرباں ہو گیا

اثر نالۂ زارِ بلبل کا ہے
وہ گل آپ ہمداستاں ہو گیا

تری یاد معمولِ ہر دم ہوئی
تصور ترا پاسباں ہو گیا

کوئی وضعداری سے ملتفت نہیں
یہ کیا انقلاب زماں ہو گیا

فلک کیوں نہ ہو میرے احباب کو
ہیں افسوس بے خانماں ہو گیا

سبکدوش ہیں ساقی بے نوا
سبک ہم کو رطل گراں ہو گیا

ترے فراق میں دل کو قرار آنہ سکا
تو ایک دم کو بھی اے رم شعار آنہ سکا

کیا فسردہ وہ صبر گریز پا تو نے
شکیب ہم کو دمِ انتظار آنہ سکا

ہمارا ذوقِ نظر بن گیا ہے جادہ وا
یہ کیا سبب ہے کہ وہ رم شعار آنہ سکا

ادائے جذبِ فسوں نگری رمِ حیرت
کہ دامِ عشوہ گری میں شکار آنہ سکا

ہوائے شوق کی بیتابیاں نہ پوچھ ندیم
وداعِ ہوش نہ ہو آج یار آنہ سکا

کیا ہے شیوۂ تمکین نے ہم کو راہ غلط
بھٹک رہے ہیں نظر کوئے یار آنہ سکا

ہوا ہے عینِ تصرف یہ دردِ ہجر یہاں
ہمارے پاس غمِ روزگار آنہ سکا

قتیلِ عشق پسِ مرگ بھی رہا شایق
وہ کج ادا سرِ لوحِ مزار آنہ سکا

جفا قضا کا تکدر رہا ہمارے دل میں نہیں
وہ آئینہ ہے کہ جس پر غبار آنہ سکا

گیا نہ قرعۂ رمال سوئے خانۂ فرح
جوابِ طالعِ ناسازگار آنہ سکا

اک انتشارِ تمنا ہے ہم نوردِ فراق
یہ راہ وہ ہے کوئی رہ سپار آنہ سکا

ہجومِ عام ہوا سنگِ راہ یا قسمت
یہ آستاں پہ ترا خاکسار آنہ سکا

ادا شگرف ہی دلبر نے انجمن میں کہا
وہ میرا شیفتہ وہ جاں نثار آنہ سکا

ملا نہ حلقۂ رنداں میں ساقیِ سرمست
کہاں گیا ہے جو وہ بادہ خوار آنہ سکا

زبان پر رازِ الفت کا کبھی لایا نہیں جاتا
ہمارا شیوۂ تمکیں دلِ شیدا نہیں جاتا

یہ شوقِ بے محابا کیوں حجابِ حسنِ معنی ہے
ہمارے شاہدِ مستور کا پردا نہیں جاتا

نخچیر کیوں ہے تجھکو اے خیالِ دامنِ یوسف
زلیخائے کشتا کس کا اثر سودا نہیں جاتا

ہوا رنگِ نظر بازی سے یہ ذوقِ صفا حاصل
جو صاحبدل ہیں اُنکا دیدار کا سودا نہیں جاتا

یہ کس کا جلوۂ رعنا فروغِ دیدہ و دل ہے
ہوا ہے دلنشیں شوقِ رخِ زیبا نہیں جاتا

جنوں مائل دلِ وارستہ یہ وحشت سی کھٹکتی ہے
جو ہونا ہے سو ہو جائے کہیں جایا نہیں جاتا

بنایا انتشارِ یاس نے خلوت نشیں آخر
یہ واماندہ فقیر اب جانبِ صحرا نہیں جاتا

کیا جس شیوۂ انگیز نے ہم کو سراسیمہ
وہی انداز اے یارِ کرم فرما نہیں جاتا

جو آئے ہیں مرے احباب رو رو کر یہ کہتے ہیں
ترا حالِ زبوں اے آشنا دیکھا نہیں جاتا

سراسیمہ نظر آتا ہمیں اے رنگِ نومیدی
جو سر پر بار ہے الفت کا وہ پھینکا نہیں جاتا

کبھی تو سامنا ہو جائیگا اُس شوخِ رعنا سے
ہمارا کوچۂ دلدار کا پھیرا نہیں جاتا

اُداسی چھا رہی ہے بیکسی حسرت مجاور ہیں
کبھی گورِ غریباں کا یہ سناٹا نہیں جاتا

درِ پیرِ مغاں پر جمگھٹا ہر روز رہتا ہے
لگا رہتا ہے اک تانتا کبھی ٹوٹا نہیں جاتا

تمہارا رشتۂ الفت گلے کا ہو گیا پھندا
یہ ہے وہ عقدۂ لاحل جو سلجھایا نہیں جاتا

کیا ہے استقامت نے ہمیں یکرنگ خلوت میں
ہوا جب رنگ تمکیں کا تو دل اُکتا نہیں جاتا

جمعیت جنکو ہے اُنکی قناعت ہی ید طولیٰ
کسی کے آگے ان سے ہاتھ پھیلایا نہیں جاتا

فنائے قلب میں دیکھی بقائے عشق کی صورت
ہوئے جو زندہ دل پھر اُن سے جی مارا نہیں جاتا

قطعہ

سواد الوجہ فی الدارین ہیں جو اُسکے طالب ہیں
مگر بخت فنائے عشق میں پایا نہیں جاتا

ملا ہے عشق کی سرکار سے اعزاز کا رتبہ
کفن ملتا نہیں ہے اور دفنایا نہیں جاتا

گدائے میکدہ بھی ڈھیٹ کتنا ہو گیا ساقی
یہ سنتا نا کہیں دم بھر نہیں ٹلتا نہیں جاتا

وہ فروغِ دیدہ و دل ماہِ کامل مل گیا
یہ تماشا خوب تجھکو آج قاتل مل گیا

اپنے پروانے سے آکر شمعِ محفل مل گیا
نیم بسمل کوئی دیکھا کوئی بسمل مل گیا

اب نہیں معلوم کیا مدِنظر ہے یار کو ... وہ گیا اکثر خفا ہو ہو کے پھر مل ملگیا

رنگِ فطرت تھا ازل کو دن بھی نیرنگیٔ ادا ... غیر کو حصہ مری قسمت کے شامل ملگیا

ہوگئے شوریدہ گانِ شوق کی ہر رنگ ہم ... نالۂ جانسوز سے سوزِ عنادل مل گیا

آرزوئے دل ہوئی حسرت کشِ آہنگِ شوق ... رنگِ نومیدی سے کیوں آگاہ منزل ملگیا

نقشِ تسخیرِ محبت کی ہمیں بھی ہے تلاش ... کام اپنا بنگیا گر حب کا عامل ملگیا

یہ شہیدانِ وفا مسرور دنیا سے گئے ... ان کو آخر سایۂ دامانِ قاتل ملگیا

کیوں شکنجے میں کیا ہے طالبِ دیدار کو ... کیا تجھے کہہ تو سہی عقدِ انامل ملگیا

ہے حسابِ دوستاں در دل تردد کچھ نہیں ... فردِ الفت پر عدو کو نقشِ باطل ملگیا

ہے تکلف برطرف یکرنگیٔ صحبت ہوئی ... بنگئے یکجان دو قالب دل سے جب دل ملگیا

یہ تمہارا دیکھنے والا تم اس کے شیفتہ ... آئینہ رو آئینہ مدِمقابل ملگیا

بچ نہیں سکتا ہے دشمن ڈھلگیا آنکھوں سے نیل ... بردِ اطرافی سے اب وجع مفاصل ملگیا

مائل سودائے الفت ہوگیا ہے بےاختیار ... مشتری سے اپنے وہ زہرہ شمائل ملگیا

ہے وبا لا منفعت ہمکو نفائے بازدید ... اب خسارہ ہو کہاں بالائے حاصل ملگیا

بلبلِ کشمیر خوش نغمہ ہے وہ گل شاد ہے ... کہہ رہا ہے روکشِ سحبانِ وائل ملگیا

ساقیٔ میخوار مسرورِ طرب و لشاد ہے
ساغرِ سرشار اے یارانِ محفل ملگیا

جب دلیلِ راہ ہم کو شوقِ کامل ملگیا ... دو قدم پر وہ ہمیں رعنا شمائل ملگیا

ناقص و کامل کی ہو تحقیق کیا ہو فیض عام ... فردِ کامل ہے جسے انسانِ کامل ملگیا

جو علو ہمت ہیں دل ہوتا ہے انکا باغ باغ ... جب کوئی انکو کہیں درماندہ سائل ملگیا

ہر طرف ہے جلوہ گر وہ شاہدِ عالم فریب ... اے عجب پھر کیوں ہمیں یہ پردہ حائل ملگیا

قیس نے معمول اپنا جب کیا پاسِ نفس ... ہوش در دم کہا ہو لیلیٰ کا محمل مل گیا

ہیں تجلی گاہِ نظارہ مقاماتِ سلوک
قلبِ ذاکر کیوں نہو انوار ہیں محو و محو
کامگارِ جلوۂ اسرارِ معنی ہو گئے
چشمِ تنگِ بخل سے کس طرح ہو امیدِ فیض
جب قرابت اپنی ترکِ ماسوا سے ہو گئی
عکسِ آئینہ ہمارا روشناس شخص ہے
شغلِ برزخ کا تصوّر شاہدِ مقصود ہے

اک نیا جلوہ ہمیں منزل بہ منزل ملگیا
ہمنفس ہم کو دلِ ہوشیارِ عاقل ملگیا
جیب وسیلِ راہ کا فیضانِ کامل ملگیا
فتحِ بابِ مدعا سے عقدۂ مشکل بل گیا
فرض کی تقریب میں قربِ نوافل ملگیا
شغلِ مدّ الظلّ سے ہم کو مادِ کامل ملگیا
یہ مراقب ہو کے تجھسے تیرا شاغل ملگیا

ماحصل بیصرفہ شغلوں کا یہی ساقی سمجھ
عاقبت سرمایہ تحقیق حاصل ملگیا

قلقلِ مینائے مے کا شور میخانے میں تہا
جوشِ خُمِّ مِن لَدُن کا کیف میخانے میں تہا
آمد و رفتِ نفس کے مخمسے میں پڑ گئے
رابطے سے تو نہیں محرم ہے اے شیخِ حرم
یہ فروغِ حسن جذبہ قیس وارفتہ کا ہے
ہم کو اے افسانہ خواں تو نے جنوں جولاں کیا
کون سرشارِ جنوں کا ہو عنان گیرِ خرام
ہوگئے محوِ نظر اس شوخ کے مدِّ نظر
کیفِ وجداں میں ہوئے مدہوش رندِ بادہ نوش
پردۂ حائل بنا اگر خیالِ غیر کیوں
اے خوشا قسمت ہوئے منت پذیرِ بیکسی
شیوۂ تمکین و پاسِ وضع کے جو یار ہے

جاذبہ پیرِ مغاں کا رنگ پیمانے میں تھا
بادۂ سرجوشِ وحدت آج خمخانے میں تھا
فائدہ کچھ تہا نہ آنے میں نہ کچھ جانے میں تہا
ناظرِ حسنِ تجلی میں صنمخانے میں تھا
دیکھ لیلیٰ رنگِ تمکین تیرے دیوانے میں تھا
رنگِ جذبہ شورش افگن تیرے افسانے میں تھا
رنگِ مستوری اثر کب تیرے مستانے میں تھا
یہ قبولِ عاشقاں خود اُن کے مٹ جانے میں تھا
حلقۂ پیرِ مغاں کیا آج میخانے میں تھا
یہ دلِ محوِ تماشا اک پریخانے میں تھا
غمگسارِ حال کوئی بھی نہ غمخانے میں تھا
وہ یگانے میں نظر آیا نہ بیگانے میں تھا

ہے فنا بعدِ بقا اے سالکِ راہِ سلوک / زندہ جاوید ہے امین جو مر جانے میں تھا

کیا ادائے ناز ہی تھی مانع لطف و کرم / یہ تجاہل یہ تکلف آپ کو آنے میں تھا

بزم افروزِ تمنا تھی شبِ عیش و نشاط / ماہ طلعت جلوہ فرما اپنے کاشانے میں تھا

جس کو اک جرعہ ملا وہ ہو گیا صاحب نظر
جلوۂ اعجاز ساقی تیرے میخانے میں تھا

حریص ہو نہ جہاں میں نہ اپنا جی بھٹکا / زباں بگڑ گئی گر اس کو آ گیا چٹکا

جو شاہراہ گیا کچھ نہیں ہوا کھٹکا / بھٹک رہا ہے مسافر ہوا جو اوگھٹ کا

قبا پہنتے جو برہم ہوا وہ چست قبا / دیا ہے چیں بجبیں نے بھی ساتھ سلوٹ کا

یہاں بھی عشوۂ رعنا کھڑی لگاتا ہے / وہ بحرِ حسن ہوا آشنا جو کروٹ کا

ہماری وضع سے آشفتہ ہو گیا مجنوں / ہمیں جو نجد کے بن میں جنوں نے دے پٹکا

نظر ہوئی ہے پریشاں حجاب میں ہو وہ رخ / طلسم کھل نہیں سکتا ہے اُنکے گھونگھٹ کا

کیا ہے زلف و رخ و چشم نے جو گرویدہ / نکل کے گھر سے مرا دل زرا ہے میں بھٹکا

کسے ہے تاب جو دیکھے نگاہِ قہر آلود / کوئی ادھر کو چلا اور کوئی اُدھر سٹکا

ہمارے اشکِ مسلسل ذرا نہیں رکتے / یہ گھاٹ خوب رواں ہو رہا ہے پنگھٹ کا

ہمارا رنگِ طبیعی ہے صلح کل مشرب / پسند ہمکو نہیں قافیہ بھی جھنجھٹ کا

کہیں گے ساقی سرمست شعر تیرہ کیا ہم
ہمارے حصہ میں آیا ہے جام تلچھٹ کا

ہمکو مسرورِ طرب ساغرِ صہبا نے کیا / اپنا مستانہ جو اُس نرگسِ شہلا نے کیا

ہم بھی سرشارِ جنوں جوش میں منصور ادا / قابلِ دار تمہارے قدِ بالا نے کیا

عشوۂ حسن کے مجذوب ہوئے آخر کار / جذبۂ شوریدہ جو شوخانِ خود آرا نے کیا

مائلِ لطفِ نظر تو بھی ہوا شوخ ادا / کیا تماشہ یہ ترے محوِ تماشا نے کیا

رنگِ حیرت کی ہوئی شکل پریشان نظری
نقشِ تصویر ہمیں آئینہ سمائے گیا

پھر پاتا ہی نہیں بزم میں تیری گلرو
کیا گنہ آج ترے ساقیِ شیدا نے کیا

ہوا ہے ہم ردیفِ نازِ شوخِ دلربا میرا
کیا دل تنگ دل تنگی نے کیسا قافیہ میرا

خطر ہے ہو نہ جائے کشتیِ الفت بھی طوفانی
یہ عشقِ بے محابا بنگیا ہے ناخدا میرا

وہ رم شیوہ الہی شوق مائل ہو کے آجائے
تمنا ہے یہی دل کو یہی ہے مدعا میرا

کیا ہے منفعل یہ اضطرابِ شوق نے مجھکو
خلافِ وضع بنکر ہو گیا رو بر قفا میرا

مرا آئینہ سیما جلوہ فرما ہو گیا دل میں
تجلی خیز منزل کیوں نہ ہو ذوقِ صفا میرا

وہ بنکر مردمِ دیدہ مری آنکھوں کا تارا ہے
حجاب آشنا رہا ہے ہو نہ جائے سامنا میرا

کیا ہے کس نے مدہوشِ نظر یہ کیا تماشہ ہے
بڑی حیرت ہے کیوں ملتا نہیں مجھکو پتا میرا

دلِ تسلیم شیوہ۔ ذوق و شوق کیف کہتا ہے
بنا ہے سالکِ مجذوب رندِ پارسا میرا

یہ ربط و ضبط آخر ہو گیا ہم رنگِ یکرنگی
فروغِ جذبِ باطن بنگیا ہے رابطہ میرا

کرشمہ ہے مرا گلفامِ رعنا یاد کرتا ہے
کہاں ہے ساقیِ شوریدہ سر میرا فدا میرا

رازِ دل اُن کو کسی طرح سنایا نہ گیا
اُن سے پوچھا نہ گیا ہم سے بتایا نہ گیا

جلوۂ حسن ترا ہم کو ہوا دامِ فریب
پھنس گئے ہم تو کسی سے بھی چھڑایا نہ گیا

اُن کے آنے کی خبر آج سُنی تھی ہم نے
منتظر ہی رہے ہم کوئی بھی آیا نہ گیا

تیرے ہی کشتۂ دیدار کا اک گل ہے یہ ڈھیر
تجھ سے ایک پھول بھی مشہد پہ چڑھایا نہ گیا

ساتھ دشمن کا دیا فتنہ ادا نے آخر
وہ اُٹھایا نہ گیا ہم کو بٹھایا نہ گیا

شکوۂ غیر پہ وہ ہم سے بگڑ بیٹھے ہیں
کام جو آپ بگاڑا وہ بنایا نہ گیا

رازِ سربستہ ترا عشق نہاں افشا نہ ہوا
کنزِ مخفی ہے کسی کو بھی بتایا نہ گیا

جو گئے ملکِ عدم کو وہ اکیلے ہی گئے
اُن کے ہمراہ کوئی اپنا پرایا نہ گیا

کچھ خبر اُس کی بھی تجھکو ہے ستمگر یہ بتا
ساقیؔ زار ترے کوچے میں پایا نہ گیا

ہو کے بیخود بھی ترا عشق سراپا نہ گیا
بے سر و پا بھی ہوئے سر سے یہ سودا نہ گیا

کیوں ہمیں جلوۂ دیدار دکھایا نہ گیا
لن ترانی ہی رہی ہم سے یہ پردا نہ گیا

ہم جو شوریدہ سر اس نوگلِ رعنا کے ہوئے
یہ سر کشمکشِ شوقِ جنوں ترا نہ گیا

تیرے نیرنگ میں بھی رنگِ کرشمہ دیکھا
اس رم و شوق میں بھی ذوقِ تماشا نہ گیا

قیس وحشی سا بھٹکتا ہوا پھرتا ہے یہاں
اس طرف سے تو کہیں ناقۂ لیلیٰ نہ گیا

کوششیں کیں تو بہت عشق کے غمخواروں نے
پھر کسی طرح غمِ حوصلہ فرسا نہ گیا

رازِ دل اپنا وہی پردۂ باطن میں رہا
لبِ اظہار تک اے حرفِ تمنّا نہ گیا

شکلِ امید ہو گیا اس بھی جب یاس ہوئی
دلِ شیدا سے خیالِ رُخِ زیبا نہ گیا

جلوۂ دید کا مشتاق سمجھکر ہم کو
اس طرف سے وہ کبھی شاہدِ رعنا نہ گیا

چشمِ میگوں لبِ نوشیں کا ہوں مائل ساقیؔ
یہ خیالِ لبِ ساغر سرِ صہبا نہ گیا

ہمارا شاہدِ نسرینِ عذار آ جاتا
قرار اے دلِ امیدوار آ جاتا

ستا رہی ہے یہ واماندگیِ شوق ہمیں
شہیدِ جلوہ ہیں وہ نوبہار آ جاتا

پھنسا کہاں ہے مرا دردمند دل یا رب
جو بھول کر بھی وہ رعنا نگار آ جاتا

یہ پاسِ وضع کا آئینہ مجلّا ہے
وہ مہرِ جلوہ دمِ انتظار آ جاتا

پھنسا ہے بلبلِ کشمیر دام میں شاید
کدھر گیا ہے غریب الدیار آ جاتا

یہ میکدے میں کہا آج مے پرستوں نے
دلِ سلیم ہے کیوں نکر غبار آ جاتا
وگرنہ باغ میں وہ دلفگار آ جاتا
کبھی تو ساقیِ پرہیزگار آ جاتا

جو اقراروں نے سمجھایا وہ انکاروں نے سمجھایا
یہ نسخہ کیا ہمیں دل کے طلبگاروں نے سمجھایا

وہ کچھ سنتا نہیں بیداد شیوہ اڑ گیا ہٹ پر
ہزاروں منتوں سے ناز برداروں نے سمجھایا

وہی قائم ہے ابتک غمزۂ خاطر شکن اُس کا
نہیں معلوم کیا اُس کو ستمگاروں نے سمجھایا

مٹے یہ کس طرح سے صورتِ حالِ پریشانی
ہوا وہ سرگراں جب کچھ دل افگاروں نے سمجھایا

جزائے خیر دے اللہ یہ کہنا پڑا آخر
کریں کیا ہر طرح سے جب وفاداروں نے سمجھایا

بسر کرنے لگے اشعار کہکر عہدِ ہجراں کو
ہمیں آخر ہمارے ہی جگر پاروں نے سمجھایا

ہمارا دل بھی مانے ترکِ الفت ہو نہیں سکتا
ہمیں گو دردمندی سے بہت یاروں نے سمجھایا

ہمیں اُن نرگسیں چشموں کے ایما سے ملی تسکیں
تماشہ ہے کہ بیماروں کو بیماروں نے سمجھایا

پیا پی جام لیتا ہی رہا ساقی تہے مستانہ
بہت پیرِ مغاں نے اور میخواروں نے سمجھایا

کہا تھا ہم نے کیا اے شوخِ بے پروا یہ کیا سمجھا
وہ سیدھی بات تھی بیداد گر دیر قفا سمجھا

ہماری چوک تھی جو تجھکو اپنا دلربا سمجھا
حماقت ہو گئی ہم سے بُت نا آشنا سمجھا

حدیثِ دیگراں ہی کہہ سنایا حالِ دل ہم نے
بھری محفل میں کوئی بھی نہ نقشِ مدعا سمجھا

کبھی شکوہ کیا ہے آکے تیرے دلفگاروں نے
ہوئے گو جاں بلب لیکن تیرا حسنِ ادا سمجھا

مسیحا جانتے تجھکو ہمی اے جانِ تمنا تھے
ترے اس دردِ ہجراں کو نہ ہم نے لا دوا سمجھا

نہ چھوڑیگا کبھی صبرِ جمیلِ عاشقاں تجھکو
دعا گو جاننے والے تھے کیوں ایسا برا سمجھا

سمجھ سے کام گر لیتا تو ہم مایوس کیوں ہوتے
تجھے جو دشمنِ اہلِ وفا سمجھا دیا سمجھا

سنبھلے جسقدر چاہے تری مجبو و حیراں ہیں
سمجھ لینگے کبھی ہم تجھ سے کافر ماجرا سمجھا

شکستِ عہد تیرا کیا ہی دردِ تاب فرسا ہے
وہ تیری عشوہ سنجی تھی جو پیمانِ وفا سمجھا

کہا زشت و زبوں سب کچھ زبانِ گوہر افشاں سے
زمانے نے تو ہم کو اہلِ باطن پارسا سمجھا

وہ تیری سادہ روئی میں نہاں تھی طرفہ عیاری
یہ میری سادہ لوحی تھی اسے صدق و صفا سمجھا

اگر ہے وضع داری دل سے بھی ترکِ تعلق کر
کہ اب کچھ ہو نہیں سکتا ہے جانِ مبتلا سمجھا

بڑا بے مہر ہے تو بیوفا ہے بے مروت ہے
تجھے نا آشنا ساقی نے گر سمجھا بجا سمجھا

کبھی تو چاہنے والوں کی بھی خبر لینا
تم اپنے بھولے ہوؤں کو بھی یاد کر لینا

زہے نصیب کہ اُن کو ترس کچھ آ ہی گیا
کہا یہ ہم سے بغلگیر ہو کے مر لینا

وہ خوب شئے ہے سمجھ لو جو کام میں آئے
ہمارے ہو کے رہو ہم کو اپنا کر لینا

نہ آئے سوزِ دروں کا جو اعتبار تمہیں
ہمارے سینے پہ اے یار ہاتھ دھر لینا

فراقِ یار میں تھا امتحانِ صبرِ جمیل
وصالِ یار کا اب لطف عمر بھر لینا

ابھی سے دشمنِ جاں کیوں ہے مرغِ بے ہنگام
شبِ وصال کا بدلہ دمِ سحر لینا

ملا سرور میں ساقی وہ شاہدِ رعنا
خوشی سے جامِ تمنا کو آج بھر لینا

اگر جذبِ رسا ہوتا تو وہ دلدار آجاتا
ہمارا شاہدِ رعنا پری رُخسار آجاتا

گریبانِ چاکِ غم پر کیوں ترس آیا تجھے ظالم
لگا تھا ہاتھ پورا زخمِ دامندار آجاتا

فریبِ عشوہ پیکر نے کیا محروم جلوہ سے
اگر لطفِ نظر ہوتا تو میں سو بار آجاتا

کبھی دیکھا نہیں ہے تو نے میرے حسن پیکر کو
تجھے غش دیکھکر اے زاہدِ دیندار آجاتا

کیا آتش بجاں ہم کو ہی ہجرِ تاب فرسا نے
کہیں رنگ اثر لے نالہ ہائے زار آجاتا

جلا دی ایک دم میں آج سارا مجمعِ اعدا
ہمیں بھی لطف کچھ اے آہِ آتشبار آجاتا

نکل آتے ہیں اکثر شعر اپنے دلگدازی کے
خیالِ یار سے ہم کو دمِ افکار آجاتا

وہ ہم کو دیکھتے تجھے دیکھکر دیکھا نہیں ہم نے
عیاں کرتے جو آئینہ ناز کا پندار آجاتا

تمنا میکدے میں تھی یہی رندانِ میکش کی
وہ ہم مشرب ہمارا ساقی میخوار آجاتا

جو آج مد نظر ہے وہ ہم نے جان لیا
ہماری بات کو سُن سُن کے ٹالتے کیوں ہو
پتا لگا نہ کہیں اُس رم آشنا کا ہمیں
کبھی تو ہم سے بھی مُٹ بھیڑ ہو ہی جائیگی
وہ دل کی گھاٹ میں نٹ کھٹ بہت دنوں سے ہتا
یہ روزمرہ ہمارا سنیں جو کہتے ہیں

ورنہ آپ نے سو بار امتحان لیا
کہا جو آپ نے فی الفور ہم نے جان لیا
تلاش یار میں سارا جہان چھان لیا
کہ ہم نے اُن کے سر رہگذر مکان لیا
ستم شعار نے آخر کو چھپن چھپان لیا
کبھی زبان کا چسکا نہ ہمہ زبان لیا

کریں گے ردّ و قدح کسکو تھی خبر ساقی
انہوں نے آج یہ کیا اپنے دل میں ٹھان لیا

رنگ عالم ہے جدا عالم اسرار جدا
حسن معنی سے نہیں عشق کا اظہار جدا
حرم دل میں ہے وہ شاہد بینوش مکیں
صلح کل رنگ ہوا اہل طریقت کا سلوک
خلوت دل میں نمایاں ہے تماشائے شگرف
واقف حال نہیں کیف جنوں مستاں کا
جلوہ حسن گلوسوز بنا ہوش ربا
حق اناالحق ہی رہا دیکھ لیا اہل نظر
ذو فنوں شوخ کا نیرنگ نمایاں دیکھو
فیض دریا دلی پیر مغاں کا ہے کرم
روز روشن ہو کبھی یہ شب تار ارمان
مسلک عشق یہ اعجوبہ تماشا کیا ہے
کج کلاہی جو ہے تزئین فسوں پیکر ناز

طالب شوق ہے یہ عشق کا ہنجار جدا
تم سے کس طور ہو یہ طالب دیدار جدا
اپنے کعبہ سے نہیں خانۂ خمار جدا
کون سی راہ سے ہوں کافر و دیندار جدا
نقش فطرت سے ہے یہ گلشن بے خار جدا
جذب مستی ہے جدا استغنی پندار جدا
اب کشاکش سے ہوئے طالب بیدار جدا
نہوا رنگ سے منصور سر دار جدا
ہم سے انکار نہیں غیر سے اقرار جدا
کیف رقصاں ہے جو ہر رند قدح خوار جدا
ہو گیا ہم سے وہ کیوں مطلع انوار جدا
اپنی گفتار جدا یار کی رفتار جدا
بل کی لئے ہم سے نہ کیوں طرۂ طرار جدا

کیوں یہ شوریدہ ہے بلبلِ کشمیر نزار
ہے گئی دن سے وہ گلفام طرحدار جدا

ساقی رند ہے شیدائے بطونِ مینا
لب سے ہوتا ہی نہیں ساغرِ سرشار جدا

نثارِ حسن ہوا عاشقوں میں نام رہا
تمہارے عشق میں اب کیا کوئی کلام رہا

یہی سبب ہے کہ ہر شوق ناتمام رہا
نہ ایک وضع پہ تم کو کبھی قیام رہا

سلام اُن سے رہا اب نہ کچھ پیام رہا
وہ راہ و رسم گئی قصہ ناتمام رہا

حصولِ نفع ہو کیا جب کہ رسمِ تجاہل ہو
جوابِ صاف مرا حاصلِ کلام رہا

دلِ شہید کے ماتم کی روز مجلس ہے
کبھی تو مرثیہ نوحہ کبھی سلام رہا

کیا ہے چشمِ تمنا نے صاحبِ تمکیں
وہی ہے دل کہ جنوں میں جنوں خرام رہا

نظر چڑھا کے گرایا ہوا عروجِ زوال
یہ خاص بات ہی میں خاص ہو کے عام رہا

یہ دستبرد نمایاں ہے عشوہ گر صیاد
کوئی اسیرِ قفس کوئی زیرِ دام رہا

کیا وہ رشکِ عدو میں حصارِ عافیت
دلِ سلیم جو محصورِ انتقام رہا

ملا یہ حسنِ کشش ہم کو ایک جادۂ وا
تمہاری بزم کا گو خوب انتظام رہا

ہوئے جو پیرِ مغاں کیفِ شوق کو سرخوش
ہر ایک رندِ نظر باز محوِ جام رہا

کبھی نہ محوِ تصور ہوا رخِ جاناں
دلِ رقیب وہ مشغولِ انتظام رہا

شراب خانے میں اب معتکف ہوا ساقی
وہی یہ رند ہے مسجد کا جو امام رہا

وصالِ یار جو مقصود خاص و عام رہا
یہ حسن و عشق میں کیوں تفرقہ مدام رہا

ہمیں ہے شوقِ لقا آپ ہو گئے روپوش
یہ خوب حسنِ ادا عشوۂ نظام رہا

یہ آج رابطۂ دل نے خوب تسکیں دی
جمالِ یار میرے زیرِ اہتمام رہا

سبیلِ عشق کا سالک ہر ایک سبکرو ہے
ملا جو سست قدم وہ بھی تیز گام رہا

فروتنی سے جہاں میں ملا عروج و شرف
جو منکسر تھا وہ مسجودِ خاص و عام رہا

شہیدِ حسنِ تجلی ہیں جذب سے سالک
بنا نہیں کیا تجھے زاہد کہاں مقام رہا

اگر نفس باطن ہے خود فروش نہو
نظر سے گم جو ہوئے تھے انہیں کا نام رہا

پسند ان کو جو وہ قصرِ کنزِ مخفی ہے
ہمارا ذوقِ نظر آفتابِ بام رہا

یہ کیا ہے پیرِ مغاں کیوں نہیں نگاہِ کرم
گدائے میکدہ ساقی جو تشنہ کام رہا

محوِ تجلیِ رُخِ قاتل نہیں رہا
تو زندہ دل بھی اے دلِ بسمل نہیں رہا

ہوں رہ نوردِ وادیِ تشویشِ مدعا
کوئی رفیقِ جادۂ منزل نہیں رہا

کیا جاں نثارِ عشق کا ہو حوصلہ بلند
مدِّ نظر تپیدنِ بسمل نہیں رہا

رنگِ زمانہ ساز نے حیرت نظر کیا
آشفتہ دل کسی کا بھی مائل نہیں رہا

ساقی سرورِ کیف سے مسرور کب ہوئے
ساقی وہ آج ساقیِ محفل نہیں رہا

جو ہے قتیلِ عشق وہ بیدل نہیں رہا
روحِ رواں ہے کالبدِ گل نہیں رہا

ایک دم حضورِ قلب سے غافل نہیں رہا
کیا رنگ ہے جو دورِ محفل نہیں رہا

اے سادہ کیا حقیقتِ فطرت ہو رونما
لوحِ طلسمِ راز کا حائل نہیں رہا

رازِ درونِ پردہ نہیں تجھ سے کیا ندیم
اپنا فسانہ ذکر کے قابل نہیں رہا

حسنِ کرشمہ خیز تماشائے عشق ہے
نوائے شہید جلوہ مقابل نہیں رہا

اب قیس کو جو کیفِ انا کا سرور ہے
وہ جذبِ شوقِ لیلیِ محمل نہیں رہا

کیا تیز رو ہوئے ہیں میرے یارِ آشنا
کوئی سفینہ اب لبِ ساحل نہیں رہا

مدِّ نظر تجددِ امثال کیا ملے
پاسِ نفس کا عامل و شاغل نہیں رہا

ہم کو کیا خلوصِ عقیدت نے باریاب
وہ سدِّ بابِ پردۂ حائل نہیں رہا

پیر مغاں نے کیف سے مسرور خود کیا
ساقیؔ گدائے میکدہ سائل نہیں رہا

وہ جب خلوت سے شوخ انجمن آرا نکل آیا / جسے دیکھا وہی دیدار کا شیدا نکل آیا
ہماری وسعتِ مشرب جنوں خیز تماشہ ہے / نہاں یہ دل میں کیسا دامنِ صحرا نکل آیا
سمجھ میں کچھ نہیں آتا یہ کیا ہے رازِ سربستہ / نقابِ رخ میں پنہاں اور اک پردا نکل آیا
ونا لیلیٰ انا لیلےٰ ہوا جب ذکرِ مجنوں ہ / وہ خود رفتہ ہی خود شکلِ انا لیلیٰ نکل آیا
گلے مل مل کے سب احباب آخر ہو گئے رخصت / نہ آیا ساتھ کوئی بھی ادھر تنہا نکل آیا
بنایا عارفِ کامل ہمیں شب زندہ داری نے / دلیلِ راہ اپنا پردۂ اخفا نکل آیا
گدائے رند مشرب ہیں عجب نیرنگ رکھتے ہیں / ذرا دیکھو تو یہ کشکول میں کیا کیا نکل آیا
ہوئی جب شکل لا کی صورتِ لا آور یہ ہے / یہ نقشِ لا سے کیونکر نقشۂ الا نکل آیا
نبردِ عشق میں کوئی نہیں ثابت قدم ٹھیرا / دلِ وارفتہ اک اپنا ہی پا برجا نکل آیا
کیا شربِ الیہودِ شوق ہم رندوں نے خلوت میں / دلِ شب میں جو وہ مسکینِ صبحِ ترسا نکل آیا

دمِ بادِ صبا ہے روح پرور صبحدم ساقی
رہینِ خوابِ غفلت نور کا تڑکا نکل آیا

اثر سے جذبِ دل کے شوخ بے پروا نکل آیا / وہ ہم پہلو ہے اپنا مدعا دل کا نکل آیا
دلِ شب میں کدھر سے مہر آمہ پارا نکل آیا / ہوئی ماوس جو پونم چاند یہ کیسا نکل آیا
کیا جب ذکرِ الفت مدعی کا سنکے چکرا ئے / رہے خاموش وہ منہ اُن کا اتنا سا نکل آیا
تمہیں منصف ہو روداد میری حق ہے یا باطل / بجا ہے کب زباں سے شکوہ بیجا نکل آیا
نظر خیرہ ہے عالم کی یہ کیا نیرنگِ جلوہ ہے / کدھر سے ناگہاں یہ نور کا پتلا نکل آیا
نظارا ہو گیا نذرِ نظر اغیار کا اُن کو / بہت دانشوری کی اے دلِ دانا نکل آیا
چھپو گے کس روش میں اے بہارِ باغِ رعنائی / یہاں بھی یہ تمہارا ساقیؔ شیدا نکل آیا

گلستاں میں جو وہ آتش کا پرکالا نکل آیا
بلوں پر زلفِ سنبل ہے کھلا ہر غنچۂ گل ہے
ابھر کر کاوشِ دل نکھی ہے صورت کاہش
ہیری صورت جو دیکھی ہنسکے بولے ہمنشینوں سے

واز ہونے کو ہر سرو سہی بالا نکل آیا
چمن میں کیا مراد گیسوؤں والا نکل آیا
چھپا تھا دل میں کانٹا اسکا یہ چھالا نکل آیا
کدھر سے یہ ہمارا چاہنے والا نکل آیا

فدائے چشم میگوں ہے یہ سرشارِ محبت ہے
تمہارا ساقی سرمست متوالا نکل آیا

ملتے نہیں ہو ہم سے یہ کیا ہوا و تیرا
آنکھوں ہی میں اُڑا یا نقدِ دلِ جگر کو
الفت کا جرم بیشک سرزد ہوا ہے ہمسے
میدانِ حشر تیرا کوچہ بنا ہے قاتل
گرویدہ کر لیا ہے نیرنگیٔ نظر نے
اِس شوخِ دلربا پر کیونکر نہوں فدا ہم
منت پذیر اُس کے آخر کو ہو گئے ہم
شاغل جو ہو گئے ہیں محمود عاقبت ہیں

ملنے لگا ہے شاید اب تم سے کوئی خیرا
وہ شوخِ دلربا ہے کیسا اٹھائی گیرا
اس کو صغیرہ سمجھو چاہے اسے کبیرا
جاتا ہے اب جو کوئی آتا ہے قشعریرا
کیسی ہوئی فسونگر وہ شوخ چشم گیرا
سج دھج ہوئی نرالی باندھا جو اسنے چیرا
جو مدعا تھا اپنا اُسنے کیا پذیرا
سلطانہ شغلِ شب ہے دن کا ہوا نصیرا

بیٹھے شیفتہ جو ساقی اک مستِ نوش لب کے
میخانے ہی کے اندر اپنا بنا حظیرا

گیا سب رنج و غم کنجِ قفس کا
رہے ثابت قدم راہِ وفا میں
حضوری ہو گئی غیبت میں ہم کو

ترحم ہو گیا فریادرس کا
شکستہ دل ہوا پائے ہوس کا
ترنم دل میں ہے بانگِ جرس کا

کریں اس شوخ سے ہم قطعِ الفت
نہیں یہ کام ساقی اپنے بس کا

اُس کے در پر ہے شور محشر کا
فرّخا بخت اے خوشا طالع
دل میں روشن چراغ برزخ ہے
آئینہ دل ہے نور باطن سے
تیرے شیدا ہیں طالبِ دیدار

رنگ فتنہ ہے فتنہ پیکر کا
دورِ فرّخ ہوا ہے اختر کا
کچھ نہیں خوف موجِ صرصر کا
یہ نہیں آئینہ سکندر کا
شوخ رخ سے نقاب کو سرکا

ساقی رند کا ہے یار ولی
دیکھنا جذب اس قلندر کا

عشق منبع ہے ہفت قلزم کا
زخم خنداں نہوں مرے کیونکر
ہے یگانہ وہ آفتاب جمال
اہلِ نسبت ہے مردمِ دیدہ

شور عالم میں ہے تلاطم کا
کشتہ ہوں میں ترے تبسّم کا
نور ہے ماہتاب و انجم کا
کیوں ہوا روشناس مردم کا

طالبِ ذوق و شوق ہے ساقی
عشق ہے نغمہ و ترنّم کا

اُسے کھیل رنگِ جفا ہو گیا
بُرائی بھلائی کی صورت ہوئی
کبھی دم ہے فریاد شیون کبھی
کبھی دلخراشی کبھی جانکنی
وفا کی ہو امید اب ہم کو کیا

یہ اندازِ طرزِ ادا ہو گیا
محبت میں سب کچھ روا ہو گیا
کسی وقت نالہ رسا ہو گیا
یہی شغل صبح و مسا ہو گیا
وہ پہلے سے دشمن سوا ہو گیا

یہ ساقی تو ہے رند صورت پرست
غلط کہتے ہیں پارسا ہو گیا

جلوۂ حسن ترا نظارہ ہم نے کیا
دل میں یہ عشق کا پوشیدہ شرر ہم نے کیا

کیا بتائیں تجھے کیا رشکِ قمر ہم نے کیا
کس طرح سے شبِ ہجراں کو سحر ہم نے کیا

تیری دزدیدہ نگاہی ہے بلائے دل و جاں
اتنا کیوں شوخ تجھے شوخِ نظر ہم نے کیا

دردِ دل کا تجھے کھلجائے گا سارا احوال
چاک اے یار ترا روزنِ در ہم نے کیا

ہم نے بھی ہجر میں رو رو کے پروئے موتی
اشک کو ابرِ کرم رشکِ گہر ہم نے کیا

لختِ دل خونِ جگر سے اسے سینچا ہمنے
سبز یہ عشق و محبت کا شجر ہم نے کیا

تیرے کوچے میں جو ہم آئے ہیں آفتِ جاں
یہ سمجھتے ہیں کہ دنیا سے سفر ہم نے کیا

ایک دم بھی نہ ملا چین ہمیں دنیا میں
جس طرح ہم سے ہوا وقت بسر ہم نے کیا

عشوۂ ناز کی تجھکو تو خبر کچھ بھی نہ تھی
تجھکو انگیز ادا سے ہی خبر ہم نے کیا

اثرِ عشق ہے یہ تو بھی ہوا مہر شناس
آخرکار ترے دل میں اثر ہم نے کیا

کام آ ہی گیا ساقی یہ مرا صبرِ جمیل
اب وہ کہتے ہیں جفاؤں سے حذر ہمنے کیا

گلشن میں ہے تماشہ نسرین و نسترن کا
رندو چلو چمن میں ابر آگیا ہے گھن کا

عہدِ شباب آیا کیونکر نہ لیں اکڑ کی
اُن کے قدم قدم میں خم ہے بانکپن کا

حیرتِ نظر تماشہ ہم کو ہے باغِ گیتی
ہر ایک گل نرالا دیکھا جو اس چمن کا

روٹھے ہو کس غضب کے منتے نہیں منائے
مشتاق کا تمہارے اب ڈھلگیا ہے منکا

ہم نظیر اُن کا کوئی نظر نہ آیا
دیوانہ دل ہے شیدا اُس شوخ کی پھبن کا

بدظن ہیں آپ ناحق بیوجہ ہے شکایت
دیکھو جہاں میں شیوہ احسن ہے حسنِ ظن کا

دل کو سرور آیا آنکھوں میں نور آیا
جلوہ ہوا ہے ساقی اُس شمعِ انجمن کا

جلوہ بیرنگ تیرا شاہدِ رعنا نکلا
تیرا مشتاق طلسمات میں بھی آ نکلا

صورتِ وصل نظر کوئی نہ آئی ہم کو
یہ غمِ ہجر غم حوصلہ فرسا نکلا

بزم دلدار سے نکلا ہے حریفِ بد خو
تھا یہی دل ہیں کہ ہمدم سے کہینگے روداد
کب ہوا محرمِ اسرارِ لطوفی ہر دل
شکر ہے آج یہ گلزار سے کانٹا نکلا
وہ بھی آشفتہ اُسی ہوش ربا کا نکلا
اہلِ دل ہے جو ترا دل سے شناسا نکلا

اے خوشا بخت یہ کہتا ہے وہ سرمایۂ ناز
لو یہ ساقیؔ بھی مرا چاہنے والا نکلا

جس کو صورت کا آشنا دیکھا
ہم نے اُس فرد کو جدا دیکھا
جلوۂ عشق ہو گیا دل میں
کیا کہیں تم سے ہم نے کیا دیکھا
کھل گیا رنگ حق و باطل کا
آئینہ دل کا حق نما دیکھا
جذبۂ عشق کی ہے حسن کشش
کاہ میں رنگِ کہربا دیکھا
کیسی دلکش ہے وسعتِ مشرب
ساحتِ دل کو خوش فضا دیکھا
ہے نقابِ دوام رنگِ فنا
نقشِ ہستی کو گر فنا دیکھا
خود نما ہو گئے ترے عشاق
جب ترا حسن خود نما دیکھا

ساقیؔ زار رند مشرب ہے
رند مشرب کو پارسا دیکھا

اب مہربان وہ شوخِ دلارام ہو گیا
سو بنا ہے اس نے رنجِ گیتی کا خوشی سے کام
لیتے نہیں خبر دلِ شوریدہ حال کی
مشتاقِ آفتابِ لبِ بام ہو گیا
یہ کامیابِ طالعِ ناکام ہو گیا
ایسا کہاں کا آپ کو ابرام ہو گیا

ساقیؔ وہ دورِ گردشِ قسمت ہے آجکل
گویا ہیں اُن کی بزم کا اک جام ہو گیا

اُس قمر طلعت کا جو شب کو نظارا ہو گیا
آ گیا عشاق کو قندِ مکرر کا مزہ
دیکھتے ہی قلبِ مضطر پارہ پارہ ہو گیا
شکریں لب شوخ کا جلوہ دوبارا ہو گیا

تو نے ہی اعزاز بخشا ہے مہ بالا بلند
تیرا شیدا عرش رفعت کا ستارا ہو گیا

حسن بلینٹ نے دیا سنجیدگی کا رنگ جب
یہ مزاج عام ہم کو ناگوارا ہو گیا

ساقی شیدا کیا بدنام ہم کو عشق نے
راز پنہاں سب ہمارا آشکارا ہو گیا

آج جلوہ ہوا نہ اُس گل کا
سنتے ہیں شور نالۂ بلبل کا

شیفتہ ہیں جمال زیبا کے
عشق ہے حسن کے تجمل کا

چشم میگوں کے ہم ہیں متوالے
شوق ہے ہم کو ساغر مل کا

جلوہ افزا ہے وہ بہار چمن
ہے تماشہ ہجوم بلبل کا

ہے یہ منتہا شہید کا تیرے
تو بھی لے ثواب اک قل کا

ہیں زمانے میں بے نیاز وہی
جن کا شیوہ ہوا توکل کا

وہ یگانہ ہے لاشریک لہ
واسطہ کچھ نہیں توسل کا

گو یہ انساں ہے ایک جزو ضعیف
یہی باعث ہے مظہر گل کا

اپنے اشعار نغز و دلکش ہیں
رنگ ہے نقشبند عحائل کا

تیرا ساقی ہوا ہے زمزمہ سنج
تو بھی سن لے ترانہ بلبل کا

وہ رشک مہ جبیناں ہے میہماں ہمارا
اب ہو گیا ہے طالع صاحبقراں ہمارا

اے عندلیب نالاں کر تو بھی نغمہ سنجی
گلشن میں پھر رہا ہے سرو رواں ہمارا

جلوہ پری رخوں کا نظارہ عاشقوں کا
فردوس ہے جہاں میں ہندوستاں ہمارا

وہ آزما چکا ہے ہمکو جفا قفا میں
کام آگیا ہمارے ضبط فغاں ہمارا

اُس کے کرم سے نکلے گردش کے دور سے ہم
برسوں رہا مخالف گو آسماں ہمارا

سارا شباب اپنا گذرا مصیبتوں میں
چمکیگا وقت پیری بخت جواں ہمارا

ہے شور مے بچوں میں حلقے میں جام آیا
ساقی ہے کیفیت میں پیر مغاں ہمارا

حسن کا جلوہ ہوا ہے دمبدم تعظیم کا
عشق خضرِ رہنما ہے جادۂ تسلیم کا

اک تماشائے نظر ہے یہ نظامِ کائنات
جلوہ باعث ہوگیا اس نظم کی تنظیم کا

تو جو قیومِ زماں ہے کیوں نہیں تجھکو قیام
کیوں ورق گم کردیا اس نسخۂ تقویم کا

ہے عجب نیرنگِ قدرت نقشبندِ دہر کا
راز مخفی ہوگیا تحدیث میں تقدیم کا

ہے کہیں زہد و توکل ہی کہیں حرص ہوا
کوئی شائی ہورہا ہے قسمت و تقسیم کا

کوئی پھندے میں پھنسا ہی اختیار و جبر کے
ہورہا ہے مبتلا کوئی امید و بیم کا

کوئی ہے مہجورِ وصلِ لعبتانِ شوخ و شنگ
کوئی ہے مسرور شاداں وصل کی تنعیم کا

جلوۂ نیرنگ اچھا کچھ خصوصیت نہیں
تفرقہ ہی مٹگیا تخصیص کا تعمیم کا

ہو مجاورِ کعبۂ دل کا یہ ہے رسمِ سلوک
جامۂ احرام برزخ رنگ ہے تحریم کا

استقامت ہے کرامت خرقِ عادت ہے یہی
ہو محل اے خرقہ پوشِ حصر اس تکریم کا

نار میں گلزار بھی کیا گلشنِ بیخار ہے
رنگِ نوائیں ہوا پہلا دو ابراہیم کا

کوئی بیموقع نہیں ہے خشت اس تعمیر میں
کچھ نہیں ہے کام اس تعمیر میں ترمیم کا

ساقیِ شوریدہ سر ہو خاکسارِ کوئے عشق
ہے گدائے عشق شاہنشاہ ہفت اقلیم کا

کر سیر اپنے دل کی ہے نور کا تماشا
ہاں دیکھ بنکے موسیٰ اس طور کا تماشا

ناظر وہی نظر بھی منظور بھی وہی ہے
نظارہ کا ہے مظہر منظور کا تماشا

یہ قرب و بعد کیا ہے تقریبِ ماسوا ہے
ہے ترکِ ماسوا میں یہ دور کا تماشا

صورت کا شیفتہ ہو ظاہر ہو حرفِ معنی
منصور کی ہے صورت منصور کا تماشا

تعمیرِ وقت میں ہے ویرانی و ساوس
ویراں کدہ میں دیکھا معمور کا تماشا

خمخانہ عشق کا ہے پیرِ مغاں کی صحبت
رندانِ مست دیکھا مخمور کا تماشا

ارنی ولن ترانی ہے سرِّ عشقِ ساقیؔ
راز و نیاز میں ہے مستور کا تماشا

امتحانِ عشق وہ رعنا جواں لینے لگا
چٹکیاں پھر دل میں شوقِ جانستاں لینے لگا

کس کی یاد آئی تجھے کہ تو ہی یادش بخیر
اے سراپا ناز تو کیوں ہچکیاں لینے لگا

تیری گلچینی سے بلبل کا پریشاں حال ہے
پھول کیوں چن چن کے تو اے باغباں لینے لگا

مہرِ تاباں بھی فروغِ حسن سے چکر میں ہے
وہ خجل ہو کر تمہاری چھائیاں لینے لگا

شیخ بچوں کا سُکر و مستی میں سنبھلنا ہے محال
کیفِ جامِ عشق سے خود پیرِ مغاں لینے لگا

شاعرِ شیریں بیاں ہوں محو ہے ساقیؔ وہ شوخ
داد سے رعنا جواں حسنِ بیاں لینے لگا

دلِ شہیدِ تمنا فراقِ یار میں تھا
وہ نو بہار مرا اسیرِ لالہ زار میں تھا

کیا ہے ذوقِ تماشائے طالبِ دیدار
شہید قلب مرے سینۂ فگار میں تھا

خبر نہیں کہ وہاں نفسِ مدعا کیا ہو
سنا ہے ذکر مرا آج بزمِ یار میں تھا

ہوا ہے منحرفِ التفاتِ یارِ عزیز
وہاں نجاؤں یہ کیا میرے اختیار میں تھا

ہوئے ہیں ہمسفرِ جذبِ شوقِ اہلِ جنوں
کہ حسنِ عشق کا نیرنگ نوکِ خار میں تھا

قتیلِ عشق کا مشہد ہے حسنِ نظارہ
کہ شوقِ جلوۂ رخ چشمِ انتظار میں تھا

کوئی افسردۂ غم ہے کوئی ہے سینہ فگار
شگفتہ دل بھی کہیں عشق کے دیار میں تھا

بنا ہے شیوۂ تمکیں مطیعِ پاسِ ادب
کوئی تو کنزِ خفی جبر و اختیار میں تھا

بنا ہے نقدِ رواں رنگِ صورتِ نیہ
یہ کیا فریبِ نظر عمرِ مستعار میں تھا

ہوا وہ رنگِ تصوّر میں ہم نوردِ نظر
میرا خیال بھی شاید سرِ نگار میں تھا

نیاز کیش رہا ساقیؔ وفا مشرب
کہ پاسِ وضعِ دلِ رندِ خاکسار میں تھا

ہوا جوشِ نمو سے اور عالم سبزہ زاروں کا
عجب نظارہ دلکش ہے چلنا آبشاروں کا

چمن میں آج جلوہ ہو رہا ہے گلعذاروں کا
تماشا دیکھ لو اے بلبلو ان نوبہاروں کا

کیا پیوندِ خاک آخر ہمیں ان لالہ رنگوں نے
لئے جاتے ہیں دل میں داغِ حسرت گلعذاروں کا

خوشی ہے اپنے مرنے کی وہ مدفن پر تو آئینگے
کبھی ارمان باقی رہ گیا امیدواروں کا

کیا افشائے رازِ عشق اپنا ہمنشینوں نے
ہمارا کام بگڑا کیا گیا ان رازداروں کا

کرشمہ یہہ بھی ہے پیرِ مغاں کا دیکھو اے رندو
ہوا ہے محتسب بھی میکدہ میں یار یاروں کا

ہوئے ہیں خاکِ راہِ عشق ہم ایسے مٹے ساقی
انہیں کچھ بھی نہیں ہے درد اپنے جان نثاروں کا

ارادہ ہو گیا اُس شوخ سے اپنا ارادت کا
کوئی خطرہ نظر آتا نہیں فسخِ عزیمت کا

کیا وارفتۂ انگیز ان محشر خرابوں نے
ہمیں دھڑکا ہو گیا ہنگامۂ روزِ قیامت کا

یہاں آسودہ یہ پروانۂ جانسوز کس کا ہے
کہ رنگِ داغِ حسرت ہے تماشہ شمعِ تربت کا

کبھی تو دیکھ اپنی شکل اس میں آئینہ سیما
مرا دل آئینہ خانہ ہے تیرے حسنِ صورت کا

وہ آئیں گے یہاں شب کو کہا یہ ہمنشینوں سے
دکھاتے ہیں کرشمہ ہمکو رنگِ خرقِ عادت کا

دلِ وحشت سرا میں ہر طرف نقشِ خرابی ہیں
یہ ہے گورِ غریباں یا کوئی ہے ڈھیر حسرت کا

پکڑ کر ہاتھ ہمکو لیگئے وہ خاص خلوت میں
کرشمہ آج تو آئیں ہوا ہے دستِ بیعت کا

وداعِ ہوش اے جانِ تمنا کیوں نہو جائے
زباں سے آپکی نکلا یکایک نام رخصت کا

غشنا ور ہو نہیں سکتا دلِ غرقِ پشیمانی
بنا ہے قلزمِ ذخار ہر آنسو ندامت کا

نہ مر جائے کہیں سر پھوڑ کر شوریدہ سر ساقی
دلِ آشفتہ نکر دیوانۂ نازک طبیعت کا

بنا عشق آفریں کثرت میں جلوہ رنگِ وحدت کا
تماشا دیکھنے آئے ہیں ہم بھی حسنِ فطرت کا

دلیلِ راہ سے طالب ہوا استمدادِ ہمت کا
سبیلِ عشق میں ہے رابطہ حسنِ عقیدت کا

پریشاں سازان کی ہے یہ خاص و عام کی آمد
وہ اطمینان دیکھا ہے جنوں نے کنجِ خلوت کا

اگر صاحب نظر ہے بغرضِ محسن جہاں ہیں بن
صلہ تجھکو ملیگا عافیت میں حسنِ خدمت کا

شریعت ہیں طریقت ہے طریقت میں حقیقت ہے
یہی ہے قولِ فیصل سالکو اہلِ طریقت کا

ہوئے ہیں کوچۂ دلدار میں ہم معتکف جب سے
دیا ہے عشق نے عہدہ ہمیں صاحب ولایت کا

تصوّر میں جمالِ یار کا جلوہ نظر آیا
یہ نیرنگِ نمایاں ہو گیا رویا میں رویت کا

تماشا ہیں وہی ہیں جلوہ زارِ کنزِ مخفی کے
جنہیں نورِ بطوں حاصل تعلق جنکو نسبت کا

خدایا پھر کبھی ہوگی میسّر صحبتِ دلکش
وہ مجمع کیوں نہیں ہوتا ہے یارانِ طریقت کا

کہا پیرِ مغاں نے کیف میں رندانِ میکش سے
کہاں مستانہ ساقی ہے خراباتِ محبت کا

خلوتِ خاص ہے کیونکر ہو گذر عامی کا
یار دمساز ہے کیا واسطہ پیغامی کا

گردشِ چشم سخن گو نے کیا مستِ الست
بزمِ دلدار میں حلقہ ہے مے آشامی کا

خود نما شوخ نے انگشت نما کر ہی دیا
شہرہ عالم میں ہوا ہے مری گمنامی کا

ناز کیوں تجھکو ہوا ہے گلِ رعنا جلوہ
چار سو شور ہوا تیری گل اندامی کا

محو ہوتے ہی نہیں یار جو مصروف ہوئے
نام زندہ ہی رہا عارفِ بسطامی کا

ہے یہی حسنِ عمل حسنِ سلوک معنے
شوق سالک ہے اگر نیک سرانجامی کا

تجربہ رہبرِ کامل ہے جہاں میں ہر وقت
راہ پختہ ہے کہیں نام نہیں خامی کا

روح بھی ایک تماشہ ہے یہاں بوقلموں
رنگِ اعجوبہ ہے نیرنگیٔ اجسامی کا

کامگار رہِ دلدار نہیں اہلِ ہوس
راہ مسدود ہے اُنکا وہ ہے خودکامی کا

صبر ہر حال میں کرتے ہیں جہاں کے مظلوم
آخرت میں جو بھروسہ ہے اُنہیں حامی کا

جا لگی خوار جو ہوں نوش لبوں کا ساقی
میرے اشعار میں ہے رنگِ سخن جامی کا

ہم عکس شخص تو ہے کیا قرب و دور تیرا ۔۔۔ ہر شئے میں جلوہ گر ہے نور و ظہور تیرا
مشتاقِ وصلِ عریاں رندِ برہنہ پا ہے ۔۔۔ ہے رہنمائے عالم اے شوخ غیور تیرا
مسرور و شادماں ہیں جلوہ ہوا ہے جنکو ۔۔۔ آنکھوں میں نور تیرا دل میں سرور تیرا
جانِ جہاں میں تو ہے روحِ رواں میں تو ہے ۔۔۔ تو خود ہی گھٹ گیا ہے یہ ہے قصور تیرا
صحرائے عاشقی میں ہیں پیچ و خم ہزاروں ۔۔۔ ان گھاٹیوں سے کیونکر ہوگا عبور تیرا
جو حیرتی ہوئے ہیں عارف وہی ہیں واصل ۔۔۔ ہے سدِ بابِ عرفاں سالک شعور تیرا
تلوینِ صفات کی ہے تمکینِ ذاتِ قدسی ۔۔۔ عالم کے واسطے ہے مظہر ضرور تیرا
کچھ بھی نہیں ہے ہمکو اب خطرۂ معاصی ۔۔۔ وردِ زباں کیا ہے نامِ غفور تیرا
رنگِ فنا بقا ہے تسلیم ہے رضا ہے ۔۔۔ صبرِ جمیل سے ہے طالب عبور تیرا

ساقی جو بینوا ہے میخوار و شیفتہ ہے
ملجائے کاش اُس کو قربِ حضور تیرا

بچا نہ تار بھی سارے مکاں کو لوٹ لیا ۔۔۔ ستمگروں نے متاعِ رواں کو لوٹ لیا
شہیدِ نازِ دلِ خستہ جاں کو لوٹ لیا ۔۔۔ شکستہ حال پہ کس ناتواں کو لوٹ لیا
نگاہِ فتنہ ادا کی غضب ہے رہتا خیز ۔۔۔ وہ راہ چلتے ہوئے کارواں کو لوٹ لیا
فسونِ عشوۂ رعنا کرشمہ ساقی نے ۔۔۔ گدائے حلقۂ پیر مغاں کو لوٹ لیا
فروغِ حسنِ ملائک فریب نے آخر ۔۔۔ فدائے جلوۂ رعنا جواں کو لوٹ لیا

وقوفِ حال نہیں اُن کو کچھ خیال نہیں
فقیر ساقی بے خان و مان کو لوٹ لیا

عشوہ انگیز ہوا شاہدِ رعنا میرا ۔۔۔ بابِ تمکیں ہو کہاں یہ دلِ شیدا میرا
اُن کو منظورِ نظر ناصیہ سائی نہوئی ۔۔۔ کچھ دکھائے گا غمِ حوصلہ فرسا میرا
حیرت انگیز نہو عشوۂ نیرنگ نما ۔۔۔ دیکھتے رنگ ہیں شوخانِ خود آرا میرا

نقشِ تسخیرِ بنا رنگِ تصوّرِ آخر — آج دمساز ہے وہ آئینہ سیما میرا

آشنائے مئے گلرنگ ہوا ہوں ساقی
بحرِ مّواج ہے یہ ساغرِ صہبا میرا

سوچتے جاتے یہی ہیں ہم کہیں دلبر سے کیا — کشمکش میں پڑ گئے اپنے دلِ مضطر سے کیا
نقشِ مطلب کی تمنا ہے فسوں پیکر سے کیا — کچھ توقع ہو گئی اُس کے دمِ خنجر سے کیا
اس عتابِ ناز کا رنگِ نمایاں دیکھئے — ہو رہے ہیں خشمگیں چینِ سرِ بستر سے کیا
ناگہاں گم گشتۂ راہِ تحیّر کر دیا — آرزو نکلے ہماری گنبدِ بے در سے کیا
اُس کو ہوتا ہی نہیں حدِ نظر حسنِ قبول — شوقِ بے صرفہ تجھے حاصل ہوا پیکر سے کیا
کر دیا تاراجِ حرماں آرزوئے وصل کو — یا الٰہی کہہ رہا ہے پھر رے غارتگر سے کیا
اے شکوۂ ناز کیوں ضد ہو گئی عشاق سے — یہ تماشا دیکھتے ہیں اُس تماشاگر سے کیا
بلبلِ کشمیر رنگِ عشق میں کیوں پڑ گئے — یہ بلا ٹلتی کہیں ہے اب تمہارے سر سے کیا
طرزِ بے پرواخرامی نے کیا حیرت نظر — مطمئن کوئی کرے اُس فتنۂ محشر سے کیا

لالہ رخ ملتا نہیں ساقی کیا ہے سینہ داغ
انبساطِ کامرانی خندۂ ساغر سے کیا

کیا کام بنے تجھ سے خود کام مرے دل کا — تو نے ہی تو کھویا ہے آرام مرے دل کا
اُس عشوۂ رعنا نے وابستہ کیا اپنا — معلوم ہوا آخر تھا دام مرے دل کا
ہجراں کی اذیت نے اے عشق کیا پیدا — آغازِ محبت میں انجام مرے دل کا
یہ صاحبِ تمکیں تھا رسوائے جہاں کر کے — بدنام کیا تو نے کیوں نام مرے دل کا
اک لطف توجہ سے ہوتا ہے زمانے میں — اعزاز مرے دل کا اکرام مرے دل کا
کب فیصلہ ہوتا ہے مجروحِ تمنا سے — یہ قصہ چکا دیگی صمصام مرے دل کا
آزاد کیا غم سے جب ترکِ تعلق نے — پھر عرضِ شکایت سے کیا کام مرے دل کا

اب ہرزہ خیالی سے ہوتی ہے پشیمانی
اب اُن کو تعشق ہے اور اسکو تکلف ہے

سودائے جنوں پیا ہتا خام مرے دل کا
فرخندہ ہوا کیسا فرجام مرے دل کا

ملجائے اگر ساقی وہ باغ میں نوشیں لب
ہم رنگ تمنا ہو یہ جام مرے دل کا

ہجر میں وصل صنم خواب پریشاں دیکھا
تو نے دیوانہ کیا ہم کو جنون رنگی عشق
فی الحقیقت یہ بنا سلسلۂ زلف دراز
سینہ چاکان محبت کو سراسیمہ کیا
سخت افسوس ہوا دیکھ کے مایوس مراد
کون ہو ہمسفر راہ و رفیق منزل
تیرا افسردہ کن شوق ہوا کون ساگل
ہم تو آزاد غم دہر سے رہتے تھے مدام

آنکھ جسوقت کھلی منظر حیراں دیکھا
وحشت انگیز عجب دل کا بیاباں دیکھا
ہم نے کوتاہ نہ طول شب ہجراں دیکھا
بوالعجب رنگ ترا عشوۂ جاناں دیکھا
دل محزوں کو زخود کردہ پشیماں دیکھا
جادۂ عشق کا اللہ نگہباں دیکھا
تجھکو اے بلبل کشمیر پریشاں دیکھا
تیری الفت میں یہ کیا آفت دوراں دیکھا

ساقی شوخ نظر بھی خرد آشفتہ ہوئے
نشۂ کیف میں نیرنگ نمایاں دیکھا

ستمگر شوخ بے پروا کبھی سمجھا نہ سمجھے گا
دل بیتاب تو کہتا ہے کیا سمجھا نہ سمجھے گا
مٹانا کیوں ہے تو اپنے وفا رحسن تمکیں کو
ہوا ہے دل گرفتہ جس کا نواے جلوہ شیدائی
نزی مردم شناسی دیکھنی تھی دیکھ لی میں نے
سراسیمہ ہوا سیصرفہ کیوں آشفتہ مطلب
ہوا کیا جذب ہمدم ایک تیرا ہی سہارا تھا

دل مشتاق تیرا مدعا سمجھا نہ سمجھے گا
وہ سنگیں دل ہے کا فر ماجرا سمجھا نہ سمجھے گا
وہ کم ظرفوں میں ہے الجھا ہوا سمجھا نہ سمجھے گا
وہ رنگ طینت صدق وصفا سمجھا نہ سمجھے گا
مری افتاد اے مرد خدا سمجھا نہ سمجھے گا
سراپا شوق عرض مدعا سمجھا نہ سمجھے گا
مراد درد جگر درد آشنا سمجھا نہ سمجھے گا

تماشہ دیکھئے کہتا ہے وہ پیماں شکن میرا
کہوں کیا تجھ سے پیمان وفا سمجھا نہ سمجھے گا

تجھے برسوں ہی دیکھا آزمایا اے وفا دشمن
ادائے شان ارباب وفا سمجھا نہ سمجھے گا

جزائے خیر دے اللہ تجھکو کیا کہیں بیدل
پریشاں ساز نوا چھا برا سمجھا نہ سمجھے گا

غرض کیا تجھ سے کوئی بات کہکر کیوں پشیماں ہوں
کبھی بے مہر تو کہتا مرا سمجھا نہ سمجھے گا

ہماری جانفشانی سینہ سوزی دل لگی سمجھی
بنا ہے شاطروں کا آشنا سمجھا نہ سمجھے گا

یہ ہے ذکیف واعظ ساقی سرشار کیا جانے
سرور بادۂ کیف آشنا سمجھا نہ سمجھے گا

شہید جس کے ہیں وہ دلربا نہیں ملتا
ہمارا شوخ ادا مہ لقا نہیں ملتا

تلاش کرنے سے انساں کو کیا نہیں ملتا
وہ بیخودی ہے کہ اپنا پتہ نہیں ملتا

اسیر عشق و محبت کی تجھکو قدر نہیں
مزاج ہی ترا نا آشنا نہیں ملتا

کہاں نظر تجھے حق ناشناس مہر و وفا
ہر آئینہ سے مرا آئینا نہیں ملتا

بہار عشق کو وقف خزاں کیا جس نے
وہ نو بہار گل مدعا نہیں ملتا

ہوئے ہیں بلبل کشمیر کیا پریشاں حال
جہاں میں کوئی بھی درد آشنا نہیں ملتا

جو پاکباز ہیں ساقی وہی ہیں صاحبدل
یہ سادہ لوحوں کو ذوق صفا نہیں ملتا

جاں نثاری کا تجھے رنگ دکھایا جاتا
کیا دم نزع بھی تجھ سے نہیں آیا جاتا

یہ تمنا ہے کہ آتا وہ کہیں عہد وصال
صدمۂ دل شکن ہجر خدایا جاتا

کس طرح صبر ترا عاشق مہجور کرے
تجھ سے آیا نہیں جاتا نہ بلایا جاتا

ہیں ترا چاہنے والا ہوں ترا حسن فدا
تجھ سے کس طرح مرا دل ہے دکھایا جاتا

اہل محفل کو دکھاتا ہے کرشمہ کوئی
مجھکو اٹھ اٹھ کے جو ہے آج بٹھایا جاتا

اے جفا ساز و فا سوز مرے آفت جاں
دل جلوں کو نہیں اسطرح جلایا جاتا

توبھی ہے بلبلِ کشمیر کسی گل کا شہید
تیری صورت سے تو ایسا نہیں پایا جاتا

ساقیؔ خیر طلب طالبِ دیرینہ ہے
بادۂ کہنہ کا اک جام پلایا جاتا

دامنِ صحرا بنا گھر خانماں برباد کا
ہے یہ نیرنگِ ادا عشقِ جنوں بیداد کا

پڑ گیا خطرے میں ہر درجہ مری افتاد کا
فتنۂ تازہ ہو گیا چرخِ کہن بنیاد کا

نالۂ درد آفریں سنتا نہیں ناشاد کا
بے اثر کیسا ہے دل میرے ستم ایجاد کا

وجہ خاموشی بتا سکتا نہیں تجھکو ندیم
سی دیا بیداد گرنے مُنھ لبِ فریاد کا

تنگ دل ہو کر نہ اپنا شیوۂ شایاں گیا
بن گیا مُہرِ دہن شکوہ تری بیداد کا

دیکھتا ہوں شوق سے حسنِ سراپا کی بہار
شیفتہ ہوں دل سے اپنے غیرتِ شمشاد کا

کس روش آئے زباں پر حرفِ عرضِ مدعا
ناطقہ سر در گریباں ہے لبِ فریاد کا

زاہد روحِ رواں ہو حسنِ نظارہ کہاں
تم نے دیکھا ہی نہیں بازارِ حسن آباد کا

دمبدم ہمدم نمک پاشِ جراحت کیوں نہو
ہجر ہے سوہانِ جاں شوخِ ملیح آباد کا

اے گلِ رعنا تجھے بھی کچھ تو کرنا تھا لحاظ
بلبلِ کشمیر اپنے بینوا آزاد کا

ساقیؔ سرمست نورِ طبع معنی سنج ہے
نام روشن پھر کیا تو نے جہاں آباد کا

بیٹھے بٹھائے تجھکو جو وہ یاد آگیا
کیا تیرے جی میں اے دلِ ناشاد آگیا

صیدِ زبوں بنے تیری نظر سے گرے ہوئے
کیوں بیکسوں پہ رحم یہ صیاد آگیا

رنگِ کرشمہ تو نے دکھایا ہے سوزِ دل
وہ آج عشوہ گر دمِ فریاد آگیا

ممنون اپنے جذبِ فسوں گر کے ہو گئے
قابو میں اپنے وہ جو پریزاد آگیا

ساقیؔ تھی اُسکی تیغ نظر کے ہوئے شہید
وہ اسطرف جو بانئے بیداد آگیا

باغ میں رات کو وہ گیسوؤں والا دیکھا
ہم نے کیسا یہ اندھیرے میں اُجالا دیکھا

شوقِ بے تاب وہ نیرنگ نما ہوتا ہے
میرے فتنے نے بھی کچھ ہوش سنبھالا دیکھا

شب کو پروانۂ جانسوز ہی اک دُزد ملا
شمع کے چور کا سر کاٹ ہی ڈالا دیکھا

دُخترِ رز دسترسِ شاہدِ بینوش بنی
لب بلب باطنِ مینا کا پیالہ دیکھا

خلشِ تیرِ جفا سینہ میں قایم ہی رہی
ہوش میں آئے تو زخمِ جگر آلا دیکھا

مجھکو آشفتہ نظر تو نے کیا عشوہ ادا
جس کو دیکھا وہ تیرا چھِنے والا دیکھا

نگئے دیکھ کے سبزانِ چمن روئے نیاز
باغ میں اُس کا جو سروِ قدِ بالا دیکھا

کشتۂ حسرتِ دیدار کو حسرت نہ رہی
اپنے بیمار کا خود اُس نے سنبھالا دیکھا

گو طریقہ میں جدا تو ہی رہا ایک خدا
مسجد و دیر و کلیسا و شوالا دیکھا

آج تو بلبلِ کشمیر یہ کہتا تھا وہ گُل
کوئی اُس کا سا نہیں چاہنے والا دیکھا

کیف میں ساقی مجذوب چلے جاتے تھے
ہاتھ میں بادۂ گلگوں کا پیالا دیکھا

وصالِ یار تھا شب کو خیال و خواب نہ تھا
ہوا جو نور کا تڑکا وہ ماہتاب نہ تھا

تجھے نظر ہی نہیں زاہدِ شہیدِ بطوں
وہ حسنِ عشق کا شعلہ تھا آفتاب نہ تھا

حضورِ یار میں کچھ امتیاز ہو جاتا
دلِ اسیرِ لقا آج باریاب نہ تھا

کیا شہودِ وجودی نے کیوں تحیّر غرق
ہمارے قلزمِ زخّار میں حباب نہ تھا

جلیسِ خلوتِ جاناں تھا یار حیراں تھے
کہاں گیا جو وہاں خانماں خراب نہ تھا

کبھی وجود کی حیرت کبھی شہود کا محو
وہ صحو محو تھا تسکینِ اضطراب نہ تھا

وہی ہے محو خیالی وہی جنون مستی
ہمارے عہد میں کیا دورِ انقلاب نہ تھا

انیس صحبتِ گل ہو گئے بلبلِ کشمیر
زہے نشاط کوئی وہم اضطراب نہ تھا

رہا وقوفِ عدو ہم کو ہوش دردم میں
سفرِ وطن میں ہوا بادِ گردِ خواب نہ تھا

یہہ التماس ہے ساقی نواز پیرِ مغاں
ہمارے سامنے کیوں ساغرِ شراب نہ تھا

دلِ سرمست ہے مسرورِ جامِ باطن بینا
صلائے عام تھا وہ فیضِ عامِ باطن بینا

جو ہیں نامحرمِ اسرار وہ کیا رازداں ہونگے
سمجھ میں آ نہیں سکتا کلامِ باطن بینا

شناسا ہی نہیں ہیں صورتِ تطہیرِ قلبی کے
کریں کیا اہلِ ظاہر احترامِ باطن بینا

سلوکِ انفس و آفاق نیرنگِ تماشا ہے
ہوئے یکرنگ ملکر خاص و عامِ باطن بینا

سرورِ جامِ عرش آہنگ میں کیفِ تحیّر ہے
سنبھل اے سالکِ گردوں خرامِ باطن بینا

تمنا ہے کہ قلبِ بلبلِ کشمیر ہم دیکھیں
وہ ہے آئینہ وارِ صبح و شامِ باطن بینا

ہوئے ہیں شہرۂ آفاق ہم مشہورِ ہستی ہیں
کہاں مستور ہو مشربِ مدامِ باطن بینا

سرورِ کشفِ باطن نے کیا مجذوبِ صاحبدل
تماشا گر ہے ساقی کیفِ جامِ باطن بینا

سرورِ جامِ وحدت رنگِ جذبِ ہوشیار اپنا
بنا ہے ذوقِ وجداں آج کیفِ میگسار اپنا

بلائے جاں بنا بڑھ بڑھ کے دردِ انتظار اپنا
یہ محرومِ مداوا کیوں ہے یارب اضطرار اپنا

یہ صبر جبر نقشِ آرزو کی شکل بنجائے
تری نازک طبیعت پر اگر ہو اختیار اپنا

نہیں بیگانۂ شرطِ وفا ضبط آشنا یہ ہے
گسستہ ہو نہیں سکتا ہے عہدِ استوار اپنا

دلِ زندہ کی صورت ہے ہماری لوحِ تربت بھی
بنا ہے نقشبند آئینہ سنگِ مزار اپنا

کبھی وہ ہنسکے ملتے ہیں کبھی چیں بر جبیں ہو کر
تماشا دیکھ اے نیرنگیٔ لیل و نہار اپنا

تری اے عشقِ حیرت سنج دیکھی کارفرمائی
ہوا ہے دلپسندِ یار حسنِ انکسار اپنا

تشفی ہے نمایاں انکی دزدیدہ نگاہی میں
بنالے کام تو بھی اے دلِ امیدوار اپنا

بنے ہیں رہنما ہم سالکانِ حسنِ معنی کے
چراغِ رہگذارِ عشق دل ہے داغدار اپنا

کوئی مانع نہیں ہے بے پردہ روئے گل کا جلوہ ہے
بنا گلدستۂ نظارگی ہے خارخار اپنا

سرورِ عیش ہے۔ دمسازِ عشرت اے زہے قسمت ۔۔۔ موافق بلبلِ کشمیر ہے گلچہرہ یار اپنا

ہے جذبِ محبت نے ادھر مائل کیا ساقی
ہوا ساغر طلب وہ آج شوخِ میگسار اپنا

یہ التماس ہے اُس شوخِ دلستاں سے مرا ۔۔۔ جگر فگار ہے کیوں کاوشِ نہاں سے مرا

ہُوا التعلّقِ محکم نہ جانِ جان سے مرا ۔۔۔ یہ آج مشورہ ہوتا ہے رازداں سے مرا

کیا فریبِ تجاہل نے رنگِ سازِ شکست ۔۔۔ وہ اتحاد کہاں عشقِ بدگماں سے مرا

امید رنگ جو آئینۂ وصال ملا ۔۔۔ شکستہ دل نہوا ہجرِ گلرخاں سے مرا

بہار جلوۂ گل سے ہے بلبلِ دل مست ۔۔۔ شہید قلب نہیں خارِ آشیاں سے مرا

زمانہ سازِ روش سے ہوئی جو ناسازی ۔۔۔ جہاں میں رہکے تعلق نہیں جہاں سے مرا

پسند آئے کوئی رنگ ماہ طلعت کو ۔۔۔ یہی خیال ہے آرائشِ مکاں سے مرا

دلیلِ راہ جو نقشِ قدم کسی کا ملا ۔۔۔ حجاب کوئی نہیں گردِ کارواں سے مرا

رہوں گا قیدِ شبِ تارِ ہجر میں کب تک ۔۔۔ یہ عرضِ حال ہے روشن گرِ رواں سے مرا

وہ گل بہار بغل گیر بلبلِ کشمیر ۔۔۔ رگِ نشاط کھلا کس روشِ خزاں سے مرا

ہوئی فتوح نمایاں جو ساقیِ میکش
سرور کیف بنا ساغرِ مغاں سے مرا

خدایا آج تو آجائے وہ پیماں گسل میرا ۔۔۔ بہت ہے بیقرارِ آرزو دیوانہ دل میرا

وہ بے پروا نہیں سمجھا نیازِ خاکساری کو ۔۔۔ پھنسا ہے کس مصیبت میں اسیرِ پا بگل میرا

یہ دردِ طولِ فرقت ہے پیامِ مرگ کی صورت ۔۔۔ نہ ہو جائے ستمگر دم عدم سے متصل میرا

ہجومِ عام میں ہو کیا مسرت انجمن آرا ۔۔۔ وہی ہے خاص خلوت جب نہ ہو کوئی مخل میرا

مریضِ ناتواں ہوں اب تحمّل ہو نہیں سکتا ۔۔۔ تری باتوں سے اے بے رحم دل جاتا ہے جل میرا

قبولِ دردِ جاناں امتیازِ وصل و ہجراں ہے ۔۔۔ بنا حیرت زدہ کیوں دیکھکر نیرنگِ دل میرا

مجھے ہر دم خیالِ رنگِ پاسِ وضع رہتا ہے
مبادا ہو نہ جائے شیوۂ شاہاں خجل میرا

ہوا کیوں شاہدِ گلگوں قبا خلوت نشیں آخر
بنا ہے خارِ پیراہن حجابِ منفصل میرا

یہی وردِ زباں ہے ہر نفس اے لبرِ پرفن
وہ ہمدم ہو وفا دشمن میرا پیماں گسل میرا

پریشاں سازیِ ساقی یہی ہے دشمنِ راحت
الگ ہو کر بھی دل بیدرد سے جاتا ہے دل میرا

کرم فرما نہیں ہوتا وہ شوخِ لالہ رو میرا
ہوا ایدِ نظر کیوں اُسکو خونِ آرزو میرا

جو ہو سوزِ درونِ آئینہ اُسکو ہو بہو میرا
چلا آئے وہ دم بھر میں یہاں آئینہ رو میرا

سمجھ میں کچھ نہیں آتا طلسمِ رازِ کیفیت
ہوا ہے کس خطا پر عشوہ پیکر اب عدو میرا

اسیرِ دامِ الفت ہو گیا ہوں روئے زیبا کا
خیالِ جلوۂ رعنا بنا طوقِ گلو میرا

اُسی کا دیکھنے والا ہوں جو ہے دل میں گلچہرہ
نگر آشفتہ دل نیرنگِ بزمِ رنگ و بو میرا

تجھے آتا نہیں ہے چین اک دم بھی الگ ہو کر
بلائے جاں بنا کیوں بلبلِ کشمیر تو میرا

تلاشِ یار ہے یا واہمہ خلاق ہے یارب
پریشاں کر رہا ہے کیوں خیالِ جستجو میرا

میرے حسنِ تعلق نے سلامت رہ گیا اُسکو
یگانہ ہو گیا آخر بتِ بیگانہ خو میرا

تجھے لازم نہ تھا کیا پردہ دارِ عاشقاں ہونا
فسانہ بنکے چرچا ہو رہا ہے کو بکو میرا

شہیدِ جلوۂ پیمانۂ مے مستانہ ساقی ہوں
وصیت ہے یہی مشہد بنے پائے سبو میرا

سمجھاتے دلبر میں ہارا کوئی نہ اتنا سمجھاتا
عشوہ گری بھی ہٹ بھی وہی ہے تمکو کیا سمجھاتا

جشنِ طرب ہو شب کو گر دورِ مے گلفام بھی ہو
باغ میں کل تم شام جو ملتے شاہدِ رعنا سمجھاتا

عشوۂ شوخِ چشمِ سخن گو ہوش میں کیونکر رہنے دے
دیکھ کے تجھکو ہوش رہا کیا محوِ تماشا سمجھاتا

اُسکو جھجک ہے یہ بے ہمت کیوں نہ کشیدہ ہو جائیں
سارے یار نکمے نکلے کوئی تو یارا سمجھاتا

تم کو خموشی اُسکو تکلف نفسِ مطلب مشکل ہے
بلبلِ شیدا اے گلچہرہ تم کو تمہارا سمجھاتا

نوشیں لب کی شوخی دیکھو سننگے کہا ںجانے ہیں
ساقی ہے مستانہ میرا کیا متوالا سمجھاتا

توجہ کب ہوئی تیری کبھے کیا چاہنے والا
مرادِ نامراداں چارۂ بیمارگاں تم ہو
ہوئے چیں بر جبیں کیوں عرضِ حالِ شوقِ دل سنکر
تیرا حسنِ فسوں دربا بنا مجذوب کن آخر
طرازِ عشوہ سنجی دیکھئے محفل میں کہتا ہے
تعجب کیوں نہو ہمکو یہ کیا حسن فراست ہے
غرض کی دوستی ہے اور مطلب کا تعلق ہے
ہوئی یکرنگی صحبت خدا کا فضل و احساں ہے
یہ ہے جوشِ محبت دیکھکر گلچیرہ کہتا ہے

ہوا شوریدۂ عرضِ تمنا چاہنے والا
یہ کیوں ناکام رہنا ہے تمہارا چاہنے والا
دل آشفتہ نہو جانِ تمنا چاہنے والا
پھنسا ہے ورطۂ حیرت میں کیسا چاہنے والا
جنوں سر دادہ یہ بھی ہے کسی کا چاہنے والا
نہیں دشمن نظر آتا ہے اپنا چاہنے والا
زمانے میں نہیں کوئی کسی کا چاہنے والا
جسے ہم چاہتے ہیں ہے ہمارا چاہنے والا
وہ آیا بلبلِ کشمیر میرا چاہنے والا

بلا لو میکدے میں مغ بچو مستانہ ساقی ہے
تمہارا دیکھنے والا تمہارا چاہنے والا

اگر تاثیرِ قلبی سے ہمارا یار بنجاتا
ہجومِ عام میں اندازِ ایما کس طرح سمجھوں
وہ بے پروا کہاں واقف ہوا دردِ محبت سے
خزاں آشوبِ گلشن اشتیاقِ آرزو نکلا
یہ رو پوشی نہیں ہے صورتِ مردم شناسی ہے
کیا عشقِ جنوں فرمانے شیدا حسنِ فطرت کا
بیاباں گردیِ وحشت جنوں آموز کیوں ہوتی
وہ نوشیں لب حیا پرور جو پابندِ تکلف ہے

نشاطِ روح افزائے دلِ بیمار بنجاتا
جو قربِ خاص ملتا محرمِ اسرار بنجاتا
میرا دلدار بنجاتا میرا غمخوار بنجاتا
جو دل بے مدعا ہوتا گل بے خار بنجاتا
ہر اک نا اہل تیرا طالبِ دیدار بنجاتا
یہ مجذوبِ لقا کس رنگ میں ہشیار بنجاتا
پناہِ امن یا قسمت جو کوئے یار بنجاتا
شریکِ جام تیرا ساقی سرشار بنجاتا

ناگاہ آج جلوۂ جانانہ ہوگیا
تدّ نظر یہ عاشق دیوانہ ہوگیا

وہ نوش لب جو ساقی میخانہ ہوگیا
دورِ نشاط گردشِ پیمانہ ہوگیا

اے جذبِ عشق حسن سے مٹ بھیڑ ہوگئی
دل اب جمالِ یار کا دیوانہ ہوگیا

وہ عشوہ گر صنم جو حریمِ حرم ہوا
کعبہ ہمارا صورتِ بتخانہ ہوگیا

رندانِ بادہ کش ہیں پریشانِ فتحیاب
مسدود آج کیوں درِ میخانہ ہوگیا

گلفامِ سبزہ رنگ ملا اتفاق سے
آخر یگانہ سبزۂ بیگانہ ہوگیا

تارِ سرشک سلسلۂ اتحاد ہے
ہر قطرہ شکلِ گوہرِ یکدانہ ہوگیا

رندانِ شوخ دیدہ نے افشا کیا ہے راز
رسوا ہمارا شیوۂ رندانہ ہوگیا

شمعِ طرب ہوا وہ دوچارِ نظر آج
ہر ایک لختِ دل پرِ پروانہ ہوگیا

خنداں ہیں اُس کو بلبلِ کشمیر دیکھ کر
وہ نو بہار زینتِ کاشانہ ہوگیا

اُس نوش لب نے یاد کیا ہے زہے نصیب
مسرورِ کیف ساقی مستانہ ہوگیا

وہ رم شعار میرا شوخ دیدہ آیا تھا
وہ عشوہ سنج کشیدہ کشیدہ آیا تھا

کیا ہے چشمِ مروت نے آج مائلِ مہر
ہیں اُن کی بزم سے کل آبدیدہ آیا تھا

جو رازِ دل تھا وہ خلوت میں سب کہا ہمنے
کوئی بھی ساتھ نہیں تھا جریدہ آیا تھا

وہ مرغِ بسملِ الفت فدائے حسن تیرا
بشکلِ طائرِ رنگِ پریدہ آیا تھا

وہ تیرے جذبِ محبت کا شوقِ مستانہ
جنوں لباس گریباں دریدہ آیا تھا

تمہارا بلبلِ کشمیر شیفتہ شیدا
بہارِ جلوہ لئے اک قصیدہ آیا تھا

ستم ظریف ہیں پیرِ مغاں بھی میخوار و
کہا سرور میں ساقی ندیدہ آیا تھا

غضب کے طیش میں وہ شوخ دیدہ آیا تھا
بشکلِ قہر تھا خنجر کشیدہ آیا تھا

سلوک حسن تعلق بنے یہ ہنگامہ
کہ ہر طرف سے بریدہ رمیدہ آیا تھا

کیا تھا شوق نے بیتاب دید نے مضطر
وہ ذوقِ لطف کا لذت چشیدہ آیا تھا

وفا مثال سراپا نیاز با تمکیں
فقیر پائے بدامن کشیدہ آیا تھا

ہوا نہ قربِ تعلق کا اختصاص یہاں
یہ روشناس زراہِ بعیدہ آیا تھا

دیا نہ ساقیِ رعنا نے جامِ کیفِ مراد
صلائے عام کا شہرہ شنیدہ آیا تھا

ہستیِ نیست نما دیدۂ حیراں سمجھا
تجھکو ویرانِ بقا خوابِ پریشاں سمجھا

کفر و ایماں کا عجب رنگ ہے نیرنگی ہیں
یہ وہ نیرنگ ہے کافر نہ مسلماں سمجھا

لیلئ شوخ ادا عین تصور جو بنی
قیس کو دامنِ صحرا میں حدی خواں سمجھا

وسعتِ مشربِ رنداں کا نہیں ہے محرم
زاہدِ سادہ ہمیں بے سر و ساماں سمجھا

رنگِ فطرت نے بنایا ہے جو مجذوب قماش
منظرِ عالمِ نیرنگ بیاباں سمجھا

سالکِ راہِ طلب آپ ہوے راہ غلط
جادۂ منزلِ دشوار کو آساں سمجھا

جامِ سرشار سے مسرور رہیگا ساقی
تیرا مستانہ بھی اے ساقیِ دوراں سمجھا

اُس کم و کیف کے اسرار جو انساں سمجھا
ہو گیا اہلِ نظر عالمِ امکاں سمجھا

نگہِ ناز سے اُس چست قبا نے دیکھا
شوقِ بیتاب گلِ چاک گریباں سمجھا

کیا تشفی ہو تیری اے دلِ بیمارِ فراق
وہ مسیحا مرے درد کا درماں سمجھا

تجھ میں اے سوزِ دروں جذب کا اسلوب کہاں
شوخِ بے مہر نہ اپنا کسی عنواں سمجھا

جامِ نیرنگ تجلی جو دیا پیرِ مغاں
مستِ ہوشیار ہوئیں فیض نمایاں سمجھا

بے ہمہ باہمہ ہونے سے ملی تھی راحت
جب ہوئے ہیچمداں سب نے ہمہ داں سمجھا

خاکساری سے نہ پائی ترے کوچہ میں نشست
حسنِ اعزاز کو ایثار کا احساں سمجھا

ہو گئی کام روا شوخ کلامی ساقی
ہیچ پسر شوخ نے سرِ حلقۂ مستاں سمجھا

دل سوختہ کو اپنے جلایا غضب کیا
نیرنگ تم نے کیا یہ دکھایا غضب کیا

زندہ کیا ہے حسرتِ مردہ کو بیوفا
تو بعدِ مرگ گور پہ آیا غضب کیا

یہ دردِ دردمند تماشا دکھائے گا
آفت رسیدہ کو جو ستایا غضب کیا

ہم خانماں خراب بھٹکتے کہاں پھریں
بیٹھے بٹھائے اُس نے اُٹھایا غضب کیا

سب کہہ رہے تھے بلبلِ کشمیر کے حریف
اُس گل نے اپنا یار بنایا غضب کیا

مجذوب و مست پیرِ مغاں کیوں نہ وہ رہے
ساقی کو جامِ جذب پلایا غضب کیا

لطفِ نظر کرشمۂ حسنِ نگار تھا
سرمستِ رنگِ جلوہ دلِ بیقرار تھا

کس کو خیال جلوہ حسن بہار تھا
داغِ فراق روکشِ صد لالہ زار تھا

افسردہ زیرِ خاک جو حسرت فگار تھا
شکلِ چراغِ کشتہ چراغِ مزار تھا

مسرور حال آمدِ جاناں نے کر دیا
مشتاق دل جو فرشِ رہِ انتظار تھا

رنگِ سلوک آئینۂ عجب یہ ہوا
آغاز میں تصورِ پایانِ کار تھا

قاتل فدائے شانِ ہمیت ہوا شہید
کیا اعتبارِ زندگیِ مستعار تھا

نقشِ مراد حسنِ رُخِ مدعا بنا
وہ روبرو جو آئینۂ انتظار تھا

آزردہ رو مریدِ تعلق نہو سکے
گو دلفریب یہ چمنِ روزگار تھا

ہم کو فروتنی نے دیا درجۂ شرف
خورشید جاہ مرحلۂ انکسار تھا

حسن کرشمہ صورتِ نیرنگ عشق میں
وہ ہے گلِ مراد جو محفل میں خار تھا

مجذوبِ عشق جانکے وہ ملتفت ہوئے
ہر ہر ادا سے رنگِ جنوں آشکار تھا

چشمِ کرم نوازِ خطا پوش ہوگئی
تقصیروارِ جذبۂ بے اختیار تھا

اپنے جنوں کدے سے نکلتا ہی اب نہیں
ساقی جو مے فروشِ سرِ رہگذار تھا

آج کچھ رنج نہ اے شاہدِ رعنا دینا
خوب آتا ہے تمہیں بات کا اُلجھا دینا

مضطرِ جلوۂ محبوب ہوں اے جذبِ رسا
کوئے جاناں میں مجھے آج تو پہونچا دینا

مغ پسر شوخ نظر ساقیِ رعنا بنجائے
دور میں بادہ کشوں ساغرِ مینا دینا

مہ جمالوں کی صباحت کا رہا ہوں مفتوں
مجھکو شبنم سا کفن بھی کوئی ہلکا دینا

دیکھ حاتم کی سخاوت ہے امر دنیا میں
کام آئے گا کسی وقت یہ لینا دینا

نفسِ مطلب ہی مرا فوت ہوا جاتا ہے
جانِ جاناں یہ مناسب نہیں گھبرا دینا

یہ جنازہ لئے جاتے ہیں کسی بیکس کا
دو قدم ساتھ چلو چاہیئے کندھا دینا

ساقیِ مست ہوں اے پیرِ مغاں دریا دل
لبِ ساغر مجھے دینا لبِ دریا دینا

اُٹھ جائے پردہ رخ سے تصویرِ یارِ من کا
ہو جائے رنگ ظاہر اُس شوخِ سیمتن کا

جلوت میں سیرِ خلوت مکشوف ہے اُسکو
دیکھا ہے جس نے جلوہ خلوت در انجمن کا

کثرت ہے عینِ وحدت اہلِ مشاہدہ کو
ہے شاہدِ حقیقت آئینہ اس سخن کا

آزادیٔ ثلاثہ ہے جلوۂ توحد
ہو جائے محو نقشہ جب نفسِ اہرمن کا

پیرِ مغاں کی صحبت سرمست کر رہی ہے
نشہ ہوا دوبالا اس بادۂ کہن کا

ذات و صفات و برزخ ہیں جلوۂ تعین
سرِ خفی ہو ساقی یہ سیرِ جانِ تن کا

نیرنگ جلوہ رنگ ہے غیب و حضور کا
پیشِ نظر ہے نورِ تجلیٔ طور کا

پابندِ نفس سے راہ نہیں کوئی سہل تر
جھگڑا ہی مٹ گیا ہے یہاں قرب و دور کا

آفاق و انفس ایک ہے رنگِ شہود میں
خطرہ نہیں مشاہدہ میں مکر و زور کا

وہ شوخِ شنگ دیکھ نہاں تیرے دل میں ہے
بے صرفہ اشتیاق ہے حور و قصور کا

ساقی کو صحو و محو ہے راہِ سلوک میں
اے جذبِ عشق جلوہ ہو دائم حضور کا

تعین تسلسل ہے نقش بدن کا
اسی سے تعلق ہے یہ جان وتن کا

تصوف تبدل ہے عاداتِ بد کا
تعرف نتیجہ ہے خلقِ حسن کا

وہی گل شجر ہے وہی بوستاں ہے
وہی آپ ہے باغباں اس چمن کا

وہ بے کیف و کم ہے قدیم و ازل سے
اُسی سے ہے یہ نقشِ دہرِ کہن کا

تولا سمجھ ہمسز بانی سے بہتر
تعشق ہوا ہمدم و ہم سخن کا

رم و شوق کی بھی عجائب کشش ہے
بُرا حال ہے عاشقِ خستہ تن کا

جو سرِ خفی ہے وہ عینِ جلی ہے
کھُلا آج عقدہ یہ سرِ دہن کا

لطائف میں مضمر ہے تصویرِ وحدت
یہ خلوت میں پیدا ہے لطف انجمن کا

نظر بر قدم ہے طریقِ تصور
رم و شوق جادہ ہے سیرِ وطن کا

نہاں سے عیاں ہے عیاں میں نہاں ہے
یہ جادہ ملا ہے سفر در وطن کا

سلوکِ طریقت ہے آفاق و انفس
کہ جلوہ ہے تنزیہہ میں سیمتن کا

وہ بے پردہ بھی پردہ پوشِ نظر ہے
حجاب آگیا ہے ہمیں حسنِ ظن کا

کبھی شاد و خنداں کبھی زار و نالاں
تماشا ہے ساقیؔ کے دیوانہ پن کا

جلوہ دیکھا ہے کیس خورشیدِ پر تنویر کا
مہر ذرہ بنگیا ہے حسنِ عالمگیر کا

ابروئے پُر خم کے آگے میری گردن خم ہوئی
طوقِ گردن بنگیا حلقہ مری زنجیر کا

جادۂ تسخیر پر آنے لگا ہے اب وہ شوخ
کچھ اثر ہونے لگا ہے آہِ پُر تاثیر کا

ہوگیا اُس کا تصور بھی ہے خلوت آفریں
دل میں جلوہ ہو رہا ہے یار کی تصویر کا

سرد مہری سے تمہاری کانپتا ہے میرا دل
گرمیِ صحبت میں بھی عالم ہوا کشمیر کا

سوختہ جانوں کے آگے گل کترتا ہے غضب
حال تم کیا پوچھتے ہو شمع سے گلگیر کا

اپنے حسنِ خود نما پر ہوگیا خود بیں وہ شوخ
دیکھنا ساقیؔ کرشمہ اُس بُتِ بے پیر کا

آے ہو ذرا دم لو یہ دم ہی چلا جانا
کیوں جی کو جلاتے ہو کیا آنا تھا کیا جانا

جس جلوہ سے موسیٰ کو غش طور پہ آیا تھا
وہ جلوہ ہمیں بھی تو اے یار دکھا جانا

کیوں آپے سے باہر ہے آپے میں نہیں آتا
کیا آپے میں آنا ہے اپنے میں سما جانا

تو عشق سے کیا واقف اے بوالہوس نادان
بیدرد ہے کیا جانے کیا دل کا ہے آ جانا

کیا ہم نے خطا کی ہے کیوں ہم سے بگڑتے ہو
کیا بات کہی ہم نے اور آپ نے کیا جانا

دیکھے سے تیرے ساقی آیا ہے سنبھالے یاں
اس کشتۂ الفت کو اے شوخ جلا جانا

دیکھ کر عارضِ گلگوں کو چمن یاد آیا
اور چمن میں ہمیں وہ غنچہ دہن یاد آیا

محوِ نیرنگیٔ عالم تھے بہت ہم لیکن
سرخ پوش اسکو جو دیکھا تو کفن یاد آیا

خود میں بے مہریِ احباب کا دیوانہ ہوں
کیسا کیسا مجھے غربت میں وطن یاد آیا

گل جو دیکھا تو بندھا اس گلِ عارض کا خیال
غنچہ کو دیکھ کے وہ غنچہ دہن یاد آیا

آپ ہی آپ ہوا جاتا ہوں پامالِ خیال
کیوں کسی کا مجھے رہ رہ کے چلن یاد آیا

ساقی پھر آئی نظر ظلمتِ ہجراں ہم کو
کہ ہمیں پھر شبِ فرقت کا محن یاد آیا

بزمِ اغیار میں جرات کو قاتل بھی رہا
دردِ ہجراں سے تڑپتا ہوا بسمل بھی رہا

سیرِ گلزار کو آیا جو مرا غنچہ دہن
نغمہ سنجی بھی رہی شورِ عنادل بھی رہا

یاوری کی میری تقدیر نے بارے پس مرگ
ساتھ تابوت کے وہ زہرہ شمائل بھی رہا

طوق بھی پہنے نہ منت کی طرح وحشت میں
ہاتھ سے اپنے میں پابندِ سلاسل بھی رہا

شرکتِ غیر نے آنے نہ دیا لطفِ وصال
بزمِ دلدار میں ساقی جو میں شامل بھی رہا

داغِ غمِ فراق مٹا یا نجائے گا
جلتا ہوا چراغ بجھایا نہ جائے گا

انصاف اپنا داورِ محشر سے ہو تو ہو — قضیہ کسی سے دل کا چکایا نہ جائے گا

رو کو نہ چشمِ شوخ کو میری طرف سے تم — آنکھیں ہیں دل نہیں کہ ملایا نہ جائیگا

ہے دل میں اُن کے خنجر کی صورت بسی ہوئی — دل میں بھی اب تو اُن کو بٹھایا نہ جائے گا

اتنا ہوا ہوں اب تو گرانبار یاس سے — اب نعش کو زمیں سے اُٹھایا نہ جائے گا

ہے تیری یاد دل میں مرے نقش کالحجر — دل سے تیرا خیال مٹایا نہ جائے گا

ساقی تھے تم کو ملنے کی جب گل کی آرزو
اُس کا سے سیرِ مزار بھی آیا نہ جائے گا

اگر اتنا نہ تو عیّار ہوتا — تو دشمن کا نہ ہرگز یار ہوتا

دوئی کا نقش مٹتا دل سے اے کاش — مئے وحدت سے میں سرشار ہوتا

جو ہوتے آج کل قیس اور فرہاد — میں اُن کا قافلہ سالار ہوتا

نہ ہوتا گر ترا طالب جہاں میں — تو میں پابندِ ننگ و عار ہوتا

لگائے چاٹ پر ہیں اُس کو دشمن — الٰہی میں بھی کچھ زردار ہوتا

اگر ہوتا مجھے پاس آبرو کا — نہ تیرا عاشقِ دیدار ہوتا

تڑپتا ہے قفس میں طائرِ دل — نکل جاتا اگر پردار ہوتا

تمنّا دل کی ساقی جب نکلتی
اگر مُنہ سے نہ کچھ اظہار ہوتا

حسرت و امید کا ماتم رہا — یہ وہ دل ہے جو سدا پُرغم رہا

اک نہ اک مجھ پر سدا عالم رہا — میں کبھی بجیاں کبھی بیسم رہا

میری قسمت کی کجی کا عکس ہے — یہ جو برہم گیسوئے پُرخم رہا

وہ دلِ غمگیں ہے میرا غم پسند — غم کے جانے کا بھی جس کو غم رہا

دل کو ہر دم ایک پریشانی رہی — زلفِ جاناں کی طرح برہم رہا

وہ نمک افشانیاں قاتل نے کیں — زخمِ دل شرمندۂ مرہم رہا
بڑھتے بڑھتے ہوگیا ناسورِ دل — خون کا قطرہ جو دل میں جم رہا
تھا فقط اک غم مدارِ زندگی — غم رہا دل میں تو وہ بھی کم رہا

گریہ وزاری یہی ساقی رہی
دل کی حسرت کا سدا ماتم رہا

دلِ زندہ خود رہنما ہوگیا — یہ قبلہ ہی قبلہ نما ہوگیا
ہوا تنگِ دنیا میں کیوں شیفتہ — تجھے بوالہوس ہائے کیا ہوگیا
یہ پردہ ہی تھا پردہ پوشِ نظر — حجاب اُٹھ گیا خودنما ہوگیا
یہی خودشناسی خدائی ہوئی — خودی مِٹ گئی جب خدا ہوگیا
انا الحق ہوا الحق جو آیا نظر — یہ شوریدہ سر خودنما ہوگیا
تعرض جو اک جان و جاناں میں تھا — تعشق میں سب فیصلہ ہوگیا
تجلّی ہوئی جس کو توحید کی — وہ قیدِ دوئی سے رہا ہوگیا

یہ کیا چیز تھا ساقیِ ہیچکس
ترے فضل سے کیا سے کیا ہوگیا

جانگسل ہجر میں کس طرح سنبھل جاؤں گا — دم یہ کہتا ہے کہ گھبرا کے نکل جاؤں گا
آج کہتا ہے یہ وحشت سے مرا جوشِ جنون — چاک داماں ہوں میں صحرا کو نکل جاؤں گا
عشوہ کہتا ہے کہ میں قتل کروں گا تجھکو — ناز کہتا ہے کلیجہ کو مسل جاؤں گا
قتل کیوں مجھکو کیا چینِ جبیں سے تم نے — میں وہ تیور ہی نہیں ہوں جو بدل جاؤں گا
دل میں ہے آج یہی تم پہ تصدّق ہوجاؤں — تم نہ آئے تو میں قربانِ اجل جاؤں گا
ناوکِ یار یہ کہتا ہے شہیدِ غم سے — چٹکیوں میں دلِ بیتاب کو ملجاؤں گا
شوخی اُن آنکھوں میں آتے ہی ادا اترائی — ناز کہتا ہے کہ اب میں بھی مچل جاؤں گا

میرے ہونے سے جو تجھکو ہے خلش اے گلرو — میں اگر خار ہوں گلشن سے نکل جاؤں گا

مستِ سرشار کیا پیرِ مغاں نے ساقی
لیکے یہ شیشۂ مے زیرِ بغل جاؤں گا

طالبِ عشق ہے کیا سالکِ عریاں نہوا — قرب مہجور ہوا واصلِ جاناں نہوا

ہیں جنوں جوش وہی جاذب کا نسیاں نہوا — قطرہ دریا جو ہوا آئینہ حیراں نہوا

کیا سیہ مست ہوا کیف میں رقصاں نہوا — جامِ سرجوش سے بھی سالکِ وجداں نہوا

وصل موعود سے آشوبِ تمنا ہے عدم — بے تمنا تیرا آشفتۂ ہجراں نہوا

ہیں جو مجذوبِ ازل تھا نہ گئی محویت — صبحِ محشر سے مرا چاک گریباں نہوا

دیدِ بیچون و چگوں سیرِ لطائف ہیں جو تھی — محوِ آئینۂ نیرنگئ الوان نہوا

وسعتِ مشربِ رنداں ہے طلسمِ حیرت — یہ کیسی تنگ فضا دل کا بیاباں نہوا

صورتِ حال نے مشہود کیا کیفِ بطوں — رازِ سربستہ میرا گریۂ پنہاں نہوا

جمع کیوں فرق ہو نیرنگِ مظاہر کے سبب — تیرا منظورِ نظر آنکھوں سے پنہاں نہوا

آنکھ سے آنکھ لڑی چینِ جبیں محو ہوئی — شوقِ دیدار مرا جلوہ پشیماں نہوا

جامِ سرشار میں کچھ کیف نہ آیا ہم کو
ساقیٔ مست جو سرحلقۂ مستاں نہوا

ردیف (ب)

وہ گلِ رعنا نہیں سنتا فغانِ عندلیب — نالۂ جانسوز ہی ہے داستانِ عندلیب

دیکھ اے گلچیں ظالم خانہ بربادی نکر — اس شجر کی شاخ پہ ہے آشیانِ عندلیب

جلوۂ دیدار کی حسرت دمِ آخر بھی ہے — دم گھٹا جاتا ہے آئی لب پہ جانِ عندلیب

نالۂ بلبل کا شیدا ہو گیا وہ گلعذار — کیوں نہو معجز نما رنگِ فغانِ عندلیب

ذوقِ نغمہ ہے تو سُن اے گلرخِ شیریں ادا
گیا شکر گفتار ہے شیریں زبانِ عندلیب

ساقی حیرت نظر نقش قدم ملتا نہیں
کس طرف ہو کر گیا ہے کاروانِ عندلیب

کیوں نہ ہو تفریحِ دل محبوبِ رعنا کا جواب
ہیں مریضِ ہجر نتھا آیا مسیحا کا جواب

روزِ روشن ہو گیا اُس ماہ سیما کا جواب
ہے نویدِ وصل میں شب ہائے یلدا کا جواب

انتظارِ نامہ بر میں شوقِ دل ہے مضطرب
کامراں آئے کہیں عرضِ تمنا کا جواب

طالبِ دیرینہ رہینِ انتشار و یاس ہیں
ہجر نافر جام ہے عیشِ مہیا کا جواب

ہے سوالِ آرزو پر عشوہ گر محوِ خیالی
یا خدا اُلٹا نہ دے میری تمنا کا جواب

بلبلِ کشمیر ہوں اُس گل کا ہیں شیدائے رخ
جسکا ایک عشوہ ہے صد شوخانِ رعنا کا جواب

شاہدِ سرمست نے ساقی کیا افسردہ کیوں
شوقِ ساغر کیا نے نیرنگِ مینا کا جواب

غیر کی محفل میں جانا ہے نہیں اے یار خوب
عاشقوں سے بیوفائی ہے نہیں دلدار خوب

غیر ہوں شادان و خرم ہم اُٹھائیں جورِ یار
وضع یہہ تیری نہیں ہے چرخِ ناہنجار خوب

دائرے کی طرح گردش ہے مجھے گردِ جہاں
آسماں نے دی ہے مجھکو گردش پرکار خوب

شورِ محشر جانکر اُٹھتے ہیں مُردے قبر سے
دلبرِ معجز نما تیری ہے یہ رفتار خوب

ہو گیا جذبِ زلیخا ہیں اغو شاید کہیں
بکتے ہیں جو حضرتِ یوسف سرِ بازار خوب

کاٹ جلدی سے گلا اپنے اسیرِ زلف کا
اتنا تڑپانا نہیں ہے اے بُتِ خونخوار خوب

دوستوں میں باہمی اخلاص و الفت چاہیئے
یار کی اے دل نہیں ہے یار سے تکرار خوب

بارِ خاطر ہو نہ ساقی دیکھ کیا کرتا ہے تو
رات دن روتا نہیں اے عشق کے بیمار خوب

تجھ سے گلہ نہیں مجھے اے یارِ دلفریب
قسمت ہی میں نہیں مرے دیدارِ دلفریب

دیکھا جسے اسی کا تماشا دکھا دیا
تعریف کیا کروں تری تیغِ نگاہ کی
ہوں خوشہ چینِ خرمنِ فیضانِ عشق کا

ہے کس بلا کی نرگسِ بیمارِ دلفریب
قاتل ہے جانستاں ہے دل آزارِ دلفریب
عالم فریب ہیں مرے اشعارِ دلفریب

ساقی نے تیرے کہا یا ہے ایسا فریبِ دل
قاتل بھی چاہتا ہے ستمگارِ دلفریب

دیکھی ہے ہم نے جب سے وہ چشمِ سیاہِ قلب
کیوں چھیڑتا ہے فتنۂ عالم ذرا تو سوچ
سوزِ درونِ سوختگاں کی خبر نہیں
قلبِ شہیدِ نازِ نثارِ ادا ہوا
اے سادہ لوحِ محرمِ رازِ بطون نہیں

نور البصر بنی ہے ہماری نگاہِ قلب
آشوبِ دہر ہے یہ ہماری سیاہِ قلب
اے سادہ سہمناک ہے یہ تیرِ آہِ قلب
ناوک فگن یہ خوب ہے آماجگاہِ قلب
پنہاں گئی حریمِ حرم میں یہ راہِ قلب

عشاق بنیو انہیں ساقی ہیں بے نیاز
ہے جلوہ ریز قلب میں انکے جو شاہِ قلب

کس رنگ میں بیاں کریں ماجرائے قلب
وہ جانتا ہے وسعتِ مشرب کے راز کو
یارب یہ قلبِ ہیئتِ قلبی عجیب ہے
یہ نہ زمزمہ طیورِ خوش آہنگ کا نہیں
روشن ضمیر ہیں یہ تیرے خاکسارِ عشق
سالک تقاضائے عشق اُسے کب نصیب ہو
تاباں ہے دل میں مہرِ درخشانِ معرفت
عشاق جو تصورِ برزخ کے ہو گئے
قلبِ شہید میں ہے تجلیِ حسنِ یار

دیکھا جو ہم نے جلوۂ حیرت فزائے قلب
دیکھا ہے جس نے عالمِ بے انتہائے قلب
نیرنگ دیکھتے ہیں یہ کیا اے خدائے قلب
ہے نغمہ سنج بلبلِ رنگیں نوائے قلب
رکھتے ہیں فیضِ عشق سے نور و صفائے قلب
جسکے سلوک میں نہ ہوئی ہو فنائے قلب
نور القلوب ہے یہ ہماری جِلائے قلب
آتی ہے دمبدم یہ انہیں کو صدائے قلب
مشتاقِ جلوہ کیوں نہ ہوں دل سے فدائے قلب

صاحبدلوں کو حق نے دیا ہے حضورِ قلب
مقبول کس طرح سے نہیں ہو دعائے قلب

یہ شوق و رم کی بھول بھلیاں عجیب ہے
نیرنگ رنگ ہے حرمِ دلکشائے قلب

جس پر پڑی جہاں میں الوالوقت کی نگاہ
اسکو ملا ہے آئینہ گیتی نمائے قلب

ہیں آفتاب نارِ محبت کے سوختہ
صحبت میں اُنکی ہوتی ہے ساقی جلائے قلب

تو ہی انیسِ غم رہا نالۂ غمگسارِ شب
یاس پسند جب ہوا بسملِ انتظارِ شب

رنگِ شکست کیوں نہو حالِ امیدوارِ شب
تو ہی تو عشوہ گر ہوا باعثِ انتشارِ شب

شوقِ لقائے روئے یار چشم براہِ انتظار
آہِ سحر سے جا ملا دیدۂ اشکبارِ شب

دردِ شکیب سوز ہے کرب وہی ہنوز ہے
دیکھ نہو یہ بیوفا آج کہیں نثارِ شب

لیل و نہار سازگار اپنے کبھی نہیں ہوئے
دیکھتے کاش اے نگار وعدۂ استوارِ شب

بہرِ خدا کبھی تو کر شادِ شہیدِ شوق کو
روزِ سعید ہے وہی یار جو تو ہو یارِ شب

وقفۂ عمر ایکدم حیف ہے وہ بھی صرفِ غم
کس کو ہے اعتمادِ روز کسکو ہے اعتبارِ شب

دن کو خیالِ وصل کا رات کو دردِ ہجر ہے
شغل وہ روز کا ہوا اور یہ کاروبارِ شب

یہ شبِ ماہتاب ہے صاف ہمیں جواب ہے
ماہ لقا ہیں منتظر ملکے دکھا بہارِ شب

حسرتِ اشتیاق نے آج کیا شہیدِ ہجر
میرے دلِ فگار کا دیکھ تو لے مزارِ شب

بابِ قبولِ مدعا داعیِ غیب ہے ترا
ہو دلِ شب میں نالہ کش اے دلِ بیقرارِ شب

اب نہیں وقفِ انتظار رات کو مل گیا نگار
میرا کریم کارساز ہو گیا پردہ دارِ شب

دشمنِ عیش و خرمی تھا یہ فراقِ سینہ سوز
دورِ نشاط ہو گیا شکر ہے ہمکنارِ شب

بعد فراق رنگِ وصل ہوتا ہے عینِ انبساط
میرا وہ راحتِ رواں دل ہی ہوا دوچارِ شب

اُس کا شعار کیوں نہو پاسِ حجابِ عاشقاں
شب ہے ہماری رازداں ہم جو ہیں رازدارِ شب

چھپ نہ سکا حجاب میں عشوۂ حسن خودنما
آیا جو ماہ اوڑھکر چادرِ زر نگارِ شب

جامِ شرابِ شوق کا دیتا ہے شوخ باہرو
مستِ سرور کیوں نہوں ساقیٔ میگسارِ شب

مصیبتوں میں بسر ہو گیا زمانِ شباب
کیا ہے خونِ تمنّا عجب ہے ہمدردی
یہی زمانۂ عیش و نشاط ہوتا ہے
دلِ حزیں میں ہے حسرت کی خانہ آرائی
کیا کشاکشِ رشکِ حسود نے بےہوش
نہ کوئی مونس و ہمدم نہ کوئی یار نہیں

تلف کیا ہے عزیزوں نے جو تھا جانِ شباب
کبھی نہ بھولے گی ہم کو یہ داستانِ شباب
سنا تھا ہم نے یہ اکثر لعنفوانِ شباب
حریمِ یاس بنا تھا مرا مکانِ شباب
خیال میں بھی نہ آیا کبھی گمانِ شباب
سنے گا کون دلِ زار یہ فغانِ شباب

کہوں میں ساقیٔ بیکس کی تم سے کیا روداد
یہ ہے فسانۂ حرماں نہیں بیانِ شباب

رنگِ رعنائی بنا ان کا تقاضائے شباب
شانِ برنائی بلائے جان نہ بنجائے کہیں
حسن جلوہ کر رہا ہے دمبدم تائیدِ عشق
طالبِ دیدار تیرے کس لئے ہیں نامراد
یہ اکڑنے کے ہیں دن شوقِ تجاہل کیوں نہو

کیوں نہو مدِّ نظر حسن تماشائے شباب
عشوہ پیکر ہو نہ جائے فتنہ آزارِ شباب
دلستاں سے ہو نہیں سکتا ہے اخفائے شباب
اس طرف بھی دیکھ اے محوِ تماشائے شباب
جانبِ جہر و وفا اسکو کہاں لائے شباب

ساقیٔ سرمست کو مسرور کیوں کرتا نہیں
شوق مست و عشوہ مست و مستِ صہبائے شباب

شام سے منتظرِ شوق تھے تا آخرِ شب
شغل معمول وظیفہ ہے ترا ذکر مدام
فضل ہو مبدار فیاض کریم مطلق
نالہ ہائے دلِ شب محرمِ اسرار کیا

جلوہ فرما ہوا وہ ماہ لقا آخرِ شب
ہر نفس یاد تری صبح و مسا آخرِ شب
فیض طالب ہے یہی کاسہ گدا آخرِ شب
رازِ سربستہ ہوا روئے نما آخرِ شب

ولولہ عشق کا مجذوب نما ہے سالک
خود گرفتہ ہوں کہاں حسن فدا آخر شب

ناظر حسن بطوں شوق میں رم شیوہ ہو
آئینہ دل کا ہے تصویر نما آخر شب

پاس انفاس ہوا رہبر کشف غیبی
قلب ذاکر کو بشارت تھی ندا آخر شب

قایم اللیل جو ہیں عابد پاکیزہ سرشت
کرتے ہیں صبح نفس یاد خدا آخر شب

گر تجھے حسن عقیدت ہے تو ہو ہمت خواہ
جلوہ گر ہوتے ہیں خاصان خدا آخر شب

نور احیاے لیالی نے منوّر رکھا
ماہ کامل ہے مرا ذوق صفا آخر شب

تو بھی ہو شاہد بر رخ سے ہم آغوش کبھی
رابطہ دل کا یہ دیتا ہے صدا آخر شب

ہے ترا بلبل کشمیر قلندر سیرت
کیف رقصاں ہے یہ مستانہ ادا آخر شب

پیر مغ ساقی سرمست کو مجذوب کیا
کیوں دیا جام مے ہوش ربا آخر شب

ردیف (پ)

ہم کو شہید کرتے ہیں تیغ نظر سے آپ
کیا خوب ٹالتے ہیں بلا اپنے سر سے آپ

اس نازکی پہ کیونکہ ہوا میرا عزم قتل
تیغ جفا کو باندھیں گے کس کی کمر سے آپ

لکھا مٹانے دیجیے مجھکو نصیب کا
اٹھوائیے ابھی نہ مجھے سنگ در سے آپ

جلتا ہوں ہجر دلبر شعلہ عذار میں
شعلے نکلتے ہیں میرے سوز جگر سے آپ

مجھکو امید جلوۂ دیدار کی نہ تھی
تقدیر سے مگر مری نکلے ادھر سے آپ

ساقی یہ کی ہے قطع محبت تو آپ نے
کل جا کے پھر ملیں گے اسی فتنہ گر سے آپ

مجھ سے کہتے ہو کیا کہیں گے آپ
جو کہوں گا تو کیا سنیں گے آپ

کیا بیان شب فراق کریں
نہ سنا ہے نہ اب سنیں گے آپ

نہیں کھلتا سبب تبسّم کا
ناصحا آپ خود ہی ناداں ہیں
دم آخر یہ تہارے لب پر
ظلم کی کچھ بھی انتہا ہوگی
منتظر ہیں تمہارے مدت سے

آج کیا کوئی بوسہ دینگے آپ
کیا نصیحت مجھے کریں گے آپ
کس پہ جور و ستم کریں گے آپ
یا ہمیشہ ستم کریں گے آپ
دیکھئے ہم سے کب ملیں گے آپ

درد ناگفتہ بہ ہو جب ساقی
وہ سنیں بھی تو کیا کہیں گے آپ

ردیف ت

شیدا ہے ترا طالبِ دیدارِ محبّت
تو محوِ تغافل جو ہوا اے گلِ رعنا
کیوں درپے آزار ہوا شوخ ستمگر

ہاں جلوہ ہوا اے نو گلِ گلزارِ محبّت
آشفتہ ہو بلبلِ بیمارِ محبت
جانبازِ محبت ہے ترا زارِ محبّت

جلوہ جو ہوا ہے کسی مستانہ ادا کا
سرمست ہوے ساقی سرشارِ محبّت

جذبہ ہیں سلوک اور نفی میں ہیں جو اثبات
تجدید مثالی میں ہے تفریدِ مجرّد
بیرنگ میں نیرنگ ہے وحدت میں ہو کثرت
خلوت میں ہوا جلوہ سفر میں بھی وطن ہے
آغاز میں انجام ہے۔ فرجام میں۔ آرام
تفریق میں ہے جمع - تجلی میں ہوا استر
مستوری میں مستی ہے یہاں صحو میں ہے محو

اے سالکِ مجذوب یہ ہے سیرِ مقامات
توحید ہے یہ اور ہیں بے صرفہ خیالات
اعداد ہوں افراد - جو ہو ترکِ اضافات
آفاق میں انفس ہے الوالعزم کمالات
اے سالکِ شطّار بدایات نہایات
تحقیق میں تعریف ہے تقلید حکایات
اے ساقی شوریدہ و عریانِ خرابات

دلِ شہید ہوا ہے شہیدِ حسن صفات
عدم وجود تعین صفات جلوۂ ذات
نگاہِ لطف سے دیکھو ہمیں بھی حسن آرا
فروغِ جذبِ اناالحق ہیں رنگ ہو حق ہے
ہمارا شیوہ تسلیم ہے رضا بقضا

پلا یا ذوقِ نظر نے بھی جامِ آبحیات
غلط ہے وہم دوئی نفی ہے یہ فی الاثبات
کہاں ہے رنگِ تجاہل یہ داخلِ حسنات
ہوئے جو اہلِ نظر اُن کا صاف ہے مرات
ادائے رنگِ توکل ہے قاضی الحاجات

کمالِ عشق ہے ساقی فروغِ حسنِ عمل
یہ رنگ شیوۂ احسن ہے داخلِ حسنات

یاد آگئی جو شب کو مجھے اُس صنم کی بات
بوسہ طلب کیا تو وہیں مُنھ بنا لیا
وہ سادہ رو ملے جو ہوں ایام اپنے سعد
کیا عشوہ خیز اُسکی فسون سازِ چشم ہے
نخوت نظر بھی موردِ الطاف ہو گئے

لاکھوں طرح کے رنج والم میں کٹی ہے رات
ایسے بگڑ گئے کہ نہ کی ہم سے کوئی بات
ہر روز روزِ عید ہو ہر شب شبِ برات
منجر نما بنا ہے یہ نیرنگِ شعبدات
اُس شوخ چشم کی جو ہوئی چشمِ التفات

ساقی ہمیں نظر نہیں آتا وہ دلربا
تسخیرِ قلب کر نہ سکا نقشِ حاضرات

سب شخص کا ہے عکس جو ہے جلوۂ صفات
سعدین کا قران سعادت قرین کو ہے
تنویرِ قلب جلوۂ برزخ سے کیوں نہو
ثابت قدم ہو نقشِ قدم ہے دلیلِ راہ
تشبیہ میں ہی نزہت روحی ہوئی نصیب
افراد ہی بیاضِ محبت کا رنگ ہیں
دیکھو عقول عشرہ بھی حیران رہ گئے

آئینہ گر ہو صاف لبشر خود ہی عینِ ذات
فرخندہ بخت کی ہے دو عالم مسخرات
ہے روشناس آئینہ سے آفتابِ ذات
ہر وقت ہوش دم کا رہے دم ہے بے ثبات
ہم نے مشبہات کو دیکھا منزہات
اجزا کا کیا اثر ہو روی ہیں مرکبات
ششدر رہو دہیں جو ہوا خوشنما جہلت

سالک ہے محو رنگِ شہود و وجود میں — ہے صحو بعد محو میں سُکرِ مشاہدات

کیوں شوقِ دید کھینچکے لایا جہان میں — کیسا عذابِ روح ہے بندِ تعلقات

وہمِ خیال واہمہ خلاق ہو گیا — وہمی نقوش ہیچ ہیں خطرے ہیں واہیات

آرامِ دو جہاں سے غرض جب نہیں رہی — ہم کو ملی تلافئ مافات کی برات

حسنِ سلوک ہم کو ہوا ہے جہادِ نفس — قلبِ شہید کو تھی جو عشقِ مجاہدات

نیرنگ ہیں لطائفِ قلبی کے رنگ میں — رنگِ فنا بقا میں ہیں جذبات و واردات

جب محو ہوئے تو فاتحۂ فتحِ غیب ہے — اپنی حیات بخش ہوئی عشق میں نجات

کیوں بوالہوس ہوائے قناعت میں عیش ہے — ہرگز نہیں ملے گی غمِ دہر سے نجات

ہر روز سیرِ عشق ہے کیا آشکار ہو — مستور جو ہیں اُنکو ہے کشفِ مغیبات

ہستی عدم وجود ہے ہستی جہان کی — ہر دم غمِ ممات ہے۔ دم بہ دم حیات

کیونکر ہر اک سے حلِّ معمائے عشق ہو — سالک بہت دقیق ہیں یہ عشق کے نکات

مجذوب سالکوں کی ہے بڑھ میں دمِ سلوک — جذبِ سلوک رنگ میں اپنے لوازمات

ساقی حریمِ دل ہے مرا منزلِ قمر
نقش و نگارِ قلب ہیں قلبی تجلیات

کوئی فغفورِ جاہ کوئی ہے حشم پرست — دلدادگانِ حسن ہوئے ہیں صنم پرست

رنگِ فنا کا نقش حجابِ نظر نہیں — ہیں نقشبندِ عشق جو نقشِ قدم پرست

جو بے ہمہ و با ہمہ ہیں بے نیاز ہیں — اہلِ نظر جو ہیں وہ نہیں مدح و ذم پرست

آزادِ عشق دہر میں محبوبِ فرد ہیں — بیرنگ جو ہیں وہ نہیں دیر و حرم پرست

نقشِ فنا میں شکلِ بقائے دوام ہے
صورت کے شیفتہ نہیں ساقی عدم پرست

وعدہ اُس مہ رو نے آنیکا کیا تھا چاندرات — وہ نہ آیا ہے یہ ظلمت جلوہ تیرا چاندرات

خوبیٔ قسمت سے تکرارِ تجلی ہو گئی
ہو گیا اُس ماہ کا جلوہ دوبارا چاندرات

ہم جو شیدائے گلِ رخسار ہیں اُس ماہ کے
کر رہے ہیں جلوۂ گل کا نظارا چاندرات

جاں بلب ہو کر یہ کاٹے ہم نے ایامِ فراق
شکر ہے دلساز ہے وہ ماہ پارا چاندرات

رشکِ مہتاب آ گیا ساقی تجلی ہو گئی
دیکھ لے یہ بھی مری آنکھوں کا تارا چاندرات

دیکھتا ہے وہ نہیں ہم دیکھتے ہیں روئے دوست
دیکھئے اب کیا دکھائے نرگسِ جادوئے دوست

ہے طریقِ بوالعجب نقشِ قدم ملتا نہیں
جادہ پیمائیں روش ہوں سالکانِ کوئے دوست

نو بہارِ عشق ہے اپنا گلِ داغِ جنوں
بس یہی ہے بلبلو دلمیں ہماری بوئے دوست

اچھی ہے قسمت ہوئی جمعیتِ خاطر نصیب
محفلِ جاناں میں ہم ہیں آج ہم پہلوئے دوست

پھنس گئے آخر جنوں سر دادگانِ جذبِ شوق
بن گیا طوقِ گلو یہ حلقۂ گیسوئے دوست

مدعی شاکی ہوئے ہم آرزومندِ کرم
کھل نہیں سکتا کسی پر کیا ہے رنگِ خوئے دوست

ساقیٔ دلسوختہ ہو محوِ تماشا کیوں نہ ہو
اے بہارِ آفرینش آفتابِ روئے دوست

کبھی پیشِ نظر مینا ہے گاہے جام کی صورت
ذرا دیکھو تو اپنے رندِ مے آشام کی صورت

ہوا انشا صبحدم القا تجلی شام کو ہو گی
سحر سے کہہ رہے ہیں جلد دیکھیں شام کی صورت

دلِ شیدا ابھی میری شکل محرومِ تمنا ہے
وہی رنگت ہے اُسکی جو ہے تجھ ناکام کی صورت

مآل اندیش ہو جائیں نہ مسکیں ہوں نہ مسرور ہوں
اگر آغاز ہی میں دیکھ لیں انجام کی صورت

وہی ہے شیفتہ رعنائی نیرنگِ عالم کا
کبھی دیکھی نہیں ہے جس نے اُس گلفام کی صورت

بتوں کے دیکھنے والے ہیں ساقی شوقِ جلوہ ہے
منقش صفحۂ دل پر ہوئی اصنام کی صورت

جب سے دیکھی ہے کسی ہوش رُبا کی صورت
ہو گئی اور ہی کچھ ارض و سما کی صورت

حرمِ دل میں ہوا جلوۂ رعنا اُس کا — کعبے میں دیکھتے ہیں قبلہ نما کی صورت
شغلِ برزخ نے ہمیں زندۂ جاوید کیا — دلِ زندہ نے دکھائی جو بقا کی صورت
دل میں جو وسعتِ مشرب کا تماشا دیکھا — اس سے بہتر نظر آئی نہ فضا کی صورت
جو ہیں بیدار وہ ہوتے ہیں محوِ پندار — بعد مرگ ایک ہوئی شاہ و گدا کی صورت
دیکھتے ہی مری آنکھوں میں اندھیرا چھایا — شبِ یلدا ہے مری شامِ بلا کی صورت

محرمِ رازِ جہاں کے جو ہوئے ہیں ساقی
دیکھتے ہیں وہ فنا ہی میں بقا کی صورت

شبِ فراق میں کیونکر کٹی ہماری رات — کہ روزِ حشر سے بھی بڑھ گئی ہماری رات
غمِ فراق میں اے بیوفا یہ حالت ہے — کہ دن کو نالہ ہے لب پر تو دم شماری رات
غمِ فراق جدا رشکِ وصلِ غیر جدا — تمہیں خبر نہیں کیا کیا تھی بیقراری رات
شبِ وصال بھی آئے عدو کو لیکر تم — ہے ایسے ملنے سے فرقت کی ہمکو پیاری رات

شبِ فراق سے تو کیوں تنگ ہے ساقی
کہ تجھ سے پھر نہ ملیگی جو یہ سدھاری رات

ردیف (ٹ)

عدوئے خیرہ سر اب ہو گیا بڑا اُجڈ انٹ — یہی ہے دل میں کہ دیں آج اُسکو ہم اک ڈانٹ
صفائی قلب ہی سے زیبِ جامہ زیبی ہو — کہاں ہے چست قبا آگئی قبا میں سانٹ
ملے ہو صبحدم اے یار کوئی دم دم لو — تمہارے جانے میں کیا دم مرا لگائیگا آنٹ
سپاہِ قلب شکن نیمچئیں صفِ مژگاں — تم ایسے صفدرِ غازی ہو کانٹ میں ہے چھانٹ

تمہارا ساقیٔ شیدا ہے بینوا سائل
زکوٰۃ حسن کا حصہ فقیر کو دو بانٹ

وہی ضد اُن کو ہے وہی ہے ہٹ
اُن کی اچھی نہیں ہے یہ جھنجھٹ

پاؤں کی میرے جو سُنی آہٹ
ہوے داخل مکان میں جھٹ پٹ

شوخ کتنا کیا ہے پیرِ مغاں
مغبچے ہوگئے بڑے منہ پھٹ

کوئی پہلو نظر نہیں آتا
دیکھئے بیٹھے اونٹ کس کروٹ

یاد کرتے نہیں کبھی وہ ہمیں
نام کی اُن کے یہاں لگی ہے رٹ

زیبِ محفل ہے ماہِ رخ میرا
ہر طرف ہے ستاروں کا جھُرمٹ

جلوہ گہ میں عجب کرشمہ ہے
یاد کرتے ہی آگئے جھٹ پٹ

جلوہ فرما وہ گل ہے گلشن میں
ہر روش پر لگے ہوئے ہیں ٹھٹ

اُن کو پردے میں بھی حجاب رہا
ہے نمایاں نقاب میں گھونگٹ

نالۂ دل چراغِ روشن ہے
کوہِ آتش فشاں کی ہے یہ لپیٹ

بادۂ ناب قسمتِ اغیار
ساقیِ زار کو ملے تلچھٹ

ردیف جیم (ج)

کیف میں ہے نرگسِ مستانہ آج
ہم کو بھی شاید ملے پیمانہ آج

تونے دیکھا اے دلِ دیوانہ آج
ہو رہا ہے جلوۂ جانانہ آج

تیری شانِ اُنس ہے کیا بے مثال
تو ہمارا بیوفا کل تھا نہ آج

شوق کہتا ہے کہ رکھ آگے قدم
المدد اے ہمتِ مردانہ آج

ہوگیا حیرت نظر وہ عشوہ گر
سُن کے پاسخ میرا بیباکانہ آج

اے دلِ مجذوبِ الفت مست یار
ہاں کوئی ہو نعرۂ مستانہ آج

شمعِ محفل بزم آرا کیوں نہیں
دیکھتے سوزِ دلِ پروانہ آج

بلبلِ کشمیر ہے محوِ نشاط
ہے وہ گلرو زینتِ کاشانہ آج

ردیف حائے حطی (ح)

کہا جو شیخ نے ہے رنگِ عشق رسمِ قبیح
ہمارے دل میں ہے نورِ سپیدۂ دمِ صبح
ہوا ہے حسنِ ملاحت کا شور عالم میں
نہو نہ پردہ درِ رازِ کنز مخفی تھے
رقم کیا ورقِ عشق پر جو نامِ وفا
ہوا ہے اُن کا جو رجحانِ طبع سوئے جفا
تمہارے جاں بلبِ عشق کا ہے ناک میں دم
تمہارا نام جو وردِ زباں ہے صبح و مسا
نگاہ ہے غلط انداز چشمِ غلطاں کی

وہ بے شعور ہے کچھ اسکی ہم کریں تشریح
بسا ہے دل میں جو وہ شوخ و نوجوانِ صبیح
حیاتِ روح ہے شیریں لبوں کا حسنِ ملیح
سمجھ لو رمز و کنایہ میں کیا کریں توضیح
ہمارا نام نکالا بصنعتِ توشیح
وفا شعاروں پہ دی ہے رقیب کو ترجیح
دکھاؤ کچھ دمِ اعجاز گر بنے ہو مسیح
بنا ہے صبح نفس ہر نفس دمِ تسبیح
غلط ہے اسکی نظر میں مرا بیانِ صحیح

کبھی تو ساقیٔ شیدا کے ساتھ اے گلرو
چمن کی سیر کرو باغ ہے پئے تفریح

بے رخ ہوا وہ آئینہ پیکر بری طرح
یہ زخمِ سینہ کاؤ کسی کی ہے یادگار
کیوں زندگی وبال نہو اُس غریب کو
دلگیر شکلِ آئینہ تدعا بنا
ارمانِ شوق طائر بسمل نظر میں ہے
خانہ خراب ہو ترا اے شوقِ بے ادب

حائل ہوئی یہ سدِّ سکندر بری طرح
دل میں چبھو گیا ہے یہ نشتر بری طرح
ہوتا ہو رزق جسکو میسّر بری طرح
اب کے ہوا ہے بار مکدّر بری طرح
توڑا کسی نے بالِ کبوتر بری طرح
بگڑی ہماری بات یہ بنکر بری طرح

گو ہیں گدائے عشق مگر بے نیاز ہیں
اُستاد کا ہے قول بجا کوئی شک نہیں
ہے سینہ چاک بلبلِ کشمیر زارِ غم
واہ ہو کے تیرا حسن تماشہ دکھا دیا

ملتے ہیں کیوں یہ حسن تو نگر بُری طرح
کہتے ہیں اس زمیں کو سخنور بُری طرح
افسردہ دل کیا ہے گلِ تر بُری طرح
پھیلی ہے رُخ پہ زلفِ معنبر بُری طرح

ساقی سرور کچھ نہوا کیفِ جام کا
ہم کو دیا کسی نے جو ساغر بُری طرح

آجائے میرا آئینہ پیکر کسی طرح
ہجرِ جگر خراش نے دلگیر کر دیا
نیرنگِ عشق آج تو ہو جائے کچھ مدد
افشائے رازِ جذب کے عالم میں ہو گیا
اغیار سے ملاپ ہوا ہم سے ہو بیرخی

تسکین مراد ہو دلِ مضطر کسی طرح
ہو جائے عیشِ وصل میسر کسی طرح
پُر فن کو ہم کریں متحیر کسی طرح
آزاد ہو یہ مست قلندر کسی طرح
یارب ہو رو براہ ستمگر کسی طرح

ساقی یہ اور منقلب کیف کیوں ہوا
جامِ سرورِ عیش ہو ساغر کسی طرح

بلائے ہجر سے اپنی ہے انتشار میں روح
مرے جنازہ کو کاندھا دے مسیحا دم
ملے جو روضۂ رضواں مجھے تو کیا واعظ
جھٹک جھٹک کے نہ زلفوں کو کھینچ اے ظالم

خدا کرے کہ نکل جائے انتظار میں روح
پھر آ نہ جائے کہیں مرے جسم زار میں روح
کہ جسم خلد میں ہو اور کوئے یار میں روح
کہ لپٹی ہے ترے گیسوئے پیچدار میں روح

قتیلِ حسن جو ساقی ہیں سبزہ رنگوں کے
رہے گی بعدِ فنا بھی یہ سبزہ زار میں روح

ردیفِ خائے معجمہ (خ)

قبائے صورتِ زیبا نثارِ جلوۂ رُخ
ترا شہید ہوں اے پردہ دارِ جلوۂ رُخ

ہمارا فیض رساں ہو گیا یہ صبرِ جمیل
کیا اسی نے ہمیں کامگارِ جلوۂ رُخ

قرار سوز ہوا بیقرارِ ہجراں کا
یہ کیوں ہے آفتِ جاں انتظارِ جلوۂ رُخ

اِدھر کو وہ متوجہ ہے کیوں ہوا مدہوش
خراب حال نہو میگسارِ جلوۂ رُخ

نگاہِ فیض تماشا اِدھر نہیں ہوتی
یہ منتظر ہی رہا خاکسارِ جلوۂ رُخ

نظر فریب وہ نظارۂ جمال نہو
چلا ہے شوق میں امیدوارِ جلوۂ رُخ

ترا ہے بلبلِ کشمیر مضطرب اے گل
کبھی اُسے بھی دکھاوے بہارِ جلوۂ رُخ

مُرید ساقیِ رعنا کے ہم ہوئے ساقی
دیا ہے جام مۓ خوشگوارِ جلوۂ رُخ

ناظرِ جلوہ ہوں میں آئینہ سیما ہے وہ رُخ
اے دلِ شوق نظر حسنِ مصفا ہے وہ رُخ

محوِ دیدار ہوں اعجازِ تماشا ہے وہ رُخ
دستِ موسیٰ ہے مرا دل یدِ بیضا ہی وہ رُخ

غوطہ زن بحرِ تفکر میں ہوئے محوِ لقا
جذب کا آئینہ ہے نور کا دریا ہے وہ رُخ

کیوں ہمارا دلِ بیتاب ہوا رہنِ حجاب
جانِ جاناں ہے وہی جانِ تمنا ہی وہ رُخ

کاش منظورِ نظر رنگِ وفا ہو جاتا
اُس کا میں شیفتہ ہوں شاہدِ رعنا ہی وہ رُخ

نزہتِ روح وہی اور وہی قلب کشا
کیوں نہو کشف سوا کیف میں یکتا ہی وہ رُخ

لَن ترانی اَرِنی رازِ و نیازِ عرفاں
عکس ہے شخص نما طور کا نقشا ہے وہ رُخ

منحرف کس نے کیا راز یہ کھلتا ہی نہیں
ہم سے برگشتہ نظر آج خدایا ہے وہ رُخ

تجھکو بیگانہ یقیں کیوں نہیں آتا ہے یقیں
فی الحقیقت ہے جو کہتے ہیں کہ یکتا ہے وہ رُخ

بیرخی بد نظر جانِ ادا خوب نہیں
جسکو ہم دیکھ کے جیتے ہیں ہمارا ہے وہ رُخ

حسنِ باطن سے ہوا سِرِّ خفی جلوہ نما
گو بظاہر ہے نہاں دل میں ہویدا ہے وہ رُخ

ہمکو یہ محوِ نظر دیدہ و دانستہ کیا
سادگی ایسی کہاں رنگِ شناسا ہے وہ رُخ

مل کے یکجان دو قالب جو ہوئے شکرِ خدا
دیکھ کر بلبلِ کشمیر فدا ہوتا ہے

ہمنفس یار بنا عیشِ مُہیا ہے وہ رُخ
نو بہارِ چمنِ حسن کا پیارا ہے وہ رُخ

ساقی مست ہوں مجذوبِ نگاہِ ساقی
رہبرِ شوق سوئے ساغر و مینا ہے وہ رُخ

گلچیں قلم نہ کر تو نہالِ چمن کی شاخ
دل میں ہمارے جلوۂ باغ و بہار ہے
ہے گام زن سوادِ حرم میں غزالِ شوق
روشن سواد جلوۂ حسنِ نگار ہے
آئینہ خانہ حسنِ صفا سے ہے باغِ دل
گلگوں قبائے شوخ سراپا بہار ہے
افسردہ دل میں جوش ہوا رنگِ شوق کا
ہوتا ہے روز انجمنِ اتحادِ شوق
شجرہ ہمارے سلسلہ کا ہے بہت دراز
تھا جنکو دل سے شوق عروجِ کمال کا
شیدائے سروِ قامتِ موزونِ یار ہیں
خنداں مرا سمنِ رخِ گلفام آج ہے

ہے نخلِ شوقِ بلبلِ زارِ چمن کی شاخ
نخلِ بطوں میں نکلی ہے سروِ علن کی شاخ
مدِّ نظر نہیں ہے غزالِ ختن کی شاخ
دیوار پر ہے نقش یہ کس سحر فن کی شاخ
ہم نے قلم جو کی شجرِ سوزِ ظن کی شاخ
گلرنگ بیل بوٹے گل افشاں چمن کی شاخ
گلپوش ہو گئی ہے نہالِ کہن کی شاخ
سرسبز کی ہے اُس نے نہالِ سخن کی شاخ
کشمیر سے ملی ہے ہمارے دکن کی شاخ
تحصیل کی اُنہوں نے ہر اک علم و فن کی شاخ
شاہد سرِ مزار ہے سروِ چمن کی شاخ
اُس نے لگائی شوق سے جو یاسمن کی شاخ

شوخانِ لالہ رُخ کے ہیں ساقی جو شیفتہ
طوقِ گلو ہوئی رگِ گل کے رسن کی شاخ

ردیف دال (د)

ناز و انداز کا غمزہ نہ رہا میرے بعد
بارے آرام سے ہیں اہلِ جفا میرے بعد

مرتے مرتے بھی نہ نکلا میرے دل سے یہ خیال
کون دیکھے گا یہ انداز و ادا میرے بعد

وہ بت اللہ کا قائل مرے مرنے پہ ہوا
یعنی کرتا ہے وہ اب شکر خدا میرے بعد

عطر میں ڈوبے ہوئے نکلینگے بہر گلگشت
روز باندھیں گے نئی اپنی ہوا میرے بعد

سنبل زلف کی مر کر بھی نہ بھولا میں یاد
عشق پیچاں میرے مدفن پہ اُگا میرے بعد

یا وہ عالم تھا کبھی بات بھی دل کی نہ کھلی
یا لگے کھلنے ترے بند قبا میرے بعد

قلیں فیض یہ ہادی نے ہر چند چھپائیں جانیں
مرد میدان کوئی ساقی نہوا میرے بعد

لگا جو کرنے ترے حسن کا نظارا چاند
فروغ حسن سے اے رشک ماہ پارا چاند

تمہارے روئے منور سے ہٹ گئیں زلفیں
ہوا ہے ابر سیہ سے یہ آشکارا چاند

فلک پہ چاند ستارے نکلتے ہیں ہر شب
ستم یہی ہے نکلتا نہیں ہمارا چاند

وہ ماہ جلوہ دکھا کر ہمیں ہوا روپوش
یہ آرزو ہے کہ نکلے کہیں دوبارا چاند

تمہاری چال پہ مفتوں ہوا ہے بدر منیر
یہ تمکو دیکھ کے بھرنے لگا طرارا چاند

تری نظر کی ہی پرتو کا سب یہ جلوہ ہے
اسی سے دیکھ ہوا ہے سپہر آرا چاند

ہوا وہ شب کو اگر جلوہ ریز برق جمال
اڑیگا بنکے یہ کافور اور پارا چاند

وہ رشک مہر نہ آیا ہمارے پاس کبھی
کٹا ہے ہجر میں ساقی ہمیں یہ سارا چاند

جانتے افسردہ دل ہیں انتشار اہل درد
دیکھتے ہیں وہ پریشاں روزگار اہل درد

انکی عمریں صرف عشق سینہ سوزی میں گئیں
دل جلوں سے پوچھ درد انتظار اہل درد

ماہ جلوہ منحرف ہیں اضطراب شوق میں
اشک ریزاں دیدۂ اختر شمار اہل درد

کیوں مخالف ہو گیا اے جذب یار دلنواز
رازدار عاشقان و غمگسار اہل درد

خاکسار عشق ساقی ہو گئے زار و زبوں
کوئی کہتا ہو وفا سے حال زار اہل درد

لطفِ صحبت یاد آیا اون کو دفنانیکے بعد
شوق ہے شکلِ تاسف میرے مٹجانیکے بعد

ہم کو محرومِ لقا کردوگے بہکانے کے بعد
زاہد و جلوہ نہیں کوئی صنم خانے کے بعد

کج ادائی نے تمہاری کردیا بیدل ہمیں
کوئی دلچسپی نہیں رہتی ہے اُکتانیکے بعد

سعیِ لاحاصل بنی تدبیر یارب کیا کریں
عقدہ لاحل ہی رہا آخر یہہ سُلجھانیکے بعد

گرمیٔ ہنگامہ سوزِ عشق کی روداد تھی
لطف کیا آتا کسی کو میرے افسانیکے بعد

رازداں کہہ تو سہی کیا تذکرہ تھا بزم میں
رنگِ محفل کیا رہا میرے چلے آنیکے بعد

دل جلانا طالبِ دیدار کا اچھا نہیں
بیرخی موزوں نہیں ہوتی ہے بارانیکے بعد

زندگی میں تم کو فرصت ایکدم کی بھی نہ تھی
آئے تو کیا آئے میرے دم نکلجانیکے بعد

بادۂ سرجوش کا ہے دور ساقی ہوشیار
اور ساغرِ آب نہ لینا ایک پیمانے کے بعد

بے تعلق رہ الم ہوگا بچھڑ جانے کے بعد
منزلِ مقصود پر چلنا ہے سستانیکے بعد

ہے نہالِ عشق گلچیں صرفِ بربادی نکر
کیوں قلم کرتا ہے ظالم پھول پھل آنیکے بعد

فارغ البالی فقط جمعیتِ خاطر میں ہے
دل کہیں قابو میں رہتا ہے الٹ جانیکے بعد

کیوں نہ مسرورِ تمنا ہوں یہ دلگیرِ فراق
ہمدم عیشِ مہیا تیرے آجانے کے بعد

کردیا ہم کو پریشان انتشارِ ہجر نے
کیا بہم اجزا ہوں شیرازہ بکھر جانے کے بعد

جام و مینا۔ خم۔ سبو پہلے کہاں آتے نظر
رونما ساقی ہوئے ہیں سب یہ میخانیکے بعد

نثارِ جلوۂ وحدت ہوا سعید شہید
یہہ بے نظیر ہے بے مثل ہے وحید شہید

وہ یادگار ہے اب تک جہاں میں صبرِ جمیل
سلوکِ عشق میں یکتا رہا رشید شہید

جفا قضا کا تحمل کیا بصد جرأت
بنا وہ حسنِ ادا کا وفا مرید شہید

یہہ جذب خاص ہوا اُنکے عام نقشِ وداد
ہمارے دل سے نہو گا کبھی بعید شہید

سُرورِ بادۂ وحدت رہا دمِ بسمل
ہوا نہ منحرفِ راستی تحکّم ہیں
ترا مناظرہ توحید کا ترانہ تھا
ترا ہے بلبلِ کشمیر بسملِ اُلفت

ملا تھا روزِ ازل ساغرِ نبید شہید
وقوعہ دید کا ہے یہہ نہیں شنید شہید
حضورِ قلب سے ہمدم جو تھی نشید شہید
یہہ آشکار نہوز خم ناپدید شہید

کوئی نظیر نہیں ہے نظر میں ساقی کی
تجھے سمجھتے ہیں بالغ نظر فرید شہید

طلوع خوب ہوا جلوۂ صفات میں چاند
ہوا ہے جلوۂ برزخ کا یہہ عروجِ کمال
حیاتِ روح بنا ہے دلِ قمر منزل
جسے ہے عینِ تعیّن وہ دیکھ سکتا ہے
ہوا ہے نزہتِ ارواح روحِ تنزیہی
حضور و غیب نہیں شوق ورم کا ہے نیرنگ
یہ سرِّ غیب کا جلوہ ہے کشفِ باطن ہیں
یہ وجد و کشف کا جلوہ یہ ذوق و شوق کا رنگ
سلوک و جذب نہیں ہے نہ انفس و آفاق
ہوا وجود کا جلوہ شہودِ عین ہمیں
خیالِ وہم سے کیوں اختلاجِ قلبی ہے
وہ مہر جلوہ جو اس کا دلیلِ راہ بنا
ہمارے جذب کا روشن چراغ ہو ہی گیا
ہمارے نالۂ موزوں ہیں جلوۂ گلزار
عجب لطائفِ ستہ کی سیر ہے ساقی

بنا ہے عید کا دن یہہ شبِ برات میں چاند
حضورِ قلب تجلی ہے اور ذات میں چاند
جلا بہ قلب ہے آیتہ حیات میں چاند
ہمارا مہر بنا ہے تعینات میں چاند
صفائے قلب سے دیکھا منزّہات میں چاند
ہے عکس و شخص کا جلوہ مشابہات میں چاند
چمک رہا ہے ہمارا مکاشفات میں چاند
یہ جذبِ قلب کا چمکا ہے واردات میں چاند
یہہ اتفاق کا رخشاں ہے قلبیات میں چاند
یہہ صحو محو کا نکلا مشاہدات میں چاند
نہیں صفائے بطوں ہے تخیّلات میں چاند
اسی کرشمہ سے چمکا ہے کائنات میں چاند
ہوا ہے پیشِ نظر اپنا حاضرات میں چاند
فروغِ نظم کا چمکا تجلیات میں چاند
نکل کے قلب سے پھرتا ہے شش جہات میں چاند

عرش منزل کیوں نہو، تنگِ شبستانِ مراد
جلوہ گستر ہو گیا وہ ماہِ تابانِ مراد

اے نہ ہے تقدیر ہم دلشادِ عیشِ وصل ہیں
مہر پرور وہ ہوا جانِ مسیحا جانِ مراد

آئینہ رو محوِ نازِ عشوہ سنجی ہو گیا
حیرتِ جلوہ بنی ہے چشمِ حیرانِ مراد

اے دمِ صبح جدائے خاتمِ عہدِ وصال
گل نکر دینا مری شمعِ شبستانِ مراد

بینوا آزاد ہیں کیا انتشارِ بیش و کم
رنگِ تسلیم و رضا ہے میر سامانِ مراد

ہو گئی تائیدِ غیبی کارسازِ مدّعا
شاہدِ مقصود کی صورت بنی شانِ مراد

گلفشاں جوشِ محبت میں نہو طبعِ رواں
صحنِ گلشن میں ہوا ہوں گل بدامانِ مراد

لطف تازہ کا ہو فیضِ خاص اے پیرِ مغاں
طالبِ دیرینہ ساقیؔ بھی ہے خواہانِ مراد

نہیں صفائے بطوں ہے بیر احجاب میں چاند
بنائے تیرہ دروں آ گیا سحاب میں چاند

ہوا ہے محوِ ہیولیٰ خبر نہیں کچھ خاک
ہوئے جو اہلِ نظر دیکھتے ہیں آب میں چاند

فنائے قلب میں ہے جلوہ بقائے دوام
اگر ہو شقِ قمر چمکے آفتاب میں چاند

نہ دیکھ نسخہ مکر و فریبِ دانش کو
سمجھ کے دیکھ ترے دل کی ہے کتاب میں چاند

ہوئے جو ساقیؔ شوریدہ بحرِ بے ساحل
تلاش وہ نہیں کرتے کبھی سراب میں چاند

ہند و سبھا جہاں کو دکھائے کمالِ ہند
ہے اسکے پاس فلسفۂ بے مثالِ ہند

اگلا سا کیوں نہیں ہے عجب جاہ و جلالِ ہند
ہے رہنمائے دہر یہی خستہ حالِ ہند

روپوش کیوں ہوئے ہیں عدیم المثالِ ہند
خیرت نہو وہی ہیں یہ اہلِ کمالِ ہند

مدِ نظر ہے مصلحتِ وقت کا خیال
ہو اتصال اب نہ رہے انفصالِ ہند

بے صرفہ مخصوصوں نے پریشان نظر کیا
حیرانِ کار ہے دلِ حسرت مآلِ ہند

ہم خود بدل گئے تو زمانہ بدل گیا
ہوتا نہیں ہے ہند پہ اب احتمالِ ہند

یہ بزمِ خاص و عام کی نقشِ مراد ہو ✲
روزِ بہی کا جلوہ ہو فرخندہ حالِ ہند

محوِ نظر فراستِ دیرینہ کیوں رہے
ہوں کہنہ مشق صورتِ تجدیدِ حالِ ہند

تجھے خاکسارِ ہند ریاضت کے بادشاہ
کنچن بنا دیا تھا یہ جامِ سفالِ ہند

تدبیر وہ ہو جس سے وفورِ نشاط ہو
جائے کسی طریق سے حزن و ملالِ ہند

عیشِ خرابِ حال نے بیکار کر دیا
گدلا رہا یہ چمن کے بھی آبِ زلالِ ہند

نومیدیوں کا رنگ نہ ہو ہم نوردِ بحث
مستقبلِ امید بنے انفصالِ ہند

وقتِ حجابِ حسنِ عمل اب نہیں رہا
احوال وہ کہاں ہے گیا اختلالِ ہند

موجِ رمِ خیال تنفر سے ہوں جدا
دورِ شرابِ شوق ہو جامِ وصالِ ہند

یہ نقصِ خود پسند جو معدوم شکل ہو
صاحب نظر کہیں ہیں اہلِ کمالِ ہند

پھر صبح و شامِ دل کے ہو نوروز کی نمود
لیل و نہار کیوں ہو کمالِ زوالِ ہند

ہے جس کو حبِ قوم وہی ہے شہیدِ قوم
اے محوِ اشتیاق ہے اپنا جمالِ ہند

یہ شرحِ عذر ہو جسدِ کہنہ قوم کی
ہندوستہا نظر میں ہو تفسیرِ حالِ ہند

خوش وقت اہلِ قوم ہوں خسرو کو ہو سرور
امیدوارِ فیض ہیں اے ذوالجلالِ ہند

کیوں منتشر ہو بلبلِ کشمیر دیکھنا
آسان ہو ہی جائے گا امرِ محالِ ہند

ہمدوشِ مدعا ہو دعائے حضورِ قلب
یہ آرزو ہے ساقیِ آشفتہ حالِ ہند

کیا ہے جلوۂ دیدار سے ہمیں خوشنود
زہے نصیب خوشا اپنا طالعِ مسعود

صفاتِ ذات کا پرتو ہی عکسِ شخصِ کل ہے
وجود کی یہ تجلی ہوئی ہے اہلِ شہود

عجب لطائفِ قلبی کا رنگ ہے دیکھا
کہیں سپید و سیہ ہے کہیں ہے سرخ و کبود

کسی کی سعی کبھی رائگاں نہیں جاتی
ضرور دیکھیں گے ہم روئے شاہدِ مقصود

بغیر فضلِ خدا بہتری کی شکل کہاں
ہر ایک ہے متلاشیِ صورتِ بہبود

فدائے جلوۂ رخ ہو گیا ہے قلبِ شہید
نثار ہے ہیں ہمارے سرشکِ خوں آلود

فقط فریبِ نظر ہیہ سرائے فانی ہے
مثالِ خواب ہیں نقش و نگارِ بود و نبود

کرشمہ دیکھہ لیا عالمِ بطونی میں
طلسمِ راز ہے ہیہ عالمِ ظہور و نمود

ہمارے دل میں جو ہے شوقِ جلوۂ انوار
ہوئے ہیں جلوۂ حیرت میں غرقِ بحرِ شہود

ہوا ہے اون کے دلِ تنگ میں بھی سوز و گداز
ہمارے نالۂ موزوں ہیں نغمۂ داؤد

جنہوں نے شیوۂ تسلیم اختیار کیا
ہوئے ہیں ساقی شیدا وہ عاقبت محمود

مہرِ تاباں ہوا سوزِ جگرِ قلبِ شہید
اب دکھائیں گے جہاں کو اثرِ قلبِ شہید

ہے کبھی ستر کبھی جلوۂ انوارِ جمال
ہیں عجب رنگ کے شام و سحرِ قلبِ شہید

نورِ برزخ کی تجلی سے ہے ماہِ کامل
چشمِ اخفیٰ میں ہے نورِ نظرِ قلبِ شہید

روشنی ہی سے ہوا معجزۂ شقِ قمر
رہنما ہو گئے شمس و قمرِ قلبِ شہید

سوزِ خونبارۂ [illegible] نالۂ جانسوز سے ہے
اُس نے دیکھے ہی نہیں اشکِ ترِ قلبِ شہید

بلبلِ شیفتہ جو اُن گلِ رعنا کا ہوا
رشکِ فردوس ہے خونِ جگرِ قلبِ شہید

دمِ آخر بھی جو محوِ رخِ دلدار رہا
وار ہے دیدۂ حسرت نگرِ قلبِ شہید

بسملِ عشق ترے زندۂ جاوید ہوئے
کچھ نہ ہو گا مرے قاتل ضررِ قلبِ شہید

سوزِ باطن سے ہے پرکالۂ آتش باطن
شعلہ انگیز ہیں ساقی شررِ قلبِ شہید

آتا وہ نہیں دلبر سنگ آمد و سخت آمد
کیا صبر کریں پتھر سنگ آمد و سخت آمد

کیا حال ہوا ابتر بیرخ ہے فسوں مظہر
وہ آئے یہاں کیونکر سنگ آمد و سخت آمد

تاراج نمایاں ہے اندوہ فراواں ہے
رحم شیوہ ہے غارتگر سنگ آمد و سخت آمد

ملتا نہیں جانانہ دل جس کا ہے پروانہ
وہ شمع ادا مظہر سنگ آمد و سخت آمد

ہمدم ہو مہ پارہ آنکھوں کا جو ہے تارا
تاثیر نہو کیونکر ہو جذب اگر رہبر
منظورِ نظر اپنا وہ رشکِ قمر ہوتا

وہ قلب کار وشنگر سنگ آمد وسخت آمد
ہمرنگ بنے دلبر سنگ آمد وسخت آمد
کھلتا ہی نہیں منظر سنگ آمد وسخت آمد

ہو ساقیٔ دیوانہ مستانۂ پیمانہ
ناکامِ مۓ احمر سنگ آمد وسخت آمد

ردیف رائے مہملہ (ر)

چلدیا سوئے عدم سینہ میں پیکاں چھوڑکر
ہیں تجھے جاؤں کہاں اے جانِ جاناں چھوڑکر
تم کو بھی رہجائیں گی ظلم و ستم کی حسرتیں
اتفاقاً شکوۂ دشمن جو منہ پہ آگیا

جسکو تو آیا تھا ظالم خوں میں غلطاں چھوڑکر
آپ سے جاتی نہیں بلبل گلستاں چھوڑکر
دیکھو مت جاؤ مجھے ایسا پریشاں چھوڑکر
ہیں گلوگیر آج وہ میرا گریباں چھوڑکر

تنگ حالت اتنا تھا ساقی کہ شرمِ ظرف سے
چلدیا آخر شبِ ہجراں کو مہماں چھوڑکر

تلاش جس نور کی ہے تجھکو چھپا ہے تیرے بدن کے اندر
ظہورِ عالم ہوا اسی سے وہ ہے ہر یک جان و تن کے اندر
تجھے یہ بیصرفہ جدّ و کد ہے کشاکشی ہیں بھی شدّ و مد ہے
نفس کی تجھکو اگر مدد ہے سفر ہے اس جا وطن کے اندر
تجھے وہاں سے گریز و رم ہے تلاش اب آہوئے حرم کی
چلا ہے وہ راہ جو بھرم ہے۔ ہے مشکِ نافہ ختن کے اندر
جہاں میں سارا ہے نور تیرا ہر ایک شئے میں ظہور تیرا
مگر تجمّل ہے دور تیرا پڑا ہے بیت الحزن کے اندر

تو ہی محقق تو ہی مجدد بنا ہے تو آپ ہی مقلد ٭
تو رسم ورزہ کا ہوا مقید پھنسا ہے خود ما و من کے اندر

قدیم دیر اں کدہ ہے ہستی سمجھ اسے ہے فنا کی بستی
یہہ تیری ہمت کی سب ہے پستی زبوں ہے دہر کہن کے اندر

عجیب احمق ہے اور سادہ سوار ہو کر ہوا پیادہ
کدہر چلا یہہ نہیں ہے جادہ تو کیوں بھٹکتا ہے بن کے اندر

یہہ آتش عشق کی ہے جارت کہ دل میں پیدا ہوئی ہے رقت
یہہ سوز غم کی ملی ہے لذت مزہ ہے دل کی جلن کے اندر

ہوا ہے مست شراب گلگوں اکڑ رہا ہے وہ سرو موزوں
دکھا کے ہم کو یہہ جام واژوں خجل کیا انجمن کے اندر

ہوا ہے سرشار وہم ساقی تجھے نہیں شوق وصل باقی
ہوائے دنیا کا ہے مراق پڑا ہے آواگون کے اندر

کچھ ترحم بار بی بیداد کر
خود نمائے شوخ بے پروا ہو
تیری فرقت نے کیا افسردہ دل
ہیں فدا تیری محبت کے اسیر
ماجرائے عشق سنکر یہہ کہا

خستہ دل ہیں قید سے آزاد کر
ہم غریبوں کی کبھی تو یاد کر
شاد میرے خاطر ناشاد کر
رحم اُن کے حال پر صیاد کر
پھر بیاں حسرت بھری رو داد کر

کون سنتا ہے ترا شور و فغاں
ترک ساقی نالہ و فریاد کر

شوق ہم کو بھی ہوا ہے ہوں مقیم کوئے یار
جلوۂ دیدار جاناں ہے حیات عاشقاں

مائل مہر و وفا سنتے ہیں آپ ہے خوئے یار
کیوں نہ شیدائے تجلی ہوں فدائے روئے یار

نوبہارِ عشق ہے اپنا گلِ داغِ جنون
بس رہی ہے بلبلو دل میں ہمارے بوئے یار

قدسیوں میں شور ہے اُسکے خرامِ ناز کا
رشکِ طوبیٰ کیوں نہو سروِ قدِ دلجوئے یار

ہم ہیں مشتاقِ شہادت بیہہ تمنا دلمیں ہے
ہو کسی دن سر ہمارا بھی تہِ زانوئے یار

بھول جائیں چوکڑی اپنی غزالانِ حرم
دیکھہ لیں گر وہ کبھی محوِ رمِ آہوئے یار

کوئی دیوانہ ہوا ہے کوئی ہے آشفتہ دل
کیا تماشا کر رہی ہے نرگسِ جادوئے یار

نقش ہے وہ صفحۂ دل پر جمالِ بے مثال
شش جہت میں ہے کہاں ساقی جوابِ روئے یار

ہو گئی ہم کو تجلی بھی حجابِ روئے یار
پردۂ روئے نظر ہے بیہہ نقابِ روئے یار

نورِ باطن کی تجلی ہے حضورِ قلب میں
جلوۂ برزخ میں دیکھا آفتابِ روئے یار

وادرِ دیدار ہے کیا دہم رنگِ قبض وبسط
ہو گیا جسوقت سالک فتح بابِ روئے یار

ساقیِ دل سوختہ محوِ تجلی ہو گیا
اے خوشا تقدیر دیکھا آفتابِ روئے یار

شعلہ انگیز ہوا عشق بدن میں رہکر
جل گیے جل گئے ہم سوختہ تن میں رہکر

کیوں تحیر نہو نیرنگیٔ ظن میں رہکر
ہم ہیں انگشت نما سادہ چلن میں رہکر

وہ ہم آغوشِ نظر شوخِ گل اندام نہیں
پیکرِ نرگس حیراں ہوں چمن میں رہکر

فضلِ رحمت نے کیا امینِ اعمال ہمیں
حسنِ غفراں کی کشایش ہے کفن میں رہکر

خودرمیدہ جو ہوئے نغمۂ نیرنگ کہاں
بلبلِ مست ہیں سیرانِ چمن میں رہکر

جذبِ افکار نے سرمست بنایا کیسا
صحو سے محو ہوا کیفِ سخن میں رہکر

ساقیِ محو نہ اشعار ہوں دُردِ تہ جام
ساغرِ صاف بنا سُکر سخن میں رہکر

عرش آہنگ ہوئے سیرِ وطن میں رہکر
ہم سفر کرتے ہیں دم دم میں وطن میں رہکر

نقش اوہام بقا خواب ہے باقی باقی — ہم فنا ہو گئے تعمیر بدن میں رہکر
روح افزا جو ہوا حسن صباحت منظر — تزکیہ نفس کا ہے سیر چمن میں رہکر
اتحادی وہ تو جو تھی کسے ہوش رہا — ہم نئی شکل ہیں ملبوس کہن میں رہکر
وہ سراپائے تجلی جو ہوا صد رنگشا — صورت وجد ہوں شوق ہمہ تن میں رہکر
سیر آفاق میں انفس کی تجلی جو نہ تھی — کوئی موتی نہ ملا ہم کو عدن میں رہکر
ہم گلچیں نہ رہا بلبل کشمیر ہمیں — باغباں کے ہوئے منظور چمن میں رہکر
کیوں پریم ہنسی کا درجہ وہ پاتے آخر — بھگت جو لین ہوئے تیرے بھجن میں رہکر
طالب جلوہ دیدار ہوئے مدہوش — حسن آئینہ بنا ہے وہ چمن میں رہکر

مست دیرینہ خرابات مغاں کے ساقی
من لدن خم ہوا ظرف کہن میں رہکر

ستاتا کیوں ہے تیرا سوز غم داغ جگر بنکر — ہوا ہی جا گزیں کیوں دل میں نقش کالحجر بنکر
ہوائے شوق وسوز ہجر کیوں اے دل جلاتے ہیں — کبھی آتش بجاں ہو کر کبھی آہ سحر بنکر
سراسیمہ کیا ہے طالبان حسن شیدا کو — بلائے عشق کیوں پیچھے پڑی ہے درد سر بنکر
نگاہ بندہ پرور کی بھی کیا مسکیں نوازی ہے — ہوئے بالانشیں ہم خاکسار رہگذر بنکر
مآل اندیش ہے سالک تو ہو حسنات کا عامل — تجھے حسن عمل امین کرے زاد سفر بنکر
میری روشن ضمیری کا مفر معترف ہوتا — کبھی دیکھا نہیں ناصح اسے میری نظر بنکر
مضامیں نور آگیں کلک ہے پروین فشاں اپنا — مرصع ہو گئے اشعار سب سلک گوہر بنکر
فروغ شاہد برزخ جو ہے معمورہ دل میں — ہوا خورشید منزل عارفو اپنا ہی گھر بنکر
شب وعدہ کا ہم نعم البدل اسکو ہی سمجھیں گے — دکھایا صبحدم جلوہ ہمیں نور سحر بنکر

تماشا دیکھنے ہے ساقی مجذوب شیدا کا
نگار عشوہ پیکر آج کیوں حیرت نظر بنکر

دامِ دل ہے وہ حسنِ عالمگیر
اب کہاں عشق کو گریز گزیر

چھوڑ کر کوئے عشق جائیں کہاں
ہوگئی ہے یہہ خاک دامنگیر

خاک ہی ڈالوا گلی باتوں پر
نکرو میری خاک کی تشبیہ

اس کا دم خم نہیں کرشمہ ہے
دمِ اعجاز ہے دمِ شمشیر

ہدفِ تیرِ ناز ہم ہی ہوئے
دور تھے اُسکی زد سے ہم دو تیر

رابطہ ہو گیا ہے نسبت کا
نقش ہے دل پہ یار کی تصویر

کچھ عطا ہو ہمیں زکوۃِ حسن
آپ ہیں شاہِ حسن ہم ہیں فقیر

جامہ زیبی کو دیکھکر اُس کے
ہوگیا شوق پھر گریباں گیر

اپنا سینہ ہے مظہرِ اسرار
ہے یہہ فیضانِ ہمتِ رشِ پیر

محضرِ خون ہے شہیدوں کا
سرمۂ چشمِ یار کی تحریر

ساقی اپنے کلام دلکش ہیں
رنگ غالب کا ہے فصاحتِ میر

بہارِ باغِ رعنائی بنا وہ نو بہار آخر
گلِ باغِ مسرت ہو گیا ہجراں کا خار آخر

کرشمہ جذبِ قلبِ عاشقاں کا ہونیوالا ہے
تسلی یاب ہو جائے گی جانِ بیقرار آخر

یقینِ زندگانی میں فریبِ نقشِ فطرت ہے
اچنبہا ایک دن ہوگی حیاتِ مستعار آخر

پریشاں حالیٔ ہجراں سے ہوں آزادِ غم یارب
نہ جمعیتِ خاطر ہمارا انتشار آخر

سرورِ جلوہ مینا نے مفتوں کر لیا ساقی
ہمیں بے کیف کب رکھتا یہہ ذوقِ میگسار آخر

آگ جو دلمیں لگی ہے وہ بجھائیں کیونکر
اپنے بے مہر کو ہم راہ پہ لائیں کیونکر

دردِ پنہاں کا اثر اُسکو دکھائیں کیونکر
ہم یگانہ دلِ بیگانہ بنائیں کیونکر

جاگزیں دل میں جو تو الفتِ دیرینہ ہے
صفحۂ دل سے ترا نقش مٹائیں کیونکر

وہ کہیں عرضِ تمنا سے برآشفتہ نہو
تونے سو طرح سے بیدرد دکھایا ہم کو
عالمِ جذب میں معلوم یہہ ہوتا ہی نہیں

اپنی روداد کا ہم ذکر چلائیں کیونکر
محو ہو جائیں تری دل سے جفائیں کیونکر
اپنی ہو جاتی ہیں مقبول دعائیں کیونکر

ساقیِ جام طلب کوئی بھی داتا نہ ملا
رندِ مفلس درِ میخانہ پہ جائیں کیونکر

یہہ آنکھیں ملی ہیں فقیروں سے ملکر
طریقہ ہو اشربِ صلحِ کل کا
جواں بخت ہے اپنی پیرانہ سالی
ہوئے باریابِ بطونِ حرم ہم

شہیدوں سے روشن ضمیروں سے ملکر
یہہ دولت ملی ہے فقیروں سے ملکر
گذاری جوانی ہے پیروں سے ملکر
یہہ جادہ ملا ہے فقیروں سے ملکر

رہے ساقیِ مست جادو ترانہ
نوا شیفتہ ہمصفیروں سے ملکر

چشمِ بد دور ہوا اور ہی عالم گل پر
چہرۂ شوخ پہ گلخندہ نمایاں یہہ نہیں
عشوۂ ناز فسوں ساز نے دیوانہ کیا
ہو گیا بلبلِ کشمیر فدائے جلوہ

کیوں نہ قرباں ہو دلِ شیفتہ ہمدمِ گل پر
اشکِ حسرت ہے مرا قطرۂ شبنم گل پر
دیکھکر اہلِ نظر دیتے ہیں سب دم گل پر
ہے بہارِ چمنِ حسن کا عالم گل پر

شوخ دیدہ ہے بہت ساقیِ شیدا اگر و
تری دزدیدہ نظر رہتی ہے ہر دم گل پر

ہو جائے رسا کوئی اگر نالہ اثردار
حیرت نظرِ جلوہ ہوئے محو تماشا
ناکردہ گنہ گو ہیں نظر میں ترے مجرم
ہم کو تو کسی سے بھی سروکار نہیں ہے

آجائے وہ فی الفور مرادیں خبردار
ہیں شوق و رمِ عشق میں نیرنگ کے انوار
معروف جہاں ہیں تری الفت کے گنہگار
ہے اک نظرِ فیض توجہ تری درکار

اے سرو رواں تو جو خراماں ہے چمن میں
گر ذوقِ سخن ہے تو سُن اے نو گلِ رعنا
کب تم کو خبر ہے خبرِ رازِ جہاں کی

ہیں آپ سے باہر ترے وارفتۂ رفتار
آشفتہ نوا کے ہیں ترے تازہ یہ افکار
دل سوختۂ عشق ہوئے محرمِ اسرار

کس مست ادا شوخ نے سرمست کیا ہے
کھلتا ہی نہیں رنگ ترا ساقی سرشار

رہتا ہے کشیدہ ہی وہ دلدار دل آزار
ملتا ہی نہیں ہم سے کبھی یار دل آزار

ساقی ترا دلدادۂ دیدار ہوا ہے
کچھ تجھکو ترحم نہیں اے یار دل آزار

آشفتہ کیا یار نے صورت کو دکھا کر
سرگشتہ کیا رنگ فنا اور بقا کا
مجذوب جو سالک ہوئے سالک بھی ہیں مجذوب
جب عکس بنا شخص ہوا جلوۂ معکوس
حیرت کدۂ دہر ہے نیرنگِ تماشا
جو حسن کا جلوہ ہے وہی عشق کا نیرنگ
کیوں دل سے بھلایا ہمیں اے محوِ تغافل
وہ حسن کے گلزار میں ہے محوِ تماشا
جو شیفتہ تیرا ہوا اے گلِ رعنا
یک رنگ نہ تھے عام کے نیرنگ کے شیدا
بیگانہ ہوئے آپ ہوئے ہم جو یگانہ
واجب ہے تجھے طالبِ حق جانبِ حق ہو
یہ ساقی شوریدہ ہے پابندِ تعین

شوریدہ کیا حسن کا دیوانہ بنا کر
یہ حکم ہے طالب کو بگڑ اور بنا کر
نیرنگ دکھایا ہے رم و شوق ملا کر
پروانہ بنی شمع خود اپنے کو جلا کر
ششدر کیا ہستی کے طلسمات میں لا کر
دیوانہ بنایا ہے ہمیں ناچ نچا کر
ہم تیرے دعا گو ہیں کبھی یاد کیا کر
عشاق کی پیغامبری موجِ صبا کر
کیا اُس نے کیا عشق کے گلزار میں آ کر
بیرنگ کیا رنگِ حقیقت کو چڑھا کر
ہم آپ سے باہر ہوئے اپنے میں سما کر
جو فرض ہے تیرا اُسے تو دل سے ادا کر
آزاد بنا بند تو ہم سے چھڑا کر

جا سکتے نہیں ہم ترے کوچہ سے نکلکر ۔ بیٹھا دلِ مشتاق ہمارا ہے مچل کر
دم لینے دے بیدم ترے دل خستہ ہیں ہبدید ۔ آئے ہیں ترے پاس بہت دور سے چلکر
یہہ عشق کی منزل ہے بڑے اسمیں خطر ہیں ۔ عشاق کرو راہ کو طے خوب سنبھل کر
مشتاق لباسِ بشری میں ہوئے مجبور ۔ پوچھیں گے تری بزم میں صورت کو بدلکر

گر کچھ بھی نہیں پاس ترے ساقیِ قلاش
آزاد ہو خود زادِ سفر حسنِ عمل کر

حسنِ بہار دیکھا نسرین و نسترن پر ۔ کیا عکس جلوہ تیرا گلرو پڑا چمن پر
شیدا ہوئے ہیں جب سے اُس شوخِ گلبدن پر ۔ اے جذبِ عشق تیرا قبضہ ہے جان و تن پر
زلفِ خیال تونے کیسا کیا پریشاں ۔ ادراک کشمکش میں اُلجھا شکن شکن پر
صبرِ جمیل تیرا نیرنگِ بوالعجب ہے ۔ حیرت ہوئی ہے غالب اُس شوخ حیلہ فن پر
قاتل بھی آکے دیکھے اے کاش یہہ تماشا ۔ شانِ وفا کے گل ہیں مقتول کے کفن پر
بلبل صفیر تیری آہنگِ دلربا ہے ۔ گلفام سب ہیں شیدا نیرنگیٔ سخن پر

دیرینہ مست ہوں میں ساغر بدست ہو میں
ساقی لگی ہیں آنکھیں جامِ مئے کہن پر

ختم ہوتے ہی نہیں لیل و نہارِ انتظار ۔ بنگیا طولِ امل یہہ روزگارِ انتظار
قائم اللیلوں کا درجہ یادِ جاناں نے دیا ۔ ذاکر و شاغل جو ہے شب زندہ دارِ انتظار
اختیاری جبر سے آزاد کیوں مجبور ہوں ۔ اے عجب کیسا ہے جبر و اختیارِ انتظار
کیوں سراسیمہ نہوں واماندۂ شوقِ لقا ۔ یہہ روان فرساں سہے رنجِ بے شمارِ انتظار
بنگیا صبرِ جمیلِ عاشقاں خود فتحیاب ۔ استقامت ہوگئی مطلب برآرِ انتظار
کامیابی عاقبت تائیدِ غیبی سے ہوئی ۔ عاقبت محمود نکلا کامگارِ انتظار
وہ گلِ رعنا ملیگا ہے نویدِ جانفزا ۔ دلکشا منظر بنا باغ و بہارِ انتظار

ساقیؔ مشتاق کیوں مایوسِ نظارہ ہوا!
اے سراپا شوق اے امیدوارِ انتظار

ردیف زائے معجمہ (ز)

ادہر کو رُخ نہیں کرتا ہے کیوں وہ عشوہ طراز
فراقِ صبر شکن میں کنا زبان دراز

یہہ دم بخود ہیں کہ نالے بھی کر نہیں سکتے
جنوں فزائے تماشا ہے حیرتِ دمساز

تمہاری عشوہ ادائی ہے طرفہ رعنائی
نیاز کیش سے اتنا شکوۂ حسن کا ناز

کسی سے کہہ نہیں سکتے جو درد ہے دل میں
حریفِ رنگ نہ ہو جائے کوئی محرمِ راز

ہوا ہے صدمۂ ہجراں نفس گسل اے دوست
یہہ مر نہ جائے کہیں تیرا عاشقِ جانباز

وہ سینہ سوزیٔ الفت سے کشفِ عین ہوا
کبھی حجابِ نظر تھا جو رنگِ سوز کا ساز

دکھا رہے ہیں جہاں کو رہِ حقیقتِ حال
یہہ رہنمائے طریقت ہیں عاشقانِ مجاز

برہ فتادہ مسکین ہوا جو عرش آہنگ
ہوائے شوق میں ذوقِ نظر کی ہے پرواز

یہہ آرزو ہے کہ ہیں امتیازِ خاص کبھی
ہجومِ عام میں یا ہم ہوں مفتخر و ممتاز

سُنائے شعر جو اُس گل کو ہو گیا مفتوں
عجب یہہ بلبلِ کشمیر بھی ہے شعبدہ باز

امید باندھ کے آیا تھا بینوا ساقیؔ
عطائے فیضِ نظر کیوں نہیں غریب نواز

پلادے پیرِ مغاں ساغرِ خمار انگیز
سرور دلکو ہو آنکھوں میں نورِ طبع ہو تیز

نگاہ ہوش رُبا قامت اُس کا سروِ سہی
خرام فتنہ ادا و امِ حسن دل آویز

تمہارا حسنِ ملائک فریب ہے نیرنگ
تمہاری شوخیٔ انداز ہیں ہزار انگیز

تمہارے کوچے سے آتی ہے یہہ نسیمِ مراد
ہوئی ہے بادِ صبا مشک بیز عطر آمیز

ملا ہے باغ میں ہمکو وہ شاہدِ سرمست
شرابِ ناب سے اب کس روش میں ہو پرہیز

گھر ہے قلب میں اب آنکر ہمارا دل
کسی طرف کسی رخ کو نہیں ہے راہِ گریز

بہار آتے ہی سرمست ہو گئے میکش
ہر ایک ہاتھ میں ساقی ہے ساغرِ لبریز

دوست دشمن میں نہیں اے شوخ رنگِ امتیاز
یہہ انوکھا رنگ تیرا ہو گیا اے دلنواز

ہم گریباں چاک ہیں اس نوبہارِ ناز کے
ناز تجھکو کیوں نہو اے دورِ دامانِ دراز

دل ملا دلدار سے یکجاں و وقالب ہو گئے
ہے یہہ نیرنگِ کرشمہ عالمِ راز و نیاز

جلوہ گاہِ حسنِ معنی کیوں نہو قلبِ شہید
رہبرِ راہِ حقیقت ہو گیا عشقِ مجاز

ہے رمِ نقشِ تو ہم یہہ تگاپوئے خیال
کیوں پریشاں کر رہا ہے ہمکو شوقِ ہرزہ تاز

نقش حیرت جلوہ کیسے عالمِ تلویں کے ہیں
بو العجب نیرنگ سازی ہے تری آئینہ ساز

کب مجالِ دم زدن ہے بندگی بیچارگی
تیری رحمت کے سوا کوئی نہیں ہے چارہ ساز

نیم جانوں کی طرف رخ کیوں نہو اے نازِ مست
ہو گئی تری فسونگر شوخ چشم نیمباز

عرضِ حالِ دل ہو کس صورت سے کس تقریب سے
اس طرف رخ ہے نہیں کرتا ہمارا محوِ ناز

سرفروشانِ محبت کا بھی کیا اسلوب ہے
نقدِ جان و دل سے یہہ مشتاق دیتے ہیں نیاز

مشربِ عشاق میں صورت پرستی کا ہے حکم
رہ نوردانِ طریقت ہے بہر صورت جواز

شوخِ رعنا جلوہ تو کس رنگ سے بدظن ہوا
ساقیِ شوریدہ سر تیرا ہے رندِ پاکباز

وہ باغ میں ہے جلوہ نما انجمنِ ناز
ہے زینتِ گلشن وہ بہارِ چمنِ ناز

رم شیوہ وہ بے شوق ہمیں شوقِ تجلی
یکرنگ وہ ہوتا ہی نہیں حیلہ فنِ ناز

مشتاقِ شہادت ہیں شہیدانِ محبت
کیا باعثِ تاخیر ہے ناوک فگنِ ناز

میں جسم ہوں تو جان ہے یہہ تفرقہ کیا ہے
اے روحِ روانِ من و اے جان و تنِ ناز

کہتے ہیں ہمیں ناز سے وہ بلبلِ گویا
دلچسپ ہے یہہ رنگِ ادائے سخنِ ناز

اُس شوخ شکر لب کے جو مشتاق ہوئے ہیں
ساقیؔ بھی ہیں شوریدۂ شیرینیٔ حسنِ ناز

جانثاروں سے تمہیں ہے رنجشِ بیجا ہنوز
چشمِ میگوں نے تری گردش جو کی اے مستِ ناز
سر بسر ہے سودا اُس میں عشق کا سودا ہے یہ
اشتیاقِ دید میں عشاق ہیں سب نیمجان

عاشقِ دلدادہ تیرے ہم نہیں گویا ہنوز
شورشِ افگن ہو رہے ہیں ساغر و مینا ہنوز
کیوں خیالِ غیر کا جاتا نہیں سودا ہنوز
لن ترانی کا ہے شیدا شوخِ بے پروا ہنوز

ہمتو ساقیؔ محو ہیں اُس گلبدن کے عشق میں
دیکھتا بھی تو نہیں ہے وہ گلِ رعنا ہنوز

آستانِ پیرِ مغاں کا ہے جہاں ہیں ممتاز
حسن کا عشق سے بہر دم نہیں اک راز و نیاز
عمر کوتاہ رہِ عشق ہے دشوار گذار
خود نما حسن پہ اُس شوخ کو سو ناز ہوئے
حسن اور عشق کا نیرنگ بھی اک شعبدہ ہے
جان و جانان کا ہے میدانِ تعشق میں نبرد
سینہ بریاں جو ہوئے جلوۂ دیدار ہوا
عشقِ پنہاں کو بہت دل میں چھپایا ہمنے
طاقِ ابروِ صنم سجدہ گہِ عشق ہوا
پاسِ انفاس بنا جادۂ صوتِ سرمد
شخص کا عکس ہوا آئینۂ قلب کا نور
عشق کے سوختہ جانوں کو نہ چھیڑا ہے واعظ
سوزِ قلبی سے ہوا کیف میں وجدان کا ذوق

رندِ سرمست جو ہیں اُن کا ہے سرمایۂ ناز
جانِ جاناں ہے وہ دم جسمیں ہو دیدار کو ناز
کیا غم و پیچ میں طے کرنی ہے یہ راہِ دراز
ناز بردار ہوئے آپ جو یہ اہلِ نیاز
کبھی دیدار کو ناز اور کبھی دلدار کو ناز
گھات میں دل کی لگی ہے صفِ مژگانِ دراز
دل نہیں سنگ ہے وہ جسمیں نہیں سوز و گداز
پردہ در ہو گئے آخر یہ سرشکِ غماز
ہوئی عشاق کی بیت الحرمِ دل میں نماز
رہنمائے دلِ سالک ہے جرس کی آواز
پاک طینت کے لئے عینِ حقیقت ہے مجاز
سینہ بریاں جو ہوئے اُن کو ہے ہر سوز میں ساز
تارہائے رگِ جاں سے جو بجا عشق کا ساز

خود نمائوں کا بھی نیرنگ ہے کیسا رنگین
سا وہ رنگوں پہ چڑھاتے ہیں عجب رو غن قاز

جذبہ و سکر کہیں اور کہیں غیبت و حضور
یہہ رہِ عشق ہے آتا ہے نشیب اور فراز

صحو سے محو ہوا محو ہیں پھر صحو ہوا
جس نے دیکھا یہہ تماشا وہ ہوا محرم راز

ہند کے خاک بسر اپنے ہوئے رنگ میں مست
ہند کے رند نجائینگے سوئے روم و حجاز

دم کی یہہ آمد و شد بھی ہے کوئی دم ساقی
دمبدم دوست سے ہمدم ہو یہہ دم ہو دمساز

عشوہ انگیز ہے وہ آج فسوں پیکرِ ناز
جلوہ شیدا ہیں نثار رخِ جان پرورِ ناز

جذبۂ ہوش ربا ہے نگہ شوق فزا
فتنہ ساماں ہے مرا شوخ ادا محشرِ ناز

واہ وا طالعِ فرخندہ زہے دورِ نشاط
اپنا دمساز ہوا ہے وہ کرم گسترِ ناز

ساقی زار ہے مشتاق تجلے تیرا
اے فروغِ دل و جاں ماہ لقا مظہرِ ناز

ردیفِ سین (س)

کیا ہے قسمت ناساز نے اسیرِ قفس
کوئی بھی شوق سے ہوتا ہے راہگیرِ قفس

ہے ہیں نالۂ جانسوز ہمصفیرِ قفس
یہہ دردمند ہمارے ہوئے مشیرِ قفس

شگفتہ دل ہو کہاں عندلیبِ خستہ جگر
فراقِ جلوۂ گل بن گیا ہے تیرِ قفس

یہہ ناگوار تصرف ہے بلبلِ دل کو
نہیں ہے بندِ بلا کوئی ہم نظیرِ قفس

کسے ہو مدِ نظر رنگِ شیوۂ رنگیں
جنوں ادا جو ہوا دردِ ناگزیرِ قفس

ہوا ہے نالۂ جانسوز سے وہ گل برہم
گلِ مراد ہوں کیا شیون و صفیرِ قفس

ہوئی ہے شکلِ بشارت ادائے صبرِ جمیل
سکون شکیب مرا بن گیا بشیرِ قفس

یہہ قیدِ محض سفر در وطن سمجھتے ہیں
دلیلِ راہ بنا شوقِ دلپذیرِ قفس

وہ ماہ جلوہ ہمارے ہے روبرو ہر دم
یہہ سنگلاخ زمین کسطرح ہو جادہ وا

فروغِ رابطۂ دل ہے منیرِ قفس
ہوئی ہے طبع رواں کس لئے اسیرِ قفس

ہوائے نغمۂ دلکش ہو گیا ہمیں ساقی
نکل کے دام سے ہم ہو گئے اسیرِ قفس

گردیدۂ باطن سے ہے راغِ پرِ طاؤس
یہہ زینتِ تاج سرِ قدوس ہوا ہے
جو نالۂ بلبل ہے وہی سوزشِ قمری
نقشِ قدمِ راہنما جب ہو نمایاں

لختِ دلِ عشاق ہے داغِ پرِ طاؤس
ہو عرش پہ کیونکر نہ دماغِ پرِ طاؤس
نیرنگ ہے ہر رنگ میں باغِ پرِ طاؤس
طیرانِ طریقت ہوا یاغِ پرِ طاؤس

ہے ساقیٔ شوریدہ ترا طالبِ دیدار
ہاں جلوہ ہوا ہے نورِ چراغِ پرِ طاؤس

کھلتا ہی نہیں کون و مکانِ پرِ طاؤس
عشاق نہیں کرتے بیانِ پرِ طاؤس
سب طاق ہوئی طاقتِ پروازِ تصور
جب آپ سے ماہر ہو بشر کشف ہو معنی
عشاق جو ہیں طالبِ اسرار ہو ہیت

ادراک ہو گیا دورِ زمانِ پرِ طاؤس
ہے کنزِ خفی رازِ نہانِ پرِ طاؤس
طیراں سے ہے باہر طیرانِ پرِ طاؤس
نیرنگ تجبر ہے زبانِ پرِ طاؤس
ہیں دیدۂ حیرت نگرانِ پرِ طاؤس

نورِ نظرِ فیض ابوالوقت سے ساقی
ہو جلوہ نما جانِ جہانِ پرِ طاؤس

عشاق ہوئے محرمِ رازِ پرِ طاؤس
کوتاہ مکانی ہے درازیٔ زبان میں
حقا ہے یہی مردمکِ چشمِ تحیر
نیرنگ تجلی کا دکھا دیتا ہے جلوہ

وہ جانتے ہیں راز و نیازِ پرِ طاؤس
کوتاہ جو ہے راہِ درازِ پرِ طاؤس
منظور جو ہے دیدۂ بازِ پرِ طاؤس
نورِ نظرِ شعبدہ بازِ پرِ طاؤس

آہنگ ہے نیرنگ کی یہ زمزمہ ساقی
در پردہ جو ہے جنبشِ سازِ پرِ طاؤس

آنکھوں میں ہے وہ نقش و نگارِ پرِ طاؤس
ہم شیفتہ ہیں بلبلِ زارِ پرِ طاؤس

گلزارِ ارم کچھ بھی نہیں اپنی نظر میں
دیکھی ہے جو وہ تازہ بہارِ پرِ طاؤس

قدّوس کی اے کاش نظرِ لطف کی ہو جائے
جانباز بھی ہو جائیں نثارِ پرِ طاؤس

ہاں جلوہ ہوا ہے مظہرِ انوارِ تجلی
طالب ہیں تیرے راہ سپارِ پرِ طاؤس

یہ نالۂ دل زمزمہ نے کی ہے آتش
ہیں سوختہ جاں سینہ فگارِ پرِ طاؤس

اس طوطیِ جاں پر جو پڑا شخص کا ہے عکس
ساقی بھی ہوئے آئینہ دارِ پرِ طاؤس

جو فرد ہوئے واقفِ حالِ پرِ طاؤس
ہے پیشِ نظر اُن کے مثالِ پرِ طاؤس

تشبیہ ہے تنزیہ بہ تنزیہ میں تشبیہ
یکساں ہے جلال اور جمالِ پرِ طاؤس

قدّوس کے مظہر سے پتہ ہم کو لگا ہے
اس جلوہ سے آیا ہے خیالِ پرِ طاؤس

ہے محو میں جو صحو تماشائے نظر ہے
آشفتہ ہوئے محوِ جمالِ پرِ طاؤس

انسانِ مکمل ہی سمجھ سکتا ہے یہ راز
تکمیلِ تعرّف ہے کمالِ پرِ طاؤس

ہاں ساقی سرگشتہ زباں روک لے اپنی
مرموز ہے یہ قال و مقالِ پرِ طاؤس

کیوں نہ ہوں اب خرم و خنداں اسیرانِ قفس
فصلِ گل میں چھوٹتا ہے آج زندانِ قفس

رشک ہم چشماں نہیں رنجِ فراواں سو تو ہو
ایک حصارِ عافیت ہے کنجِ اخزانِ قفس

ہمصفیروں اپنا اندازِ جنوں جاتا نہیں
موجِ رم کا ہے تماشہ رنگِ جولانِ قفس

پردۂ روئے قفس میں ہے جفا آئینِ وفا
دم خفا اے دل نہ ہو دم کش ہو زندانِ قفس

کامرانی کی کوئی صورت نظر آتی نہیں
سنگیے ہیں شوق و ارماں شکلِ حرمانِ قفس

صحن گلشن میں قفس گلرو نے آویزاں کیا
دیکھتا ہے شوق سے وہ عشوہ گر شانِ قفس

دیکھکر بلبل تجھے خنداں ہے وہ گل پیرہن
اب نہو افسردہ دل اے گل بدامانِ قفس

خوابِ آلودہ نہو کام آیگا صبرِ جمیل
محو ہوگا دل سے یہہ خوابِ پریشانِ قفس

کیوں ہے ممنوں قفس اے مخلص بند بلا
ہو گئی تائیدِ غیبی کیا ہے احسانِ قفس

صحبتِ یاراں ہم موطن سے دور افتادہ ہیں
ہو کہیں صبح وطن شامِ غریبانِ قفس

بلبلِ کشمیر کے ہیں نالۂ درد آفریں
شوق مائل ہو کے سن لو ہمصفیرانِ قفس

کس روش بے مہری صیاد کے شاکی نہوں
اُس نے کیوں سمجھا ہے ساقی ہمکو شایانِ قفس

دکھایا جلوۂ دیدار آج بنکے عروس
ہزار شکر ہوئے آپ ہم سے بھی مانوس

عدو کو ساتھ لیا بس یہی کیا اندھیر
ہوا ہے جلوہ مگر ہے تجلی معکوس

کبھی تو بھول بھٹک کر ادہر نکل آؤ
کیا ہے ہجرِ دوامی میں کیوں ہمیں محبوس

خیال آپ کا ہر دم جو ہے سراغ رساں
بنا ہے قلب شہیدوں کا آپ کا جاسوس

خبر نہیں اثرِ جذب کی ہنوز اُنہیں
غلط خیال ہے ساقی یہہ دلربا محسوس

وہ باغ باغ ہوا دیکھکر گلِ نورس
ہوئی جو بلبلِ شیدا اسیرِ کنجِ قفس

خوشا نصیب ہوا محتسب بھی بادہ فروش
ہوا ہے نشہ دوبالا گیا جو ہم عسس

کریم آپ تھے اب کیوں ہوا ہے بخل پسند
نہیں وہ لطف و کرم ایسے کیوں ہوئے جز رس

ہوا ہے شوقِ تماشا چلے ہیں بن ٹھن کر
کھڑے ہیں طالبِ دیدار بھی لبِ سرِ کس

ترا خیال جو ہمدم ہوا ہے صبح و مسا
ہر ایک دم کو بنایا ہے اُس نے صبحِ نفس

نویدِ وصل سُنی ہے زبانِ قاصد سے
پھڑک رہی ہے خوشی سے ہماری اک اک نس

ہے جن کا شیوہ توکل وہ بے نیاز ہوئے
نہ کوئی اُن کو تمنا نہ کوئی شوق و ہوس

جہاں میں آئے جو ہو تم کسی کے کام آؤ — تمہارا نام رہے کچھ تو جاؤ لیکن جس
جو اہلِ وضع ہیں ملتے ہیں وضعداروں سے — خلافِ وضع سمجھتے ہیں صحبتِ ناکس
نکل کے جائیں کہاں اب ترے اسیرِ خیال — ہمارا کلبۂ احزان ہمیں ہوا محبس

زکوٰۃِ حسن عطا کیجیے بینواؤں کو
تمہارا ساقیِ شیدا ہے سائلِ مسکیں

ردیف شین (ش)

فروغِ رنگِ بطوں کیوں نہ ہو نوائے سروش — حضورِ قلب میں ہم نے سنی ندائے سروش
طلسمِ ہوش رہا ہے ادائے جلوۂ راز — فسونِ ذوقِ تماشا ہے ماجرائے سروش
ہمارا آئینۂ قلب ہو صفا منزل — اگر ہو پیشِ نظر روئے خوش لقائے سروش
جو اہلِ دل ہیں وہ کیفِ حضور رکھتے ہیں — سرورِ جامِ تجلی سے ہوتی ادائے سروش
بنا مشاہدۂ ذات رابطۂ اپنا — وقوفِ قلب کی تنویر ہے عطائے سروش
کیا ہے محرمِ اسرارِ غیب دم بھر میں — دلِ شکستہ ہمارا ہوا فدائے سروش
جو زندہ دل ہیں وہ آگاہِ کنزِ مخفی ہیں — نقابِ وہم کی روکش ہوئی ضیائے سروش
کیا ہے اہلِ نظر ہم کو صورتِ سرمد نے — دلیلِ راہ بنی طالبو صدائے سروش

ہوا ہے ساقیِ آشفتہ دل بھی مائلِ شوق
خرد فریب ہے طرزِ رمِ آشنائے سروش

ردیف صاد

تم نے دیکھا ہی نہیں ہے وہ نظامِ مخصوص — کوئے جاناں میں ہمارا ہے قیامِ مخصوص
مجتمع آج ہیں یارانِ سرِ پل سارے — خلوتِ خاص میں ہے مجمعِ عامِ مخصوص

جلسۂ عام میں وقت نہیں ہوتی اُس کو
جو سمجھتے ہیں اشاروں میں کلامِ مخصوص

دلِ غمدیدہ ہوا ہے ہم صد گونہ نشاط
آج آیا ہے جو دلبر کا پیامِ مخصوص

وہ مرا صبح نفس مخلص یکرنگ ہوا
اب نہ وہ صبح مقرر ہے نہ شامِ مخصوص

خوب اعزاز گرفتارِ محبت کا ہوا
اُن کو ہے مدِ نظر قیدِ دوامِ مخصوص

عام سے خاص کی تمیز ہوا کرتی ہے
ہو گیا نوکِ زباں شوخ کو نامِ مخصوص

نقص یہہ وضع کا ہو جائے گا داغِ عصمت
کیوں وہ شب گرد ہوا ماہ تمامِ مخصوص

رازداں جو ہیں سمجھتے ہیں وہ یہہ راز و نیاز
گفتگو خاص سے ہوتا ہے کلامِ مخصوص

ہے تیرا بلبلِ کشمیر یگانہ میکش
عام ہوتا ہی نہیں شربِ دوامِ مخصوص

ردیف طائے مہملہ (ط)

عشوۂ پیکرِ یار کا آیا ہے خط
دلبرِ عیار کا آیا ہے خط

سحرِ بنگالہ کا افسوں دیکھئے
موہنی سرکار کا آیا ہے خط

نامہ بر سے حکمتاً انکار تھا
وصل کے اقرار کا آیا ہے خط

انتظارِ یاس سے مضطر نہ ہو
اے دلِ امیدوار آیا ہے خط

سبزۂ بیگانہ ہے رنگِ بہار
صورتِ خطِ غبار آیا ہے خط

بلبلِ کشمیر کہتا تھا وہ گل
طالبِ دیدار کا آیا ہے خط

شاہدِ مینوش نے ہنسکر کہا
ساقیِ میخوار کا آیا ہے خط

بعد رنجِ بیشمار آیا ہے خط
دافعِ صد انتظار آیا ہے خط

صبحدم آئے گا وہ خورشید رو
اے دلِ شب زندہ دار آیا ہے خط

منکشف بے ربطیٔ عنواں سے ہی
ہمنفس ناسازگار آیا ہے خط

مدعا اپنا بنا باغ و بہار
یہہ خطِ گلزار میں آیا ہے خط

ساقیِ سرمست ہیں مستِ طرب
دلکشا پیغامِ یار آیا ہے خط

ردیف غین معجمہ (غ)

حسنِ فروغِ عشق۔ دلِ خستہ تن کا داغ
مہتاب ہے یہہ حسرتِ نسرین بدن کا داغ

ہم سینہ داغِ شیوۂ تسلیم جب ہوئے
مٹتا ہے کب یہہ الفتِ گل پیرہن کا داغ

قلبِ شہیدِ غیرتِ گلزار کیوں نہو
نقشِ وفا ہے دلبرِ ناوک فگن کا داغ

حسنِ بیانِ طرزِ تکلم بہارِ عیش
رنگِ شکستِ عہدِ وفا ہے سخن کا داغ

افسردہ کن ہے رنگِ جفائے خزانِ غم
ہے سینہ کاو کیفِ بہارِ چمن کا داغ

خلوت در انجمن میں تماشائے راز ہے
داغِ وفا یہاں نہیں پیمان شکن کا داغ

یہہ جدتِ خیال یہہ رعنائی بیاں
کس کو نہیں ہے رشکِ ریاضِ سخن کا داغ

پیرِ مغاں کا لطفِ نمایاں جو ہو گیا
نقشِ مرادِ ساقیِ توبہ شکن کا داغ

کیا ذو فنوں ہے شعبدہ گرِ سحر فن کا داغ
یہہ بوالعجب حریف ملا گلبدن کا داغ

کیا رنگِ اتحاد رہے حسن و عشق میں
ہے انقلابِ ہجر سپہرِ کہن کا داغ

دلگیرِ عشقِ حسنِ صباحت نے کر دیا
جانکاہ کیوں ہے ماہرخِ سیمتن کا داغ

حلقے میں رنگِ کیف نمایاں نہیں ہوا
ہے سینہ سوزِ ساقیِ پیمان شکن کا داغ

ردیف قاف (ق)

کرم نمائے تملق نہیں ہے یارِ شفیق
شہیدِ شوق ہے میرا دلِ فگارِ حریق

بنے گا کون شریکِ نوردِ نالۂ غم
یہہ داغِ سوزِ محبت ہے اک رفیقِ طریق

وہ ہم خیال نہیں روشناسِ کیفیت
ہوا تصورِ تصدیق سے، ہمیں تحقیق

کیا ہے منقبض لطفِ کیفِ بادۂ ناب
کہاں وہ حلقۂ یاراں وہ دورِ جامِ رحیق

فراقِ یار کا پردہ تھا شاہدِ مقصود
یہ کیوں حجابِ نمایاں ہے وصل کی تفریق

کہاں یہہ کاوشِ ہجراں ہو بلبلِ کشمیر
وہ کارساز مرے گل کو دے اگر توفیق

جو آشنائے وفا تھا شہیدِ تیغِ جفا
سنا ہے آج وہ رحمت کا ہو گیا ہی غریق

نہ تھی یہہ شرط محبت قرارِ دادِ وداد
جفا طراز ہوا کیوں مرا رفیقِ شفیق

یہہ کیا کرشمۂ الفت ہے مہربانِ خلیق
کہ فصل وصل کا کوئی بھی وا ہوا نہ طریق

دلِ گداختہ ساقی سرشکِ خوں آلود
ہوائے خندہ ساغر فراقِ جامِ عقیق

پھر جذبِ جنوں رم میں ہیں زنجیر کے مشتاق
دیوانے ترے آپ ہیں تقدیر کے مشتاق

وہ آج ہوئے جذب کی تاثیر کے مشتاق
وجدانِ لقا شوقِ عنانگیر کے مشتاق

اُٹھتا ہی نہیں پردہ اسرارِ خموشی
یہہ طالبِ دیدار ہیں تقریر کے مشتاق

وہ مہر فراموش جو روپوش ہوا ہے
اُس شاہدِ رعنا کی ہیں تصویر کے مشتاق

ہم معتقدِ مصحفِ رخ دل سے ہوئے ہیں
کم ظرف ہوا کرتے ہیں تفسیر کے مشتاق

اے سوزِ جگر کوئی تماشہ تو دکھا دے
یہہ نالۂ جانسوز ہیں تاثیر کے مشتاق

اس شعبدہ فن نے ہے عجب دام بچھایا
آزاد بھی ہیں زلفِ گرہگیر کے مشتاق

ہم تشنہ لبِ ذوقِ تمنا ہیں کہاں جائیں
مدت سے ہیں آبِ دمِ شمشیر کے مشتاق

جو صاحبِ تمکیں ہیں وہی ہیں متوکّل
ہوتے ہی نہیں وہ کبھی اکسیر کے مشتاق

در پردہ نہیں خوب ترا حسنِ تجلّے
اے مظہرِ انوار ہیں تنویر کے مشتاق

خلوت کدۂ راز کے جو گوشہ نشیں ہیں
وہ کیا ہوں ملاقاتِ مشاہیر کے مشتاق

ہے پیرِ مغاں فیضِ کرم شہرۂ آفاق
ہم بھی ہیں ترے جامِ جہانگیر کے مشتاق

مجذوب جو ہیں طرزِ نو آئیں کے ہیں سالک
گو شیوۂ غالب سخنِ میر کے مشتاق

وہ راہنما عارفِ معروف ہمارے
ہم سالکِ دیرینہ ہیں رہِش پیر کے مشتاق

دیکھا ہی نہیں وہ چمنِ روکشِ جنت
ہم شیفتہ ہیں گلشنِ کشمیر کے مشتاق

دیکھا اثرِ قلب کا اعجازِ نمایاں
گلفام ہیں سب بلبلِ کشمیر کے مشتاق

ہم پیرِ خرابات کے ہیں مست قلندر
اے ساقیِ رعنا نہیں تاخیر کے مشتاق

اے خوشا طالع ہوئے جو خاکسارِ اہلِ عشق
ہو گئے مقبولِ حق خدمت گذارِ اہلِ عشق

عاقبت محمود ہیں دلشاد ہیں آزاد ہیں
مل گئی جن کو جہاں میں زینہارِ اہلِ عشق

کامیاب و کامراں ہیں بختیار و بامراد
یاوریِ بخت سے ہوتے ہیں یارِ اہلِ عشق

کارسازِ خلق ہیں خود کام و خود مطلب نہیں
بے نیاز و بے غرض ہیں کامگارِ اہلِ عشق

دیکھتے ہیں عشق کا جلوہ سوادِ دیل میں
رشکِ مہر و ماہ ہیں شب زندہ دارِ اہلِ عشق

یکہ تاز و رہسپارِ جادۂ تنزیہ ہیں
کیسے چابکدست ہیں یہ شہسوارِ اہلِ عشق

بارگاہِ قدس میں ہو جائینگے وہ باریاب
ہو گئے دنیا میں جو دربار دارِ اہلِ عشق

فیضِ صحبت کا نہیں گو لطف ہوتا ہے نصیب
جو عقیدت سے ہوئے ہیں دو سندارِ اہلِ عشق

پاسبان ہر حال میں اُن کا خدائے پاک ہے
رکھتے ہیں پاسِ ادب یہ جاں نثارِ اہلِ عشق

اہلِ باطن کیوں نہ ہوں دل سے ہمارے شیفتہ
ہم بھی ہیں ساقی جہاں میں یادگارِ اہلِ عشق

کوئی ملتا ہی نہیں ہے ہمدم و ہمرازِ عشق
سینہ بریاں دم بخود ہیں گرمِ سوزِ سازِ عشق

بے نیازی تیرا شیوہ ہو گیا اے محو ناز
ناز برداروں پہ نازاں ہے سراپا نازِ عشق

امتیازِ رنگ تجھکو ہو اگر اے دلربا
یہہ تیرے شوریدہ سر کیونکر نہوں ممتازِ عشق

جذبۂ دل ہو گیا عشاق کا معجز نما
ہو گئے مشتاقِ جلوہ صاحبِ اعجازِ عشق

وہ گلِ رعنا ہی آخر ہو گیا مشتاقِ شوق
نالۂ بلبل میں دیکھی شورشِ اندازِ عشق

ہے عروجِ حسن تیرا کیوں نہو پروازِ شوق
تیرے شوریدہ بھی گلرو ہیں نواپردازِ عشق

ابتدائے عشق میں ہی انتہائے جور ہے
ساقیِ شیدا کو ہے انجام یہہ آغازِ عشق

ہمارا شیفتہ دل بن گیا ہے مظہرِ شوق
نگاہِ جلوہ تماشا ہوئی جوہرِ شوق

ہوا ہے رنگِ اثر جذبِ شوقِ بلبل میں
وہ نو بہارِ چمن ہے فروغِ منظرِ شوق

ہوئے ہیں محو ہم آغوشیِ خیال میں ہم
وہ رم شعار تصور میں ہے فسونگرِ شوق

شگفتہ دل دمِ بسمل کہاں ہے قلبِ شہید
وہ محوِ موجِ رمِ ناز ہے فسونگرِ شوق

تجلیِ رخِ دلدار میں ہے جذب کا رنگ
سلوکِ جذبِ محبت میں ہے قلندرِ شوق

ہوا ہے جلوۂ صورت کے شوق میں جو شہید
سبیلِ عشق میں منصور ہے مظفرِ شوق

بہارِ عشق ہے یہہ جلوۂ بہارِ سخن
نگاہِ شوق سے دیکھو ہمارا دفترِ شوق

ہوا بلند خیالوں کو ارتقا کا خیال
اڑینگے بامِ فلک تک لگا کے شہپرِ شوق

بنیں گے ساحرِ جادو نوا سے شوق یہہ تہا
کیا ہے ذوقِ تماشا نے کیوں سبکسرِ شوق

کیا ہے ساقیِ رنگیں نوا کو آشفتہ
نوائے بلبلِ شیدا ہوئی نواگرِ شوق

بنوا ہیں مخزنِ اسرار ہے یہہ کہنہ دلق
وصلِ عریاں ہو گیا ستار ہے یہہ کہنہ دلق

سینہ سوزاں ہمارا مطلعِ انوار ہے
سوزِ دل سے مطلعِ انوار ہے یہہ کہنہ دلق

اپنے کشکولِ گدائی میں عجب نیرنگ ہیں
ہم ہیں رند بوالعجب گلزار ہے یہہ کہنہ دلق

طیر و سیرِ عشق میں ہے عندلیبِ باغِ اُنس
ہے تماشا طائرِ طیار ہے یہہ کہنہ دلق

انفس و آفاق کے اسرار کا جلوہ بنی
رفتہ رفتہ کاشفِ اسرار ہے یہہ کہنہ دلق

اے خوشا تقدیر ساقی نور کی تقسیم ہے
بختِ فرخ قاسمِ انوار ہے یہہ کہنہ دلق

اس شوخِ رم شعار سے کہتا سلامِ شوق
قاصد یہی ہے آج ہمارا پیامِ شوق

تائیدِ غیب طالعِ فرخندہ کی مدد
وہ عشوہ سنج آج ہوا ہمکلامِ شوق

قاصد کیا ہے عہد جو ایفائے عہد کا
صبحِ امیدِ وصل ہوئی اپنی شامِ شوق

کیا متصل ہو یار تلون ہے طبع میں
یہہ دیر پا کہاں ہے تمہارا قیامِ شوق

بدنظر جو ہے وہ ہمیں آشکارہ ہو
اے جذبِ دلنواز مدار المہامِ شوق

مجذوبِ اشتیاق ہیں مستِ مئے جمال
روزِ نخست سے ہے یہہ شُرب مدامِ شوق

بیراہ جا رہا ہے تجھے کچھ خبر نہیں
کس پھیر میں پڑا ہے تنا ہرزہ گامِ عشق

اس کیفِ ذوق و شوق میں تصویر یار ہے
فرخ سروش نے یہہ دیا ہے پیامِ شوق

توفیق کا ہے فیض نگاہِ دلیلِ راہ
ہم کو ملا ہے غیب سے کاس الکرامِ شوق

ساقی وہ دیکھ شاہد مینوش آ گیا
لبریز ہے یہہ شائقِ نظارہ جامِ شوق

مشتاق جلوہ شاد ہوئے لے جنونِ شوق
موجِ رمِ خیال ہوئی رہنمونِ شوق

دلبر نہیں ہے محرمِ رازِ درونِ شوق
نیرنگِ عشق کچھ تو دکھا اے فسونِ شوق

بیرخ وہ ناز شیوہ ہے تحریکِ غیر سے
امید یاس خیر ہے اپنا سکونِ شوق

ہے عرش پر دماغ کسی خود پسند کا
کیوں رنگِ انتظار ہے کیا سرنگونِ شوق

ناسازگار وعدۂ صبر آزما ہوا
اے ضبطِ ناشکیب کہاں وہ جنونِ شوق

عہدِ وصال ہجر میں ایک خواب ہو گیا
گذرے ہیں انتظار میں کتنے قرونِ شوق

ہم کیوں شہیدِ حیرتِ دیدارِ یار ہیں
ہو سرنوشتِ غیر خدایا یہ خونِ شوق

شوریدہ گانِ حسنِ لقا اہلِ جذب ہیں
کیفِ خیالِ یار ہے وحشت فزونِ شوق

تمیزِ عین و غین کہاں انتظار میں
ہدِ نظر بنا ہے وہ عین العیونِ شوق

تمکین و پاسِ وضع سے بیگانہ ہو گیا
اے سادہ لوحِ عشق ہوا کیا حرونِ شوق

ذوقِ جنوں خرام کہاں خود گرفتہ ہو
یکرنگ ہو گئے ہیں ظہور و بطونِ شوق

انگیزِ شوق ورم میں ہے آمیزِ کیف و کم
نیرنگیٔ نگار ہے چون و چگونِ شوق

ساقی ترانہ سنج ہے اُس گل کے روبرو
اے اشتیاقِ جلوہ بجا ارغنونِ شوق

ردیف کاف (ک)

نہیں ہے سوزِ دروں کشف ہو تجھے کیا خاک
نہ آہِ سردِ سحر ہے نہ دیدۂ نمناک

کیا ہے جذبۂ سوزش نے اُن کو آشفتہ
ہوئے ہیں دشتِ نورد اب ترے گریباں چاک

وہ رمِ شعار دکھاتا نہیں ہمیں جلوہ
وہ محوِ شوق ہمیں دیکھ کر ہوا چالاک

وہ بیقیاس ہے کس طرح سے قیاس میں آئے
قیاس و وہم تحیر میں دنگ ہے ادراک

لٹک رہے ہیں جو دستارِ شیخ کے دو پیچ
وہ پار پیچ سے ہے اپنے زعم میں ضحاک

فراقِ یار نحوست کا دورِ دورہ ہے
ہوئی ہے گردشِ تقدیر گردشِ افلاک

ہوئے جو اہلِ نظر اُن کو شوقِ جلوہ ہے
نقوشِ رنگ نظر میں ہوئے خس و خاشاک

لگاؤ جنکو نہیں کچھ بھی لوثِ دنیا کا
وہی ہیں فردِ تجرد سرشت اُنکی ہے پاک

شراب خانے میں شور و نشور کرتے ہیں
ہوئے یہ رندِ مغاں شیوہ اب بڑے بیباک

بقا کسی کو نہیں ہے جہانِ فانی میں
عدم وجود ہے ساقی جہانِ تیرہ مغاک

آرام دو جہاں کے ہیں جسکی نظر میں خاک
آرام جان اُسی کا ہوا ہے خدا ہے پاک

اے رشکِ مہر ہجر میں کرتا ہے کیوں ہلاک
عشاق تیرے عشق میں جلکر ہوئے ہیں خاک

موسیٰ کو غش ہوا جبلِ طور شق ہوا
جلوہ جلالِ حسن کا کیسا ہے سہمناک

مشتاقِ جلوہ تیرے ہیں تو کیوں ہے بے خبر
تیرے فدائے حسن دل و جان سے ہیں فداک

رندانِ مست ہو گئے آزاد و بے نیاز
کوئی نہیں ہے خطرہ کسی کا نہیں ہے باک

کیوں عرش پر دماغ ترا خود پسند ہے
اے مشتِ خاک تو ہے حقیقت میں فرشِ خاک

ساقی شہید قلب ہے تیرے نگاہ کا
اک ماہ رخ نے تیرے جگر کو کیا ہے چاک

دلِ حسرت گزین وفا کب تک
بسملِ خنجرِ جفا کب تک

ساقیِ زار کا ہے حال زبوں
آزمائے گا بیوفا کب تک

رخِ روشن کی دیکھ لی ہے جھلک
تیرے شیدا ہوئے ہیں حور و ملک

شب ہجراں کٹی ہے آنکھوں میں
کب لگی ہے میری پلک سے پلک

درد تھم تھم کے جان لیتا ہے
کبھی دل میں تڑپ کبھی ہے کسک

کچھ ترس آ گیا ستمگر کو
ساقیِ زار سے کہا نہ بلک

ردیف گاف (گ)

کیوں وہ کشیدہ ہو گیا سروِ روانِ سبزہ رنگ
دلمیں بسا ہوا ہے وہ شوخ جوانِ سبزہ رنگ

کیا کریں تیری ہمسری حور وشانِ سبزہ رنگ
باغِ جناں میں ہے کہاں تجھسا جوانِ سبزہ رنگ

سرو چمن شکار ہے پھول ہر اک نثار ہے
باغ میں نوبہار ہے روحِ روانِ سبزہ رنگ

جو ہی تیرا شہید ہے ہم کو بھی شوقِ دید ہے
تو جو ملے تو عید ہے جلوہ فشانِ سبزہ رنگ

تو ہی بہارِ باغ ہے گوہرِ شب چراغ ہے
ماہ کو تیرا داغ ہے سروِ چمانِ سبزہ رنگ

ہم ہیں ترے رمیدہ ہوش سر میں بھرا جنوں کا جوش
دیکھ کے تجھکو ہیں خموش سرو قدانِ سبزہ رنگ

تیرے ہی محوِ دید ہیں پاس ہیں گو بعید ہیں
تیرے ہی سب مرید ہیں عشوہ گرانِ سبزہ رنگ

شوخ ہوا وہ دلربا جو ہے ادا وہ فتنہ زا
پان سے لال سب ہوا سرخ دہانِ سبزہ رنگ

آئی جو رُت بسنت کی پہنی قبا ہے چمپئی
ہوگئے محوِ دلبری گلبدنانِ سبزہ رنگ

سبزۂ خط جو آگیا روپ وہ اب کہاں رہا
صبحِ بہارِ حسن تھا حسنِ بتانِ سبزہ رنگ

کیوں نہ ہو دلکو خرمی وہ جو ملے ہنسی خوشی
میرا مدارِ زندگی میرا جوانِ سبزہ رنگ

حور و ملک ہوئے فدا شمس و قمر ہیں بے ضیا
روکشِ خلد ہوگیا برجِ مکانِ سبزہ رنگ

درپئے امتحاں ہوا شوخ وہ دلستاں ہوا
دشمنِ عاشقاں ہوا جانِ جہانِ سبزہ رنگ

زرد کیا کوکین نے موکرانِ شوخ کو
سوکھ کے قاق ہوگئے لالہ رخانِ سبزہ رنگ

پیرِ مغاں کے فیض سے ساقی بھی مست ہوگئے
مدِّ نظر جو یہ ہوئے مغ بچگانِ سبزہ رنگ

پھونکے دیتی ہے ہمیں اس دلِ بیتاب کی آگ
شعلہ انگیز ہو جس طور سے سیماب کی آگ

اشکِ سوزاں نے کیا سوختہ ساماں ہم کو
حیرت انگیز ہے یہ دیدۂ پُر آب کی آگ

جلوۂ عارضِ پُر نور ہے تیرا محشر
پھیلتی جاتی ہے اس مہرِ جہانتاب کی آگ

چشمِ میگوں کی نظر آتشِ سیّال ہوئی
ہے جگر سوز ترے جام مئے ناب کی آگ

شکریں لب نے کیا ہمکو شہیدِ ناکام
مشتعل دل میں ہے تیرے لبِ عناب کی آگ

پھونک ڈالا ہے جگر آتشِ غم نے ساقی
آتشِ عشق نہیں ہے کسی تیزاب کی آگ

بے وفا بے مہر تو ہے آشنا کہتے ہیں لوگ
اے مرے نا آشنا تجھکو یہ کیا کہتے ہیں لوگ

تلخیٔ ہجراں میں اپنی جانِ شیریں تلخ ہے
شکریں لب تجھکو کیوں شیریں ادا کہتے ہیں لوگ
جاں بلب عشاق تیرے ہو گئے اے جانِ جاں
کیوں لب جاں بخش کو معجز نما کہتے ہیں لوگ
شخص کا ہی عکس اسمیں جلوہ گر ہے آفتاب
دیکھے آئینہ کو حق ہے حق نما کہتے ہیں لوگ
شوق در رم برزخ میں ہے اسکی خبراں کو نہیں
دیدۂ عشاق حیرت آشنا کہتے ہیں لوگ
اس لباسِ خود شناسی نے جو عریاں کر دیا
بے حجابی سے ہمیں اب خود نما کہتے ہیں لوگ

ساقیٔ شوریدہ سر ایک رندِ شاہد باز ہے
کیا تماشا ہے اُسے بھی پارسا کہتے ہیں لوگ

خلوصِ دل سے دلِ شب میں بس دعا یہ ہانگ
شبِ وصال ہے مرغ سحر لگائے نہ بانگ
اثر ہے بلبلِ شوریدہ سر کے نالوں میں
ہوا ہے وہ گلِ رعنا بھی عاشقِ گلبانگ
وہ شوخ عربدہ جو ہو گیا بڑا سفّاک
لگا کے تیغ یہ کہتا ہے اب نہ پانی مانگ
یہ راہِ عشق کی وادی ہے پر خطر سالک
دلیلِ راہ کی ہمت جو ہو تو جائے اُلانگ
ہوئیں خیال کی جولانیاں یہ تیز آہنگ
کہ ایک دم میں کہاں سے کہاں گیا ہیں پھلانگ

درِ کریم ہے کیوں کشمکش میں ہے ساقی
جو چاہتا ہے وہی بے حجاب شوق سے مانگ

جہاں میں رہکے بھی رہنے لگے جہاں سے الگ
زمیں سے ہم ہیں الگ اور آسماں سے الگ
مکاں بنا کے رہیں ہم بھی لامکاں سے الگ
جو رہ ملے کوئی نیرنگیٔ زماں سے الگ
کیا ہے قیدِ قفس کر کے گلستاں سے الگ
کھٹک نئی یہ ہوئی خانۂ آشیاں سے الگ
یہ سرنوشتِ ازل ہے یہاں ہی سر پھوڑیں
کہاں رہینگے ترے سنگِ آستاں سے الگ
ہماری ساحتِ دل کیا بدیع منزل ہے
کہ ہے زمیں سے الگ اور آسماں سے الگ
سمجھ کے جاؤ اُدھر جلوہ دیکھنے والو
وہ تاکتا ہے کوئی بامِ نردباں سے الگ
گیا اسیرِ الم صدمہ ہائے دردِ فراق
سکون و قرار کہاں یارِ دلستاں سے الگ

نہیں خضر کہ کریں زندگی بسر تنہا
ہوئے ہیں جان سے ہم ہجر جاوداں سے الگ

کہیں تو دشت میں خضر خجستہ پے ملجائے
بھٹک رہا ہے مسافر یہہ کارواں سے الگ

یہہ آج باغ میں ہیں شادماں گل و بلبل
کہ ہیں کشاکشِ صیّاد و باغباں سے الگ

وہ حق شناس ہوا عاقبت بُتِ بے مہر
خدا کا شکر کیا ہم کو امتحاں سے الگ

ہمیں تو کوچہ جاناں ہے روضۂ رضواں
وہ ہے جہاں سے الگ اور ہے جناں سے الگ

کہیں کشاکشِ دوراں نجات دیتی ہے
جو ایک دم کو رہیں آفتِ زماں سے الگ

ادھر ہے سوزِ جگر نے کیا ہمیں دل تنگ
اُدھر ہے کاہشِ جاں زخمِ خوں چکاں سے الگ

کہیں تعلقِ خاطر کو کوئی قید نہیں
ملا جو تجھ سے ہوا ہے وہ دو جہاں سے الگ

ہوئے ہیں بلبلِ کشمیر سینہ چاکِ فراق
کہ آسماں نے کیا بزمِ گلرخاں سے الگ

خراب حال کروگے بلا کے ساقی کو
کہیں وہ رہ نہیں سکتا درِ مغاں سے الگ

مظہرِ فیض ہوا مطلعِ انوار کا رنگ
حرمِ دل کی تجلی نگہِ یار کا رنگ

غور سے دیکھ رہا تھا گلِ رخسار کا رنگ
اُسمیں آیا جو نظر کچھ دلِ افگار کا رنگ

پیکرِ وہم نہو نقشِ تصور ہرگز
میرا ہم رنگ جو ہو جائے میرے یار کا رنگ

نگہِ یار ہوئی خلوتِ شب کی شائق
مدعا ساز ہوا دیدۂ بیدار کا رنگ

لطفِ اظہار سے مشکورِ نوازش ہی کیا
دیکھ کر رحم طلب عاشقِ بیمار کا رنگ

رازِ سربستۂ شب فاش نہو فکر ہوئی
متغیر ہے مجھے دیکھ کے اغیار کا رنگ

شوخ حشمی نہ بنا مائلِ ابرام اُسے
شوق مایوس نہو طالبِ دیدار کا رنگ

طرزِ بیرنگِ سخن صورتِ ناکام رہی
نفسِ مطلب نہ بنا آج بھی گفتار کا رنگ

سادہ دل منتظرِ جسمِ ستم شیوہ ہوا
کیا نہ تھا آئینہ اُس شوخِ ستمگار کا رنگ

عشوۂ حسنِ تجلی نے کیا ہے مجذوب
ضبطِ سالک نہوا محرمِ اسرار کا رنگ

جامِ لبریزِ محبت سے کیا ہے سرجوش
خود گرفتہ ہی رہا جلوہ مسخّر اُس کا
پردۂ غیب کا نیرنگِ کرشمہ دیکھیں
میں جو دل سوختہ اے بلبلِ کشمیر ہوا

کیف ہیں پیشِ نظر ساغرِ سرشار کا رنگ
حیرتِ یار ہے دیوانۂ ہشیار کا رنگ
بزمِ جانان میں تکلف کے ہی آثار کا رنگ
صورتِ سوزِ دروں ہی میرے اشعار کا رنگ

چھپکے پیتا جو رہا وضع نمایاں ہے وہی
آشکارا ہوا ساقیٔ میخوار کا رنگ

فریبِ عشوہ سے مجھ سادہ دل کو یار نہ ٹھگ
ہیں اِس قیامِ دو روزہ کا محو کیا ہونگا
مطیعِ حکم کیا جذبۂ وفا نے مجھے
فقیر بلبلِ کشمیر ہے ہتی کا بے

دلیلِ راہ بنا تھا لگا ہدار نہ ٹھگ
بقا فنا ہے مجھے عمرِ مستعار نہ ٹھگ
خراب حال کو اے جبرِ اختیار نہ ٹھگ
وہ بنیوا ہے ترا رشکِ نوبہار نہ ٹھگ

پلا کے جام لیا اُسکو ساتھ اے ساقی
ہوا جو نشہ کہا رندِ میگسار نہ ٹھگ

ردیف لام (ل)

جو اہلِ درد ہیں وہ حق کے ہو گئے مقبول
حواسِ خمسہ تحیت رہیں دنگ عشرۂ عقول
خبر تجددِ امثال کی نہیں جنکو
بنا ہے منزلِ دلدار قلبِ مشتاقاں
خبر ہے اہلِ حقیقت کی اہلِ نسبت کو
پہنا ہے جہلِ مرکب کے تخمسے ہیں بشر
سبیلِ عشق ہوئی خضرِ رہنما ہم کو

دلِ گداختہ جن کو ملا وہ ہیں مشغول
حضورِ علمِ حضوری حصول ہے معقول
وہ سادہ لوحِ تناسخ کو جانتے ہیں حلول
صفائے قلب ہیں الہام و کشف کا ہی نزول
سلوکِ عشق ہیں ہی رابطہ ہی اصلِ اصول
حجابِ چشم ہوا پر وہ ظلوم و جہول
اسی سبیل ہیں ہم کو ملا طریقِ وصول

کبھی ہے ستر و تجلی کبھی ہے غیب و حضور
کبھی ہے شوق رم عشق میں عروج نزول

ہماری دلق مرقع میں عشق ہے پیوند
یہہ رنگ رنگ کے لقموں سے بھر گیا کشکول

کسی کے حسن کے دیوانے ہو گئے دانا
جنون عشق سے معروف ہو گئے بہلول

سمجھ کے سلسلۂ فقر میں مسلسل ہو +
سبیل عشق ہے ساقی یہہ سیف ہے مصقول

کسی کے ہجر نے ہم کو کیا ہے زار و ملول
ہوئے فراق کے ایام روز حشر کا طول

ہمارے لخت جگر پس کے ہو گئے سرمہ
ہوئی ہے شوخ کی عیار نرگس مکحول

تیرا جمال ہے بے مثل تو عدیم المثل
تیرے شہیدوں سے کیونکر ہو تیرا حکم عدول

ہوا ہے ہم سے جو وہ شوخ تند خو بدظن
ہم اُس کی عربدہ سازی پہ کرتے ہیں محمول

عدو جو آیا ہوئی روح عاشقاں تحلیل
شراب عشق میں کیا زہر کر دیا محلول

حریف بدّ مقابل ہوا ہے گو اپنا
مگر حساب میں یاروں کی ہے وہ بدّ فضول

ہوا ہے رنگ اثر اپنی بذلہ سنجی میں
توجہ اُنکی ہوئی ہے جو اس طرف مبذول

ہمارے شوخ کا شیوہ بھی کیا نوآئیں ہے
کیا ہے زمرۂ اغیار میں ہمیں مشمول

تمہیں تو ساقیٔ گمنام کی خبر ہی نہیں
تمہارا نام وظیفہ ہے روز کا معمول

سلوک کا جو ہوا ہے دلیل راہ وکیل
حضور قلب تقرب ہے گم ہوئی تفضیل

بنا ہے طنطنۂ ناز میں وہ محو جمال
جلال رنگ ہے وہ شوخ خود نمائی جلیل

وہ رم شعار دکھاتا نہیں ہمیں جلوہ
اگر ہو شوق کو تسکیں کریں تلاش سبیل

شہید عشق ہوئے اور عاقبت محمود
سبیل حق میں جو عشاق ہو گئے ہیں قتیل

بہار گلشن بنجار نار عشق ہوئی
ہوا ہے نار میں گلنار رنگ روئے خلیل

فنائے قلب فروغ صفائے باطن ہے
بنا ہے قلب شہیدوں کا عرش کی قندیل

ہوا ہے جلوہ تیرا جن کو وہ ہوئے مجذوب
بنا تجددِ امثال جلوۂ کثرت
ہوئے ہیں جادۂ تنزیہہ میں ہلال کاب
اُسی کے فضل و کرم پر ہمیں توکل ہے

سلوکِ عشق کی جذبہ میں ہو گئی تکمیل
ہوئی ہے یہہ متمثل وجود کی تمثیل
جو شہسوار ہیں شیدائے جلوۂ تجلیل
وہ کارساز ہمارا ہوا ہے آپ کفیل

یہہ خاکسار ترا رندِ بینوا ساقی
ہوا ہے فقر میں آزاد گو ہے زادِ قلیل

اثر کبھی تو کرے گا ہمارا صبرِ جمیل
وہ ماہ جلوہ جو مہتابِ بام آج ہوا
ہمارا شوخِ حسیں آفتابِ دوراں ہے
سیاہ چشم تری ہے نگاہِ شعبدہ باز
ملا نہ خاک میں اپنے شہیدِ الفت کو
یہ جان نثار تیرے کوئی دم کے مہماں ہیں
کیا ہے علتِ دردِ فراق نے بیمار
غمِ فراق نے ہم کو کیا ہے آشفتہ
وہ شاہِ حسن ہے ہم اُس کے بینوا محکوم

اُسے خیال ہمارا نہیں ہے قادرِ قلیل
ہوئے ہیں عاشقِ شیدا فدائے حسنِ جمیل
وہ ماہ جلوہ ہے جس کا نہیں نظیر و عدیل
بلا کی فتنۂ دوراں ہے تیری چشمِ کحیل
اثر دکھائے گا اک روز رنگِ خونِ قتیل
یہی ہے دم دمِ آخر نہیں دمِ تعجیل
کسی کے ہے دمِ اعجاز میں شفائے علیل
وصالِ یار کی نکلتی نہیں ہے کوئی سبیل
ہوئی ہے فرض ہمیں اُس کے حکم کی تعمیل

وہ محوِ نازِ تغافل شعار ہیں ساقی
ہوا ہے عہدہ جواب وہ نوجوانِ شکیل

وہ سنتا ہی نہیں گلفامِ رعنا نالۂ بلبل
وہ مستغرق ہوا بحرِ شہودِ کیفِ عرفاں کا
ہوئے ہیں محرمِ رازِ حقیقت کشف کے طالب
شہیدِ بحر تجھکو ہمدمِ صحبت سمجھتے ہیں

نہ کیا نغمۂ دلکش کا پیدا نالۂ بلبل
سنا وجدان میں جس سے حیرت افزا نالۂ بلبل
گئے اسرارِ مخفی سب ہویدا نالۂ بلبل
یہہ مشتاقِ لقا آہنگ شیدا نالۂ بلبل

تیرے آہنگ آویز وگریز شوق ورم نکلے
کیا شوریدہ چمن تماشا نالۂ بلبل

سلوک و جذب رندانہ ہے وجد وحال مستانہ
قلندر مشربوں کا ہے تماشا نالۂ بلبل

ہوئے مجذوبِ مطلق سامعِ آشفتہ دل آخر
ترے الحان دلیلِ راہِ سودا نالۂ بلبل

کہاں تمکیں ہوئے ہم بھی شریکِ وجد و کیفیت
کیا حلقے میں تونے ہمکو رسوا نالۂ بلبل

وہ گل اندام بھی شائق ہوا ہے صوتِ دلکش کا
کشش تیری ہوئی عیشِ مہیا نالۂ بلبل

یہہ سب ہیں سالکِ ویرینہ تیرے دیکھنے والے
مقرر تو ہے اُن کا پیرِ دانا نالۂ بلبل

فدائے جلوہ دلدار ہیں دلسے تیرے ممنوں
نوا مشتاق تھا قلبِ مصفا نالۂ بلبل

حجابِ عاشقاں کی شان کیا بے پردہ ہوئی ہے
نہ کر عالم میں اُن کا راز افشا نالۂ بلبل

ترنم باعثِ تفریح و ذوقِ دلکشا ہوگا
کبھی سُن شوق سے جانِ تمنا نالۂ بلبل

بنے تاثیر سے درد آشنا سارے گلِ خندان
کیا تونے چمن میں نالہ پیدا نالۂ بلبل

کیا قائل جہاں کو یوسفِ آہنگِ دلکش نے
بنا نظارۂ چشمِ زلیخا نالۂ بلبل

ہوئے ہیں کیف کے مجذوبِ جلوہ دیکھنے والے
یہہ کیا نیرنگ ہیں ہم رنگ دیکھا نالۂ بلبل

کہیں ہیں غنچہ لب شیدا کہیں گلرو تماشائی
چمن میں ہر روش تیرا ہے چرچا نالۂ بلبل

ہمارا شاہدِ سرمست مستانہ ہوا ساقی
وہ مسرورِ طرب ہے عشوہ آرا نالۂ بلبل

گلشن میں کل سنی تھی گل نے صفیرِ بلبل
مشتاقِ زمزمہ ہے بنکر اسیرِ بلبل

کیا دلکشا ہوا ہے آہنگِ تیرِ بلبل
مجبورِ مہ لقا ہیں منت پذیرِ بلبل

یارب وہ ہو نشیمن منشا ہو اور موطن
کشمیر جو ہے باغِ جنت نظیرِ بلبل

دی کیف میں بشارت دیدارِ دلربا کی
جذبِ کرشمہ بنکر نکلا بشیرِ بلبل

کیا گلرخوں نے ملکر جشنِ طرب کیا ہے
گلزار میں جو آیا جسمِ عفیرِ بلبل

عشاق سینہ بریاں اعجاز ہے یہہ الحان
تاثیرِ سوزِ قلبی ہے دستگیرِ بلبل

بے مثل صوتِ دلکش نیرنگیِ تماشا
ملتی نہیں جہاں میں کوئی نظیرِ بلبل

آشفتہ دل ہوا ہے اے ذوقِ نغمہ سنجی
رضواں نے بھی سنی ہے شاید نفیرِ بلبل

مژدہ ہے روح پرور گلفام آرہا ہے
یہہ کون بن کے آیا قاصد سفیرِ بلبل

یہہ ذوق و شوقِ وجداں رشِ پیر کا ہے فیضاں
وہ رہنما ہیں پیرِ روشن ضمیرِ بلبل

سر حلقۂ گدایاں ہے بے نیازِ دوراں
شاہانِ فقر و عرفاں سارے فقیرِ بلبل

وہ سازِ زیر و بم کا انگیزِ شوق و رم کا
جلوہ رخِ صنم کا ہے دلپذیرِ بلبل

آتا نہیں کمی پر اے وائے خستہ حالی
صدمہ فراقِ گل کا رنج کشیرِ بلبل

جامِ سرور تیری آہنگِ روح افزا
مستانہ تیرا ساقی دلکش صفیرِ بلبل

باغ میں شوق سے گلزدنے ہیں پالے بلبل
ہم نے دیکھے وہ زمانے سے نرالے بلبل

داغِ ہجراں نے کیا تجھکو عجب سینہ فگار
ٹر گئے کیا جگرِ خستہ میں چھالے بلبل

فرقتِ گل ہے قفس میں مجھے غش آتے ہیں
کون ہمدرد ہے جو تجھکو سنبھالے بلبل

ہمصفیرانِ چمن دل سے دعاگو ہیں تیرے
جذبِ قلبی تجھے اے کاش چھڑالے بلبل

شربتِ جلوۂ دیدار کہاں اسکو نصیب
پیتی ہے زہرِ غمِ ہجر کے پیالے بلبل

ہوگیا بدنظرِ بلبلِ کشمیر شہید
دلکشِ نغمۂ دلکش ہوئے نالے بلبل

ہے یہہ آشفتہ نوا تو ہے اگر سینہ فگار
ساقیِ زار کو دمساز بنالے بلبل

گل کو مشتاق کسی طرح بنالے بلبل
فصلِ گل جوش میں ہے دھوم مچالے بلبل

تو نے ہر ایک روش پر ہے تصرف کرلی
بل گئے کیا تجھے گلشن کے قبالے بلبل

تو جو دم دم میں تڑپتی ہے سبب اس کا بتا
پڑ گئے کیا تیرے ناصور میں چھالے بلبل

ہمنفس ہوگئے مجبور یہی کہتے ہیں
ہم نے قسمت کے کیا تجھکو حوالے بلبل

مہر جلوہ تیرا ہر رنگ میں رہوگا
تجھکو ہر دم ہی نظر آئیگا جلوہ گل کا
تو نے بھی بلبل کشمیر کی دیکھی تشخیص

آتش عشق سے گر سینہ جلائے بلبل
گلکدہ میں تو نشیمن جو بنائے بلبل
کیسے گلفام کے ہیں چاہنے والے بلبل

ہاتھ سے اُس گل نوخیز کے دیکھا ساقی
کیا مسرت سے یہہ لیتے ہیں پیالے بلبل

میرا نازک ادا تھا دلربا دل
جو دلداری نہ تھی منظور تم کو
ہوا ہے دم بخود کس غم میں آخر
نہ آیا وہ جفا منظب نہ آئے
اسے دانا سمجھتے تھے بہت ہم

یہہ کس بے مہر کے پالے پڑا دل
ہمارا چھین کر کیوں لے لیا دل
نہیں کھلتا ترا کچھ ماجرا دل
ہوا تو کیوں شہید مدعا دل
خدایا کیوں نہ دیوانہ ہوا دل

ہوئے مسرور سے سرشار ساقی
تماشا گر بنا کیف آشنا دل

بیخودی میں شوق ہو جائے نہ رم سے متصل
اے وجود خارجی کیوں ہیں الم سے متصل
منفصل ہے صورت لیل و نہار عاشقاں
متحد ہو کر رہا یہہ اشتیاق جا نہیں
محرم باطن کہاں ہو سالکان سادہ لوح
وہم و شک میں کسطرح قائم رہے پائے ثبات
ذوفنون عشوہ تمہارا ہم جاں کیونکر نہو
مہر طلعت ہے عجب نیرنگی رسم و داد
ہمدم صحبت بنا خونناب سیل سرشک

جذب دامنگیر ہوتا ہے صنم سے متصل
ہستی صرفہ نکر ہم کو عدم سے متصل
صبح عشرت کیوں ہوئی ہے شام غم سے متصل
قول اُن کا ہو گیا میری قسم سے متصل
رابطے کی راہ اک دیکھی حرم سے متصل
نسبت کامل ہوئی ثابت قدم سے متصل
مدعائے دل ہوا تیغ دودم سے متصل
عشوہ سنجی ہو گئی طرز ستم سے متصل
درد ہجران نے کیا ہے جوش غم سے متصل

طبعِ معنی آشنا باغِ سخن کی عندلیب
بلبلِ کشمیر یہہ حسن کرشمہ کیا ہوا

نغمۂ دلکش ہوا نالِ قلم سے متصل
گلرخِ پیماں گسل ہے آج ہم سے متصل

پیرِ میخانہ مرادِ دل بنے جامِ مراد
ساقیِ دلگیر ہو فیضِ کرم سے متصل

خوابِ غفلت سے ہے جاگا طالعِ بیدارِ دل
وہ گلِ رعنا میرا محوِ تغافل ہو گیا
ہے تجلی عاشقو حسنِ گلوسوزِ صنم
ہو گیا کشفِ حجب پھر یہ حجاب تو ہے کیا

سعد آتے ہیں نظر اب ہم کو سب آثارِ دل
کیوں نہ ہو سرگرمِ شیون بلبلِ بیمارِ دل
یہہ اُسی کا ہے کرشمہ لمعۂ انوارِ دل
یہہ عجب نیرنگ ہے اے کاشفِ اسرارِ دل

صدمۂ بادِ وساوس سے سدا ایمن رہے
ہو بہارِ ہمیشہ ان ساقی میرا گلزارِ دل

یاد آتا ہے تیرا منہ کا چھپانا شبِ وصل
چٹکیاں لینا ہے دلمیں مگر رہ رہ کے ہنوز
اُن کی بیتابی مرا شوق عجب وقت تھی
کیا قیامت تہا گلے لگ کے یہہ اُس کا کہنا

چھیڑ کر تجھکو وہ پُرشوق نبانا شبِ وصل
اُن کا وہ ناز کے پردہ میں بچانا شبِ وصل
اُن کا گھبرانا مرا اُن کو بٹھانا شبِ وصل
دیکھنا ہم کو کہیں بھول نہ جانا شبِ وصل

لطف دیتا ہے جو یاد آتا ہے ہم کو ساقی
اُن کا وہ روٹھنا اور اپنا منانا شبِ وصل

ہیں رخ و زلف سے عیاں شامِ فراق و صبحِ وصل
شامِ حجاب جانگزا صبحِ جمالِ دلکشا
وہ ہے چمن میں جانِ جان ہم ہیں فراق میں طپاں
رخ ہے نہاں نقاب میں زلف ہے پیچ و تاب میں
ذرۂ خاکِ راہ دل مہر وہ لعبتِ چگل

ہو گئے آج تواماں شامِ فراق و صبحِ وصل
پیشِ نظر ہیں دلستاں شامِ فراق و صبحِ وصل
وہ ہے بہار یہہ خزاں شامِ فراق و صبحِ وصل
اک نہاں ہے اک عیاں شامِ فراق و صبحِ وصل
یہہ ہے زمیں وہ آسماں شامِ فراق و صبحِ وصل

جلوہ ہے ستم کا بیاں حسن ہو عشق کا نشاں | شوق سے رم ہے ہم عناں شامِ فراق و صبحِ وصل

ساقیٔ خستہ کا بیاں اور سلاستِ زباں
ذوق سے دیکھیں نکتہ داں شامِ فراق و صبحِ وصل

ہے عشوہ ساز شوخ فسونکار آجکل
حیرانِ حالِ طالبِ دیدار آجکل

ہیں جاں بلب تمہارے گرفتار آجکل
آساں ہوا ہے مردنِ دشوار آجکل

برگشتہ رخ ہے بے سبب آزار آجکل
کیا حال ہے تیرا دلِ بیمار آجکل

آزادیٔ خیال سے ہے وضع تفرقہ
یکرنگ شیوہ کافر و دیندار آجکل

ہے میکدہ میں روز صدائے صلائے عام
ہیں شوق مست رندِ قدح خوار آجکل

صیاد پاسبانِ قفس ہر نفس ہوا
اے نامراد مرغِ گرفتار آجکل

سودا وفا کا منفعتِ مدعا نہیں
ہیں کشمکش میں تیرے طلبگار آجکل

ناکام ہیں بسملِ صد آرزو تیرے
چلتی نہیں ہے کیوں تیری تلوار آجکل

تجھکو جزائے خیر ملے کر ہمیں شہید
ہم جاں بلب ہیں اے لبِ سوفار آجکل

بیمِ شکستِ قصرِ تمنا کو اب نہیں
ظاہر ہوئے بناؤں کے آثار آجکل

فرخ جمالِ شوخ ہم آغوشِ انس ہے
حسنِ طلب ہے طالعِ بیدار آجکل

ساقی سرورِ محو ہو رندِ بادکش
ملتے ہیں تجھکو ساغرِ سرشار آجکل

یہہ کیوں صیادِ بے پروا نے توڑا شہپرِ بلبل
ہوا بیداد شیوہ کس لئے غارتگرِ بلبل

وہ ہے پروانۂ جانسوز گلزارِ تماشائی
چمن کی خاک میں ملجائے گی خاکسترِ بلبل

کیا ہے دم بخود اس واسطے گلچینِ دانا نے
نہ آشوبِ جہاں ہو جائے شورِ محشرِ بلبل

گلِ خنداں چمن میں خندہ زن ہو کر یہہ کہتا ہے
نہیں ہے اشکِ خوں آلود کیوں اشکِ ترِ بلبل

گرفتارِ قفس ہے مضطرب اے سعیِ آزادی
وہ ہو تائیدِ غیبی راحتِ جاں پرورِ بلبل

وہ مدہوشِ تماشا ہو گیا الحانِ دلکش کا
سنا جس نے چمن میں نغمۂ جادو گرِ بلبل

چمن پیرائے ہستی ہو بہارِ جا لطف ایسا
کہ روئے گل کا جلوہ ہو فروغِ منظرِ بلبل

تماشا ہے عجب ہو میرے دلِ مجذوبِ شیدا کا
تماشائے جنوں مظہر ہے وحشت پیکرِ بلبل

گریباں چاکِ ہجراں کو کہاں اندوہِ تازہ ہو
گلِ نوخیز ہو جائے اگر ہم بسترِ بلبل

یہ کیا رازونیازِ عشق نو آئیں تماشا ہے
جوابِ خندۂ گل نالۂ شورش گرِ بلبل

ہوئی ہے تنگدل اب نالۂ جانسوزِ پیہم سے
کوئی کھُلتا نہیں اُس گل سے حالِ ابترِ بلبل

کیا ہے شوق مستِ نغمہ سنجی جلوۂ گل نے
بہارِ گلشن آرا بنگئی ہے دلبرِ بلبل

سراپا شادمانی ہے ہمہ تن کامرانی ہے
تماشا ہے وہ آیا آپ ہی گل در برِ بلبل

وہ کوکو سے کہاں ہو نالۂ درد آفریں پیدا
کہیں قمری ہوئی ہے ہمنوا و ہمسرِ بلبل

کوئی کھٹکا نہیں ہے آج کیا صیاد و گلچیں کا
ہوائے شوقِ گلشن میں چلا ہے لشکرِ بلبل

نوا سنجِ مسرت ہمصفیرانِ چمن ہوں گے
کہیں ہو طالعِ فرخندہ یارب اخترِ بلبل

گل و بلبل چمن میں آج سرشارِ محبت ہیں
کیا ہے کیفِ روحاں تو نے بختِ یاورِ بلبل

جو وہ گلفام مستِ ناز آئے صحنِ گلشن میں
مئے عشرت سے ہو لبریز ساقی ساغرِ بلبل

شوخِ گلچہرہ کبھی عاشقِ دلگیر سے مل
زارِ ہجراں ہے تیرا بلبلِ کشمیر سے مل

یادِ طلعت ہو مرا مائلِ رنگِ انعطاف
اثرِ جذب کبھی نالۂ شبگیر سے مل

دورِ عشرت سے بغلگیر ہوں ایامِ فراق
بختِ بیدار نہیں گردشِ تقدیر سے مل

ساقیِ زار ہوا دشمنِ جان خود اپنا
کون کہتا ہے کہ تو اُس بُتِ بےپیر سے مل

تبسمِ لبِ نوشیں جوابِ خندۂ گل
ہنسی میں اڑ گئی دم بھر میں آبِ خندۂ گل

پیا ہے شوق سے جامِ شرابِ خندۂ گل
دلیلِ راہ بنا آفتابِ خندۂ گل

کیا ہے موجِ نظر نے خرابِ خندۂ گل
بہت ہی شوخ ہے رنگِ شرابِ خندۂ گل

ہوئے ہیں سوختۂ التہابِ خندۂ گل
دلِ فگار ہوا ہے کبابِ خندۂ گل

کیا ہے ذوقِ تماشا نے محوِ نظارہ
رہا نہ شوق میں کچھ بھی حجابِ خندۂ گل

نگاہِ شاہدِ سرمست محوِ گلبازی
سرورِ خندۂ گل ہے شرابِ خندۂ گل

ہوئی ہے بادِ صبا موجزن گلستاں میں
بنا ہے موجِ تماشا سحابِ خندۂ گل

تمہارے خندۂ زیرِ لبی کا مست ہوا
عیاں ہے چہرہ سے حالِ خرابِ خندۂ گل

ہوا ہے اُس کا دلِ تنگ مثلِ گلِ خنداں
پڑی ہے شوق سے جس نے کتابِ خندۂ گل

فروغِ رنگِ شفق ہے حنائے پائے نگار
فدائے نقشِ کفِ پا شبابِ خندۂ گل

کرشمۂ خندۂ دنداں نمائے شوخ ہوا
بنی ہے موجِ تحیر نقابِ خندۂ گل

بہارِ جلوۂ گل دیکھ بلبلِ کشمیر
کرشمہ سنج ہے وہ آفتابِ خندۂ گل

وہ شوخِ برقِ تبسم اِدھر کو آ نکلے
ہمیں ہے مدِّ نظر وہ جوابِ خندۂ گل

ہوا ہے موجۂ رفتارِ یار کا پامال
عدم وجود ہے نقش برآبِ خندۂ گل

بنے ہے موجِ رمِ شوق دامنِ صحرا
حبابِ بحرِ تحیّر سرابِ خندۂ گل

فروغِ جلوہ ہوا ہے طرازِ رنگِ لبوں
فتوحِ غیب ہے بہ فتحیابِ خندۂ گل

بینگے نالۂ جانسوز نغمۂ دلکش
نوائے سازِ طرب ہے ربابِ خندۂ گل

کیا ہے جذبۂ دل نے ہمیں بھی مائلِ شوق
ہوئے ہیں سالکِ راہِ صوابِ خندۂ گل

ہوا ہے مائلِ رنگِ کرم وہ گلچہرہ
ہجومِ شوق بنا اضطرابِ خندۂ گل

بہارِ طبعِ رواں رنگِ شاہدِ رعنا
فروغِ نالۂ سوزاں جوابِ خندۂ گل

ہوئے ہیں ساقیِ سرشار خرم و خنداں
کیا ہے کیف نے مستِ شرابِ خندۂ گل

سنی ہے کیف میں ہم نے صدائے خندۂ دل
نوائے جذبۂ دل ہے نوائے خندۂ دل

ہوا ہے جلوۂ فرخ لقائے خندۂ دل
ہوا ہے قلب شہیدوں کا مثلِ گل خنداں
ہمارے نالۂ جانسوز دلنواز ہوئے
کیا ہے خندۂ زیرلبی نے محو ہمیں
نگاہِ جذب کے مجذوب ہو گئے مدہوش
جو ذکرِ پاسِ نفس کے قلوب شاغل ہیں
بنا ہے ہمدمِ و مسازِ شغل آئینہ
فنا پذیر ہے کچھ اس کا اعتبار نہیں
ہمارا رابطۂ دل ہے رنگِ آبحیات

یہہ دلکشائے نظر ہے ادائے خندۂ دل
وہ گلعذار ہے کیا آشنائے خندۂ دل
بنا ہے رنگِ اثر رونمائے خندۂ دل
وہ محوِ ناز ہوا لب کشائے خندۂ دل
بیاں یہہ کون کرے ماجرائے خندۂ دل
وہی یہہ سنتے ہیں ہر دم صدائے خندۂ دل
صفائے قلب ہے بعد صفائے خندۂ دل
تماشا ہے کوئی دم کا بقائے خندۂ دل
دمِ حیات ہوئی ہے ہوائے خندۂ دل

وہ صبحدم جو ملا ہم کو خندہ پیشانی
یہی ہے ساقیؔ شیدا بنائے خندۂ دل

ردیف میم (م)

کہاں ہے وہ گلِ خنداں ہمیں نہیں معلوم
فراق ہی میں بسر ہو گئی ہماری عمر
ہمیں تو ایک صدائے جرس ہی آتی ہے
تلاشِ خضرِ طریقت ہے اس لئے سالک

نہ پوچھ بلبلِ نالاں ہمیں نہیں معلوم
ہے کون وصل سے شاداں ہمیں نہیں معلوم
ہوا ہے کون ہدیٰ خواں ہمیں نہیں معلوم
کہاں ہے چشمۂ حیواں ہمیں نہیں معلوم

تلاشِ یار میں ساقیؔ ہوئے ہیں سرگرداں
کہاں ہے منزلِ جاناں ہمیں نہیں معلوم

وا ہمہ خلاق ہے پُرفن ہے عشقِ ناتمام
آفتِ جاں بنگیا دشمن ہے عشقِ ناتمام

ذوق صورت آفریں رہزن ہے عشقِ ناتمام
یار کو کرتا یہی بدظن ہے عشقِ ناتمام

سخت جانی سے گریزاں قاتل بے مہر ہے
زندہ دل کیسا دم کشتن ہے عشق ناتمام

ناقص و کامل سے کیا محرم نہیں گلگوں قبا
کیوں ہمارا خار پیراہن ہے عشق ناتمام

حسن مہ طلعت کبھی دل میں نظر آتا نہیں
یہہ چراغ عشق بے روغن ہے عشق ناتمام

مشہد پروانۂ جانسوز پر حسرت ادا
عاقبت شمع سحر مدفن ہے عشق ناتمام

رہ غلط ہم کیوں نہوں نا آشنا رہبر ملا
التفات یار کا رہزن ہے عشق ناتمام

گلشن امید ہوگا عاقبت ناکامراں
زاہدان خشک تر دامن ہے عشق ناتمام

حاصل رنگ تمنا کیوں نہو وقف زیاں
یہہ سراپا سوختہ خرمن ہے عشق ناتمام

عشوۂ نیرنگی قاتل کا نامحرم رہا
روبرو ہو کر سپر افگن ہے عشق ناتمام

شوق موسی عجیب اے محو ساقی کم نہو
سادہ دل کیا منظر ایمن ہے عشق ناتمام

یہہ مے کشی کا نہیں وقت شوق بے ہنگام
پیئیں گے ہم شب مہتاب میں مے گلفام

تجلی رخ دلدار ہے تصور میں
کدھر کو دوڑ گیا اے خیال تیرہ خرام

تمہارے عشق میں ہم کو ہوا نہ کچھ بھی حصول
ہمیں تو یار کیا تم نے مفت میں بدنام

تمہیں خبر ہی نہیں ستر ہی تجلی ہے
تجلیات بطونی ہیں مختلف اقسام

خطا کسی کی ہے ہم مورد عتاب ہوئے
خوشا نصیب کیا ہم کو مورد الزام

دکھا دے ساقی شوریدہ سر کو جلوۂ رخ
ہوا ہے اے گل رعنا تجھے یہہ کیوں ابرام

دیکھتے روزنہ میں اس مطلع انوار کو ہم
صبح کر سکتے نہیں اپنی شب تار کو ہم

ہم کو قسمت میں یہہ زہراب غم ہجر ملا
کس طرح پائیں ترے شربت دیدار کو ہم

ہم وہ جانباز محبت ہیں تیرے اے قاتل
اپنے سینے سے لگالیں تیری تلوار کو ہم

دل آزاد ہوا قید قفس میں ولتنگ
دم بخود دیکھتے ہیں تازہ گرفتار کو ہم

حال سنتا ہی نہیں ہے وہ مسیحا اعجاز
ساتھ ہو جائے متقرب ف خندہ لقا
خوب آسانیٔ مشکل کا تماشا دیکھا
شکر ہے بلبلِ کشمیر یہہ گلرو نے کہا

اب کہاں جائیں علاجِ دلِ بیمار کو ہم
اپنے ہمراہ جو لیں طالعِ بیدار کو ہم
سہل سمجھے تھے بہت مردنِ دشوار کو ہم
دیکھنے جائیں گے اُس جلوہ پرستار کو ہم

آج میخانہ میں وہ رندِ سیہ مست نہیں
ڈھونڈھنے جائیں کہاں ساقیٔ میخوار کو ہم

جا کے سمجھائیں یہہ ہے بدنظر یار کو ہم
آپ گم گشتہ ہوئے بھول بھلیاں ہی عجب
اور صورت کوئی بنتی ہی نہیں فتنہ ادا
یا ہمرنگ ملا ہے وہ گلِ باغِ مراد
یدِ بیضا کی تجلّی نظر آئے ہمکو

ڈر ہے عیار بنا دیں نہ ستمگار کو ہم
پائیں کس طرح سراغِ کمرِ یار کو ہم
حشر ٹھہرائیں تیرے وعدۂ دیدار کو ہم
چاہیں کیوں دل سے نہ اپنے گلِ بیمار کو ہم
ہاتھ سے تیرے جو لیں ساغرِ سرشار کو ہم

ساقیٔ محو لقا رندِ سیہ کار نہیں
جانتے خوب ہیں دیوانہ و ہشیار کو ہم

وہ خیالِ نفس نہیں رہا کہ زبوں تھے خار و خسک میں ہم
یہہ عروجِ رنگ ہمیں ملا کہ ہیں عشق کے کینک میں ہم

یہہ ہے لطف لذتِ عشق میں کہ ہے شوق ذکرِ مدام کا
نہ خمارِ جامِ شراب ہے نہ ہیں محو ذوقِ گزک میں ہم

ہیں دلیلِ راہ پہ ہم فدا وہ دکھایا جلوۂ حق نما *
جو دوئی کا وہم تھا مٹ گیا کہ نہیں ہیں شبہہ و شک میں ہم

غمِ ہجر ہے نہ ملال ہے وہ انیسِ بزمِ وصال ہے
یہہ ضیاء زہرِ جمال ہے کہ ہیں محو اُس کی جھلک میں ہم

وہی دورِ جام ہے دمبدم وہی فیضِ ساقیِ جم حشم
وہی شورِ نالۂ زیر و بم کہ ہیں بزمِ رشکِ فلک میں ہم

تجھے کیوں نہیں ہے لپک جھپک یہہ ہے بحرِ عشق نہلیں ٹک
دلِ سادہ کیوں ہے یہہ وہم و شک کہ کھڑے ہیں تیری ملک میں ہم

ہے خیال قرب و حضور کا نہیں شوق جلوۂ طور کا
ہمیں اشتیاق ہے دور کا کہ ہیں محو انکی سٹک میں ہم

کبھی ہم سے شوخِ بلیج دل تیرا ہجر ہے غمِ جاں گُسل
ہوئے تلخ کامِ نشاطِ دل لبِ شکریں کی چسک میں ہم

سنی تو نے صوتِ جرس نہیں تجھے کچھ بھی شوق و ہوس نہیں
تیرے دل میں عشق کا رس نہیں کہ ہیں مست جسکی مہک میں ہم

غمِ دہر میں ہوئے مبتلا ہوئے زار ساقی بینوا
یہہ اثر ہے گردشِ بخت کا کہ گھرے ہیں دورِ فلک میں ہم

براہِ رابطہ جاتا ہے یہہ فسونِ حرم
وثوقِ قلب سے چل سالکِ بطونِ حرم

ہوا ہے ذوقِ تجلی جو رہنمونِ حرم
ہوائے شوق کا منظر نہیں عیونِ حرم

کبھی ہے ستر و تجلی کبھی ہے جذبۂ کیف
یہہ ہے درونِ حرم اور وہ برونِ حرم

کبھی تو ذکرِ حفی کا محل ہے اے سالک
شہیدِ قلب ہیں ہے قصرِ بے ستونِ حرم

کبھی یہہ ذکرِ خفی ہے کبھی وہ ذکرِ جلی
شہود و غیب ہیں تصویرِ ذو فنونِ حرم

عجیب انفس و آفاق کا تماشا ہے
یہہ قلبِ قلب ہیں ہے سیر و اژگونِ حرم

نیاز شیوہ ہیں بالا بلند باطن سے
خراب حال بظاہر ہیں سرنگونِ حرم

یہہ حسن و عشق کا نغمہ سروشِ غیب نہو
بجا یا وجد کی حالت میں ارغنونِ حرم

بہوش باش سفر در وطن ہوا یہہ تیرا
کدہر کو رخ ہے تیر از ایرِ بطونِ حرم

شہیدِ مست قلندر ہے بلبلِ کشمیر
سلوکِ جذب میں پنہاں ہوا جنونِ حرم

سرورِ حسنِ ارادت ہے ساقیِ سرمست
ملا ہے کیف میں یہہ جامِ لالہ گونِ حرم

دیکھے ہیں ہم نے کیف میں انوارِ کیفِ جام
مدِّ نظر بنے ہیں یہہ اسرارِ کیفِ جام

کتنی ہوئی ہے گرمیِ بازارِ کیفِ جام
پیمانہ نوش سب ہیں خریدارِ کیفِ جام

مستِ الست پیرِ مغاں نے بنا دیا
ہم کو دیا ہے ساغرِ سرشارِ کیفِ جام

صاحبِ نظر ہیں محوِ تماشائے آئینہ
آئینے میں ہے آئینہ رخسارِ کیفِ جام

سالکِ حضورِ قلب ہو نورِ صفا ہی ہو
مفتِ نظر نہیں ہے یہہ دیدارِ کیفِ جام

رنگیں ہے رنگ ساغرِ صہبائے عشق کا
مدہوش کیوں ہوا ہے سبکسارِ کیفِ جام

اے روشنیِ طبع تو پرمن بلا شدی
برہم ہوا وہ مطلعِ انوارِ کیفِ جام

سرخوش مۓ مغانہ کے ہیں رندِ میگسار
یہہ دل سے ہو گئے ہیں پرستارِ کیفِ جام

کیا کیفِ رنگِ جذبہ ہوا ہے کرشمہ خیز
زاہد بھی ہو گئے ہیں طلبگارِ کیفِ جام

مستِ مۓ جمال ہیں محوِ خیال ہیں
یہہ اہلِ وجد و حال ہیں سرشارِ کیفِ جام

رنگِ فروغِ جلوہ صفائے بطون سے ہے
نیرنگیِ خیال ہیں آثارِ کیفِ جام

مستورِ مست ہیں یہہ کوئی بخبر نہیں
مدہوش کس طرح سے ہوں ہشیارِ کیفِ جام

ہم کو سعید طالعِ فرخندہ نے کیا
حاصل ہوئی ہے دولتِ بیدارِ کیفِ جام

وہ نقشِ کالحجر جو ہوا سرِّ من لدن
طالب ہیں تیرے محرمِ اسرارِ کیفِ جام

مستانِ شوقِ نالہ سوزاں ہیں ذوفنوں
جذب سلوک رنگ ہیں اشعارِ کیفِ جام

پیتے ہی ایک جرعۂ مے مست ہو گئے
ساقی ہوئے ہیں سالکِ سرشارِ کیفِ جام

ردیف نون (ن)

اہلِ باطن کو یہہ حیوان نظر آتے ہیں
جو ہمیں صورتِ انسان نظر آتے ہیں

کارِ دنیا سے نہیں ایک گھڑی کی فرصت
چار ہی دن کے یہہ مہمان نظر آتے ہیں

خود نماؤں نے کیا خلقِ خدا کو گمراہ
خرقۂ فقر میں شیطان نظر آتے ہیں

خالق و رزاق و منعم ہے شفیقِ اور ولی
تیرے یہہ خلق پہ احسان نظر آتے ہیں

ساقیؔ زار ہے اک بندۂ ناچیز تیرا
تیرے الطاف فراوان نظر آتے ہیں

ہر طرف تیرے ہی قربان نظر آتے ہیں
سب تیرے شیفتہ اے جان نظر آتے ہیں

کیا تیری چشمِ سخنگو نے کیا ہے مبہوت
اپنے شیدا تیرے حیران نظر آتے ہیں

سینہ افگار کیا اے گلِ رعنا تو نے
داغِ دل رشکِ گلستان نظر آتے ہیں

اپنے پروانۂ جانسوز کی پروا ہی نہیں
غیر کے شمعِ شبستان نظر آتے ہیں

اے خوشا ساقیؔ شیدا ہے ہم آغوشِ نشاط
ہر طرف عیش کے سامان نظر آتے ہیں

اب وہ بگڑا ہوا مزاج نہیں
بات جو کل تھی اُس کی آج نہیں

اپنی صورت پہ آپ شیدا ہیں
دوسرے کی کچھ احتیاج نہیں

عشق کا دیں ہی نرالا ہے
یہہ نہیں رسم یہہ رواج نہیں

دفترِ عشق بھی عجب دیکھا
لطف کا نام اندراج نہیں

جانگسل ہے یہہ عشق کا آزار
مرضِ عشق کا علاج نہیں

متحد حسن و عشق ہیں ساقیؔ
پھر یہہ کیوں اِن کا امتزاج نہیں

ہے جلوۂ عشق جام مے میں — نیرنگ ہے نغمہ ہائے نے میں
کیا درد ہے عاشقوں کی لے میں — کیا شور بھرا ہوا ہے نے میں
ہر رنگ میں ہے تیری تجلی — جلوہ ہے تیرا ہر ایک شئے میں
وہ نقش قدم دلیلِ رہ کا — رہبر ہے سلوکِ پے بہ پے میں
رندوں پہ ہے فیضِ پیرِ مغ کا — ہے نشۂ عشق جام مے میں
غافل ہشیارِ حال ہو جا — خورداد بجاے فکرِ دے میں
کیا شیخ سے راہِ عشق ہو طے — وہ محو ہے روزہ ہائے طے میں
کفران ہے نعمتوں کا ممسک — کیوں تجھکو نہیں ہوئی ہے ہے میں
جو ہم کو ہے لطف وہ نہیں ہے — بزمِ جم و کیقباد و کے میں

شہرہ ہے تیرے سخن کا ساقی
شیراز میں اصفہاں میں رے میں

غضب کی کوفت ہے دلکو یہہ کیسے آئے دن — خدا کسی کو نہ ایسے کبھی دکھلائے دن
بہار آ گئی بلبل قفس میں نالاں ہے — یہہ آرزو ہے خدا قید کے گھٹائے دن
نشاطِ وصل کی حسرت ہی رہگئی ہم کو — غمِ فراق کے آئے ہیں بن بلائے دن
کسی طرح نہیں جاتی ہے گردشِ ایام — ہزار رنگ سے ہیں ہم نے آزمائے دن
بلا کی آئی گھٹا اور بڑھ گئی حسرت — گھٹا گھٹا کے ہیں عشق نے بڑھائے دن
تمام عمر تلف کی جہان کے دھندوں میں — یہہ جان بوجھ کے غفلت میں کیوں گنوائے دن

کہوں میں ساقیِ خستہ کا حال کیا تمسے
بلا کا سامنا رہتا ہے اُس کو آئے دن

محوِ غفلت ہے محوِ ذات نہیں — جس کو کچھ نسبتِ صفات نہیں
کشفِ کونی کی کیا خبر اُس کو — جس نے کی سیر کائنات نہیں

ملکئ عشق کی ہی جمیعت — اہلِ دل کی کبھی وفات نہیں
خسروِ آزاد وہ یگانہ ہے — جس کو دنیا سے التفات نہیں
جس کو رہبر نہیں ملا کوئی — اُس کو ملتی رہِ نجات نہیں

لوگ خائف ہیں موت سے ساقی
زندگی موت ہے حیات نہیں

اب وہ اگلا سا ارتباط نہیں — وہ محبت وہ اختلاط نہیں
کیا کریں اُن کی نذر حیراں ہیں — ہم غریبوں کی کچھ بساط نہیں
جاں بلب ہوگئے تیرے عشاق — کیا کریں تابِ انضباط نہیں
کیا مسرت ہو ہم فقیروں کو — اپنا سرمایۂ نشاط نہیں
آشنایانِ بحرِ الفت کو — احتیاجِ پُلِ صراط نہیں
تیرے شوریدہ سر ہیں صحرا گرد — خسروی ساکنِ رباط نہیں
اہلِ دل ہیں وہی جو ہیں محتاط — غافلوں کو کچھ احتیاط نہیں

غمِ الفت کے غمگساروں کو
ساقی ذرا انبساط نہیں

آج وہ سرو گلعذار نہیں — بلبلو باغ کی بہار نہیں
خوبرو سب ہیں دشمنِ عشاق — تیرے اوپر ہی کچھ مدار نہیں
قیس و فرہاد ہوگئے آگے — عشق کا ہمپہ انحصار نہیں
یہہ کس افسردہ دل کی تربت ہے — شمع روشن سرِ مزار نہیں
شیفتہ سب ہیں حُبِّ دنیا کے — کوئی عقبےٰ کا خواستگار نہیں
عشق پنہاں ہے اپنے سینہ میں — دردِ دل اپنا آشکار نہیں
وہ دل آزار ہے کشیدہ ہنوز — کچھ اثر نالہائے زار نہیں

جبر سہتے ہیں اے گرامی قدر — کیا کریں دل پہ اختیار نہیں
اہلِ تمکیں کو راحتِ دل ہے — کوئی بھی اُن کو انتشار نہیں
تیرے عاشق بھٹکتے پھرتے ہیں — کیا کریں دل پہ اختیار نہیں

بیوفاؤں سے کیا ملیں ساقی
قول پر اپنے استوار نہیں

جہاں دیکھتے ہیں جدھر دیکھتے ہیں — ترا رنگ اے فتنہ گر دیکھتے ہیں
منور جو شمس و قمر دیکھتے ہیں — ترے نور کو جلوہ گر دیکھتے ہیں
جفاؤں کو تیری وفا جانتے ہیں — بلاؤں میں سینہ سپر دیکھتے ہیں
نہیں دیکھتا زاہدِ کور باطن — تیری شکل اہلِ نظر دیکھتے ہیں
مروت محبت وفا کچھ نہیں ہے — بشر کو ہم اب اہلِ شر دیکھتے ہیں
پریشاں کیا چرخ کجرو نے ایسا — کہ ہر ایک کو منتشر دیکھتے ہیں
کسی ماہ کے عشق میں مضطرب ہے — تجھے ہم جو اختر نگر دیکھتے ہیں
تصور نے ہم کو کیا نقشِ حیرت — تیری شکل پیشِ نظر دیکھتے ہیں

خزاں آ گئی باغِ گیتی میں ساقی
کہ ہر نخل کو بے ثمر دیکھتے ہیں

اگر مطلوب اُس کے طالبِ دیدار ہو جائیں — مقیمِ کوئے جاناں ہمدمِ دلدار ہو جائیں
تجھے نفرت ہمیں رغبت تعلق ہی کشاکش ہے — بتا کس طور ہم تجھ سے جدا اے یار ہو جائیں
کبھی جلوہ دکھا طالب ترے محوِ تماشا ہیں — تماشا ہو تماشائے سرِ بازار ہو جائیں
تماشائے عجائب ہے تماشا خانۂ دنیا — تعجب گر نہ ہو ہم محرمِ اسرار ہو جائیں
غمِ ہجراں سے تیرے جاں بلب غمناک و مضطر ہیں — تصدق تیرے سر پر سے تیرے غمخوار ہو جائیں
دلیلِ راہ خضرِ رہنمائے سالکاں گر ہو — نہ ہوں گمراہ رہرو واقفِ ہنجار ہو جائیں

اگر سالک ہوں منظورِ نظر میخوار ہو جائیں		نگاہِ پیرِ مغاں میں جذب سے جلوہ ہے جذبہ کا
	نثارِ عشق میں ساقی ہوا ہے کیف جذبہ کا خرابِ مے فدائے ساغرِ سرشار ہو جائیں	

وہ پاس ہے تیرے دور نہیں تو وصل ہے مہجور نہیں
کیوں حبلِ مرکب میں ہے پھنسا مختار ہے تو مجبور نہیں

سرگرمِ شوق و حضور نہیں دل سرد ہے تو محرور نہیں
جس قلب میں عشق کا نور نہیں وہ تابِ جلوۂ طور نہیں

ہر رنگ میں ہے وہ جلوہ نما تو ایک حجاب میں جا کے چھپا
کیوں کور سواد ہوا ہے بتا کیا آنکھوں میں تیرے نور نہیں

آپکی ادب شناسی کا میں اعتراف ہے
لیکن کتابوں میں لکھ کر اسکا مظاہرہ نہ کریں

جو عشق میں برسر دار ہوا سردار وہی سرشار ہوا
سرمستِ وصالِ یار ہوا کس طرح کہیں منصور نہیں

جو باطن میں مشغول ہوئے محبوب ہوئے مقبول ہوئے
مجہول ہوئے معروف کہاں مشہور جو ہیں منظور نہیں

کیوں محو سرِ پندار ہوا اے مشتِ خاک ہے نقشِ فنا
دنیا میں کہاں ہے رنگِ بقا جمشید نہیں فغفور نہیں

مستور جو تھا منظور ہوا وہ جلوۂ رنگِ ظہور ہوا
جو حجاب تھا رخ سے دور ہوا مشتاقِ لقا مہجور نہیں

جو آپ ہوا بے نام و نشاں اسکو ہے ملا وہ جانِ جہاں
معراجِ وصال ہے اس کو کہاں جو عشق میں چکنا چور نہیں

ہیں تیرا فدائے سراپا ہوں میں طالبِ وصلِ معلیٰ ہوں
مشتاق و شیدا تیرا ہوں میں طالبِ حور و قصور نہیں

مخمورِ جامِ باقی ہے شیدائے نوائے عراقی ہے
سرشارِ محبت ساقی ہے سرمست ہے یہہ مستور نہیں

تو کہاں سے آیا ہے کون ہے تجھے اپنی کچھ بھی خبر نہیں
تو بھٹک رہا ہے جہاں میں تجھے ملتی راہگذر نہیں

یہہ بھرم کی سب بنتی بھنور گھپا تو چلا ہے راہ ٹٹولتا
نہ پتہ ملیگا سرنگ کا وہ طلسم ہے جہاں در نہیں

تو ہے محو جادۂ شوق و رم ہے اسی سے موردِ صد الم
تو ہے رہ سپارِ رہِ عدم کہ تلاشِ آبِ خضر نہیں

تو بنا ہے آپ ہی دام و دد۔ رہِ عاقبت سے ہے نابلد
تجھے سوجھتا نہیں نیک و بد کوئی تجھ میں وصفِ بشر نہیں

تو جہاں میں شخص ہے بوالعجب تیرا سینہ بھی نہیں ملتہب
نہیں ذوق نالۂ نیم شب تجھے سوزِ آہِ سحر نہیں

تو ہے شیفتہ زن و مال کا تو ہے بندہ اپنے خیال کا
تجھے غم نہیں ہے مآل کا تجھے اپنی کچھ بھی قدر نہیں

یہہ جہان ہے مسلکِ ابتری نہیں اسمیں صورتِ بہتری
جو چلیگا راہِ قلندری تو کسی طرح کا ضرر نہیں

تو ہے اپنی جان سے بیخبر کہ حواس تیرے ہیں منتشر
تجھے پیش کونسا ہے سفر تجھے شرم کچھ بھی مگر نہیں

وہ سروشِ محفلِ قدس کا تجھے بارہا ہے جتا چکا
تیرے ہوش ہی ہیں بجا نہیں بجا تیرے دل میں کچھ بھی اثر نہیں

تو وہاں سے منزلوں دور ہے کہ جہاں وہ قربِ حضور ہے

وہ عجب مقامِ سرور ہے کہ فرشتہ کا بھی گذر نہیں
وہ مقام نور کا ہے غلو ہے نداجہاں حق سرّہٗ
وہاں گفتگو ہے نہ رنگ و بو وہاں ضوءِ شمس و قمر نہیں

کہیں سوچ ساقیٔ بےخبر کیا تونے اپنا یہ حال رد
تجھے کچھ بھی نہیں خطرِ صمد کہ خیال زادِ سفر نہیں

ازبسکہ سوزِ دل سے ہیں آہ و فغاں میں
کون و مکاں کا راز ہمیں ہے جہاں میں
اپنی خودی کا پردہ ہے ہم پر پڑا ہوا
حیرت دلیل ہے اثرِ راہِ بے نشاں
نیرنگیٔ شیون و مظاہر طلسم ہے
سقیاس کس طریق سے ہے قیاس کا
تصویر شخص و عکس کا مظہر ہے آئینہ
ایک جنبشِ نگہ نے ۔ کہیں ۔ کیا دکھا دیا
دلیؔ ہنوز دور مگر آس ہے یہی

آتش بھری ہوئی ہے ہماری زبان میں
رونق مکیں سے ہوتی ہے ہر اک مکان میں
اپنا حجاب آپ ہوئے ہم جہاں میں
کیا کھوج ڈھونڈھتے ہیں رہِ بے نشان میں
ہر رنگ میں ہے رنگ تیا شان شان میں
یعنی قیاس آپ ہے وہم و گمان میں
اے روشناس فرق ہے کیا جسم و جان میں
حیرت یہی ہے کیوں نہیں آتا بیان میں
چلتے رہے تو پہنچینگے ہم کاروان میں

ساقیؔ پڑے ہیں آکے تعیّن کے پھیر میں
اس سے نکل گئے تو ہیں امن و اماں میں

ہم بھی ہیں طالبِ دیدار ترے کوچے میں
روز ہے مجمعٔ اغیار تیرے کوچے میں
جاں بلب ہجر سے ہیں آنکھوں میں دم آیا ہے
دردمندوں کا نہیں درد تجھے اے بیدرد
سب سے تنگ آکے تیرے کوچے میں ڈھونڈی تھی پناہ

نرگسی آنکھوں کے بیمار تیرے کوچے میں
اب تو ہے روز کی تکرار تیرے کوچے میں
زندگی ہوگئی دشوار تیرے کوچے میں
دل کے ہاتھوں ہیں تیرے زار تیرے کوچے میں
امن کی جا نہیں زنہار تیرے کوچے میں

رہنے والے تیرے کوچے کے ہوئے واقفِ راز
ہو گئے محرمِ اسرار تیرے کوچے میں

جمع ہیں شوقِ شہادت میں قتیلِ ابرو
آج ہیں مرنے کو تیار تیرے کوچے میں

جاں نثاروں سے تجھے کیوں ہے تغافل اتنا
تیرے دلدادہ ہیں اے یار تیرے کوچے میں

جلوہٴ حسن کا اے شوخ کرشمہ ہے عجیب
مست بھی ہو گئے ہشیار تیرے کوچے میں

شکر ہے آج ہوئی دولتِ دیدار نصیب
جلوہ دیکھا ہے تیرا یار تیرے کوچے میں

مضطرب ہجر میں ہے ساقیؔ نالاں تیرا
رو رہا ہے پسِ دیوار تیرے کوچے میں

تیرا جلوہ دیکھکر تیرے طلبگاروں میں ہوں
عاشقِ شیدا ہوں تیرا ناز برداروں میں ہوں

حسن کو یہہ ناز ہے میں بھی طرفداروں میں ہوں
شوخیِ اتراتی ہے اُسکے شوخ رخساروں میں ہوں

ناز کو یہہ ناز ہے اُسکے طرفداروں میں ہوں
عشق نازاں ہے کہ اُسکے ناز برداروں میں ہوں

کنت کنزاً مخفیاً کا عشق ہے جس شوخ کو
میں اُسی معشوق کے درپردہ اظہاروں میں ہوں

چار دیوار عناصر بھی ہے زندانِ بلا
کر دیا چورنگ مجھکو قید ان چاروں میں ہوں

صلح کل مشرب ہے میرا شیوہ تسلیم و رضا
دشمنوں کا دوست ہوں یارونکے بیچ یارونمیں ہوں

حسنِ فطرت کو میرے آشفتہ دل کی ہے تلاش
میں عجب ناجنس ان زبدہ خریداروں میں ہوں

حسن کو بھی خود نمائی سے حجاب آنے لگا
شرم بھی شوخی سے کہتی ہے حیاداروں میں ہوں

پھر کیا ہے مجھکو تیرے دامِ گیسو نے اسیر
پھر تیری زلفِ مسلسل کے گرفتاروں میں ہوں

پھر تیری تیغِ ادا نے مجھکو بسمل کر دیا
پھر شہیدِ ناز ہوں تیرا دل افگاروں میں ہوں

پھر کیا ہے عشقِ شور انگیز نے دل میں قیام
قایم اللیلوں کی صورت میں بھی بیداروں میں ہوں

لطف ہو راز و نیازِ عشق کا جب آشکار
تو مرا دلدار ہو میں تیرے غمخواروں میں ہوں

شکوہٴ ہجراں کیا اُس سے تو بولا یہہ شوخ
تم اسی منہ سے یہہ کہتے تھے وفاداروں میں ہوں

بھولی بھولی شکل دیکھو اپنی آئینہ میں تم
موہنی مورت پہ یہہ دعویٰ کہ عیاروں میں ہوں

بلبلِ بے بال و پر ہوں تاکجا پھڑکا کروں
یارِ شاطر ہوں تمہارا یارِ خاطر تو نہیں
زخمِ کاری دے رہی کیوں مجھے ای تیغِ عشق
رہنمائی سے تیری مجھکو ملی معراجِ عشق

پھنس گیا کچھ قفس میں تو گرفتار و نہیں ہوں
بیرخی زیبا نہیں ہے نازبردار و نہیں ہوں
میں تو اسکے جرم ناکردہ گنہگار و نہیں ہوں
اے دلیلِ راہ تیرے کفش بردار و نہیں ہوں

ساقی سرمست ہوں ساغرکشِ صہبائے عشق
میں بھی اے پیرِ مغاں تیرے ہی میخواروں میں ہوں

اشک آآ کے میری آنکھوں میں تھم جاتے ہیں
سکہ اپنا نہیں جمتا ہے تمہاری دل پر
کوئی دم کا ہی دمامہ ہے نہیں دم ہمدم
مرگِ عشاق نہیں زندۂ جاوید ہوئے
اس جفاکیش کو ہے آج تلاشِ عشاق

جب وہ کہتے ہیں ابھی تو نہیں ہم جاتے ہیں
نقشِ اغیار کے کس طور سے جم جاتے ہیں
پاسِ انفاس نہیں دم میں یہہ دم جاتے ہیں
یار سے ہونے ہم آغوش و بہم جاتے ہیں
شوقِ دیدار میں مشتاقِ ستم جاتے ہیں

ہند کے خاک بسر ساقی ہیں اہلِ باطن
کعبۂ دل میں پئے طوفِ حرم جاتے ہیں

کیا یہہ بے پیرِ دل میں دیکھتے ہیں
تیری صورت کے دیکھنے والے
حسرتا اپنی حسرت و ارماں

دلِ دلگیر دل میں دیکھتے ہیں
تیری تصویر دل میں دیکھتے ہیں
پابزنجیر دل میں دیکھتے ہیں

کیوں فروغِ سخن نہو ساقی
فیضِ رِش پیر دل میں دیکھتے ہیں

کیوں آ گئے ہیں بزمِ ظہور و نمود میں
سالک ہے کیوں تخیلِ ترکِ وجود میں
جو آگئے تجلّی نفسِ یہہِ ذات میں

آزاد مرد ہو کے رہے ہم قیود میں
نقشِ صور کا رنگ ہے تیرے شہود میں
محدود کس طریق سے ہونگے حدود میں

راز درونِ پردہ ز رندانِ مست پرس
سالک ہے کیوں حجابِ شہود و وجود میں

ارنی و لن ترانی کا سب راز کھل گیا
کیا نشۂ غریب ہے شربِ الیہود میں

اے گل جہاں میں جنکو تیرا عشق ہو گیا
وہ خار سے کھٹکتے ہیں چشمِ حسود میں

مشہورِ خلق جو ہے وہ مقبولِ حق نہیں
کیوں احمقوں کو ناز ہوا ہے نمود میں

طاعت نہیں ہے وہ کہ جو ہو بے حضورِ قلب
اے شیخ کیا دھرا ہے رکوع و سجود میں

ہے بو العجب یہہ زمزمۂ صوتِ سرمدی
کس طرح آئے معرضِ گفت و شنود میں

صوفی یہہ محو ہوئے سدِ بابِ اُنس
کیا انبساط کارگہِ ہست و بود میں

تارِ نفس سے ہے تنِ خاکی بسا ہوا
ہے عنکبوت لپٹی ہوئی تار و پود میں

صوفی یہی ہے نورِ سوادِ حجابِ قلب
ظلمت ہوئی جو سینۂ سوزاں کے دود میں

فیضِ نگاہِ رہبرِ کامل کا ہے اثر
ساقی ہے محو طاعتِ ربِّ ودود میں

نیرنگ روئے یار کے اپنی نظر میں ہیں
بیٹھے ہیں گو وطن میں مگر ہم سفر میں ہیں

ہم ذرہ وار جادۂ حیرت اثر میں ہیں
جلوے یہہ کس نگاہ کے شمس و قمر میں ہیں

جو ہو چکے زمان و مکاں سے علیحدہ
وہ کب حدودِ منزلِ شام و سحر میں ہیں

خلوت میں انس کی ہے رہائی بہت محال
سالک بڑے حجاب تیری رہگذر میں ہیں

سالک ہے گرچہ سیرِ مقاماتِ دلفریب
جو رک گئے یہاں وہ مقامِ خطر میں ہیں

خضرِ طریق بنکے جہاں میں ہیں غولِ راہ
شیطاں یہاں بہت سے لباسِ بشر میں ہیں

تسکیں تم کو دینگے وہ کیا تشنگانِ عشق
جو آپ ہی تجسسِ آبِ خضر میں ہیں

غافل ہیں لوگ محو ہیں نقشِ وجود کے
یہہ سادہ لوح آپ ہی راہِ ضرر میں ہیں

اب جلوہ گاہ اُن کی بنا ہے دلِ حزیں
دلشاد ہو کے بیٹھے وہ کیا اپنے گھر میں ہیں

سن لے کبھی تو نالۂ جانسوزِ عاشقاں
لختِ جگر برشتہ ہمارے جگر میں ہیں

ساقی وجودِ غیر شہودی ہیں جو پھنسے
نا آشنا ہی کود پڑے خود بہتو ہیں ہیں

تو فروغِ جاں ہے اپنا دلربا کیونکر کہیں
رشکِ مہر و ماہ تو ہے مہ لقا کیونکر کہیں

محرمِ اسرارِ معنے کر دیا الطاف سے
فضل و احساں تیرا اے بارِ خدا کیونکر کہیں

منعم و رزّاق تو ہے اے کریم کارساز
بینوا عاجز تری حمد و ثنا کیونکر کہیں

وہ سحابِ مکرمت ہے مہرِ گستر آجکل
نالہ ہائے عرش رس کو نارسا کیونکر کہیں

رابطے میں رازِ عالم آشکارا ہو گیا
کنزِ مخفی ہے اسے ہم برملا کیونکر کہیں

عشق کا جلوہ دکھایا ہے دلیلِ راہ نے
کور باطن تجھ سے رازِ آشنا کیونکر کہیں

نغمہ سنجی تیری اس گل کو نہیں آئی پسند
بلبلِ شیدا تجھے ہم خوشنوا کیونکر کہیں

طالبِ دنیائے دوں ہے سب نمائش کا ہی رنگ
بوالہوس زاہد کو رند و پارسا کیونکر کہیں

گرم بازارِ محبت اب نہیں ہے دہر میں
جنسِ الفت کو متاعِ بے بہا کیونکر کہیں

رازِ افشا ہو نجائے ہے خلافِ پاسِ وضع
ہم کسی سے اپنے دل کا مدعا کیونکر کہیں

جاں نثاروں کی تجھے پروا نہیں گو سادہ رو
عاشقِ صادق ہیں کا فرماجرا کیونکر کہیں

اتحادِ باہمی ہے دیکھ حسنِ اتفاق
عشق سے ہم حسن کو ساقی جدا کیونکر کہیں

تنویر کیا ہو نورِ مہ و آفتاب میں
دونو خجل ہوئے تیرے رُخ کے جواب میں

وہم دوئی سے ہیں قلق و اضطراب میں
اس زندگی نے ڈال دیا ہے عذاب میں

ہم کو بھرم نے بحرِ توہم بنا دیا
دریا سمجھ کے کُود پڑے ہم سراب میں

ہستی تیری حجاب ہے خود بے حجاب ہو
ہوگی کشودِ راہ گشادِ حجاب میں

ویراں کدہ ہے ہستیِ موہوم حق شناس
ہشیار ہو بقا نہیں دیرِ خراب میں

محوِ لقا جو ہیں ملکوتی خصال ہیں
بیدار ہو کے بھی نظر آتے ہیں خواب میں

دونوں جہاں سے ہاتھ جنوں نے اُٹھالیا
ترکِ سوال نے متوکّل بنا دیا
تم بے حجاب ہو تو قیامت ہو آشکار
فتح وشکست راز ہے تعمیرِ وقت کا
عریاں ہوئے تو سارے یہہ پردے سمٹ گئے
قالب کو اپنے چھوڑ کے مقلوب ہو گئے
جسپر نظر پڑی وہی مجذوب ہو گیا
حسن کرشمہ خیز جو چاہے سو کر دکھائے
صوفی یہی مقامِ تحیّر ہے ذاتِ بحث

آتے وہی ہیں عشق کے بس انتخاب میں
لا تُو نعم ہے کیا سخن لاجواب میں
رخنے یہہ کم نہیں ہیں تمہاری نقاب میں
کیا جبر وا ختیار ہے اس فتحباب میں
ہم خود ہوئے حجاب کا پردہ حجاب میں
کیا اور کوئی قلب ہے اس انقلاب میں
اے پیرِ مغ سلوک بھی ہو انجذاب میں
تخصیص کچھ نہیں ہے یہاں شیخ وشاب میں
حیرت ہوئی ہے آئینہ وحدت کے باب میں

ساقی یہی پیکے جرعۂ مے مست ہو گئے
ہے کیف عشق پیر مغاں کی شراب میں

قدِ بالا کو تیرے سروِ رواں کہتے ہیں
تیر اشید اتجھے جب اہلِ جہاں کہتے ہیں
اضطرابِ مرضِ عشق کی دیکھو تشخیص
آب ودانہ ہے حرام اُسکی غمِ فرقت میں

تیرے قامت کو قیامت کا نشاں کہتے ہیں
غیر کس دل سے تجھے راحتِ جاں کہتے ہیں
مجھکو وحشت سے اطبا خفقان کہتے ہیں
چاند کو خالی ہی کے ہم رمضاں کہتے ہیں

گر ہمارا دلِ صد پارہ نہیں ہے ساقی
اور کیا ہے وہ جسے لوگ کتاں کہتے ہیں

جنوں انگیز حیرت ہو گئے صحرائے مشرب میں
تماشا گاہ سازِ رازِ عشق بے حجابا ہیں
جنوں جولانِ بیتابیِ الفت دیکھکر ہم کو
تمنا ہی نہیں ہے شربتِ دیدارِ جاناں کی

ہوا ہے درسِ اول عشق شور انگیز مکتب میں
فنا آموزِ نقشِ رنگ ہیں آہنگِ مذہب میں
گرایا مہ جبینوں نے ہمیں اس چاہِ غبغب میں
ملا زہراب قاتل عشقِ شوخ شکریں لب میں

مجلا ہو گیا ہے قلب نورِ مہرِ برزخ سے
لیا تھا امتحاں اُس نے وفادارانِ الفت کا
خبر کچھ بھی نہیں ہے خفتگانِ خوابِ غفلت کو

تجلی دیکھتے ہیں ہم سوادِ چشمِ کوکب میں
کیا ہے منتخب اس عربدہ جو نے ہمیں سب میں
تجلی یار کی ہمکو ہوئی بیداریِ شب میں

پلائی ہے دلیلِ راہ نے ساقی مے باقی
نہیں گنجایش قطرہ میرے جامِ لبالب میں

تیرے عشاق جاناں طالبِ وصل ہمرا ہیں
خدا کیونکر نہ ہوں ہیں سروِ شمشادِ گلستاں پر
وفادشمن جفاؤں پر بھی تیری ناز کرتے ہیں
سروساماں ہو گیا ان کی سرو پایانِ الفت کا
ہمارے وسعتِ مشرب کو کیا تنگ آئینہ جا ہیں
ہوئے گو خاکسارِ عشق محوِ کنجِ تنہائی

شکر لب تیرے شوریدہ فدائے روئے زیبا ہیں
صنوبر قد یہہ تیرے قامتِ رعنا سے بانا ہیں
تیرے عشاق صادق ہیں بہر حالت شکیبا ہیں
سراسر چشمِ حیرت تیرے مشتاقِ سراپا ہیں
کہ یہہ شوریدہ سر آشفتہ دل اک دشتِ پیما ہیں
مگر یہہ روشناسِ دہر ہیں پنہاں میں پیدا ہیں

وفا کو کر دیا گمنام ساقی بیوفاؤں نے
جفا شیوہ حقیقت میں یہہ اسمِ بے مسمّا ہیں

ایک نیرنگ دکھاتے ہیں کہ وہ آتے ہیں
لوگ یہہ کہہ کے ستاتے ہیں کہ وہ آتے ہیں
نیم جاں ہجر میں ہیں محوِ تغافل ہے وہ شوخ
چشم گریاں ہے میرا دل بھی بھر آتا ہے
ناتوانی نے بٹھایا تھا درِ جاناں پر
کون ہوتا ہے حقیقت میں کسی کا ساتھی
شمع رخسار پہ ہو جائے گا جل جل کے نثار
جم گئے راہ میں ہم نقشِ قدم کی صورت

ہم کو دیوانہ بناتے ہیں کہ وہ آتے ہیں
دوست دشمن ہوئے جاتے ہیں کہ وہ آتے ہیں
جاں بلب جان سے جاتے ہیں کہ وہ آتے ہیں
اشک طوفان اُٹھاتے ہیں کہ وہ آتے ہیں
ہم کو درباں اُٹھاتے ہیں کہ وہ آتے ہیں
لوگ ہنس ہنس کے اُڑاتے ہیں کہ وہ آتے ہیں
دلِ پروانہ جلاتے ہیں کہ وہ آتے ہیں
نقشِ پا راہ دکھاتے ہیں کہ وہ آتے ہیں

نامہ بر اب بھی خبر لے کے نہ آیا ساقی
جھوٹی افواہ اُڑاتے ہیں کہ وہ آتے ہیں

سناتے ہیں اُسی کو وہ جسے جلوہ دکھاتے ہیں
محبت جس سے کرتے ہیں اُسی کو آزماتے ہیں

نہ اپنوں سے محبت ہو نہ بیگانوں سے صحبت ہو
الگ کرتے ہیں دنیا سے جسے اپنا بناتے ہیں

کیا بسمل ہے ان شوخوں نے دزدیدہ نگاہی سے
جو صورت دیکھتے ہیں ہم تو یہ آنکھیں چراتے ہیں

مجھے ڈر ہے یہی ساقی زباں میری نہ کھل جائے
سکھاتے ہیں وہ غیروں کے بڑی باتیں بناتے ہیں

ہمیں جلوۂ حسن کا عشق ہوا یہ وہ جلوہ ہے شوق میں رم ہی نہیں
دل و جاں سے ہوئے ہیں جو تم پہ فدا بیدم ہم ہوئے ہیں کہ دم ہی نہیں

سمجھانے سے وہ سمجھا ہی نہیں نادان بنا ہے وہ شوخِ حسین
کیا قول و قسم کا دلائیں یقیں منظور ہماری قسم ہی نہیں

نقاش جو ہے پردے میں چھپا کیا نقشِ سراغ ہو جلوہ نما
یہ جادۂ عشق عجیب ملا اس راہ میں نقشِ قدم ہی نہیں

ہے شخص کا عکس آئینۂ دل جام جمشید ہے مستِ رگل +
ساقی ہے قلب مہ کامل ہم طالب حشمتِ جم ہی نہیں

دم نکل جائے کسی کی یاد میں
ہے یہی ارمان دلِ ناشاد میں

کوئی ہمدم ہے نہ ہمدرد و رفیق
ایک دل وہ بھی کسی کی یاد میں

شوقِ مشتاقِ شہادت دیکھنا
خود دیا خنجر کفِ جلاد میں

دل بھی اب پہلو تہی کرنے لگا
ہو گیا تم سا تمہاری یاد میں

ظلم کا دل اس قدر خوگر ہوا
لطف اب آنے لگا بیداد میں

عالمِ تصویرِ جاناں دیکھ کر
کشمکش ہے مانی و بہزاد میں

نام کی ہے غیب پر مشقِ ستم
ایک پریشانی کا عالم ہے یہاں
حسرت و یاس و تمنا کا ہجوم
مدعی بھی سن کے مضطر ہو گیا
آج تک کوئی نہ نکلی آرزو
ہے غلط سنگین دلوں کا ارتباط
سر و کیوں نکر اس سے سرکش ہو سکے
میرے داغِ نا امیدی دیکھیے

ہے یہی مضمر تیری بیداد میں
تیری زلفِ خم بخم کی یاد میں
ہے دلِ حسرت کشِ ناشاد میں
تھی عجب حسرت میری روداد میں
عمر گذری نالہ و فریاد میں
کیسی نسبت شیشہ و فولاد میں
ہے وہ خوبی غیرتِ شمشاد میں
کیا دھرا ہے گلشنِ شداد میں

حضرت ناصح کہاں ساقی کہاں
فرق ہے پابند میں آزاد میں

وہ حجاب دوئی کا اب نہ رہا تو اور نہیں میں اور نہیں
تو بحرِ بقا میں موج ہوا تو اور نہیں میں اور نہیں
تو مہرِ سما میں ذرہ بنا تو شاہِ شہاں میں تیرا گدا
میں دشت نوردِ عشق ہوا صحرا میں پھرا ہلکا بھٹکا
میں طالب تو مطلوب ہوا میں شیدا تو محبوب ہوا
تو جاذب میں مجذوب ہوا مجذوبوں سی کیوں محجوب ہوا
تو اور ہوا میں اور ہوا نیرنگ روش کا دور ہوا

تو دل میں ہوا ہی جلوہ نما تو اور نہیں میں اور نہیں
یہہ قطرہ ہوا شورِ دریا تو اور نہیں میں اور نہیں
بندہ ہوں تیرا تو ہے مولا تو اور نہیں میں اور نہیں
تو میرا ہی خضرِ راہ نما تو اور نہیں میں اور نہیں
اسلوب یہہ خوش اسلوب ہوا تو اور نہیں میں اور نہیں
یہہ جذب تو جذبِ قلوب ہوا تو اور نہیں میں اور نہیں
گو تیرا نرالا طور ہوا تو اور نہیں میں اور نہیں

جانسوز تیرا پروانہ بنا تو شمع جواے جانانہ بنا
ساقی بھی تیرا دیوانہ بنا تو اور نہیں میں اور نہیں

تڑپتا ہے پھڑکتا ہے دلِ بیمار سینے میں
کیا ہے داغدارِ عشق فرقت نے تری گلرو

ہوا ہے جانگسل یہہ عشق کا آزار سینے میں
کھلا ہے داغ حسرت کا عجب گلزار سینے میں

سوئے ہیں پردہ دارِ عشق یہہ پردہ نہ کھل جائے — نہاں رکھتے ہیں تیرے عشق کو غمخوار سینے ہیں
ہماری سینہ سوزی کی تجھے کچھ بھی نہیں پروا — بھڑک اُٹھی ہے غم کی آگ اے عیار سینے ہیں

تحمل ہو نہیں سکتا ہے ساقی یاس و حرماں کا
ہوا ہے حسرت و ارماں کا یہہ انبار سینے ہیں

سنائیں آپ کو کیا دل پہ جو صدمے گذرتے ہیں — ہوئی ہے اب تو یہہ حالت نہ جیتے ہیں نہ مرتے ہیں
ڈراتے ہیں ہمیں کیا آپ یوں خنجر بکف ہو کر — خدا شاہد ہے یہہ تو ہم پہ احسان آپ کرتے ہیں
قضا کے روپ ہیں دنیا ہے درشن آپ کا غمزہ — زمانہ موت سے مرتا ہے ہم بے موت مرتے ہیں
جما ہے اعتبارِ نالہ اُن کے دل پہ کچھ ایسا — خموشی پر بھی میری ہاتھ وہ کانوں پہ دھرتے ہیں
سراسر گوشۂ دشمن کا آئے گا بہت اُن کو — کوئی اون کو سنا دو ہم بھی اب فریاد کرتے ہیں
ہمیں کیا خاک ہو امید ایسے فتنہ جویوں سے — وفا کا نام سنکر ہاتھ جو کانوں پہ دھرتے ہیں

سنائیں ہم نہیں کیا حال اپنا حضرتِ ساقی
عجب حالت ہماری ہے نہ جیتے ہیں نہ مرتے ہیں

دم دیجیئے نہ دمبدم اب دم میں دم نہیں — طالب پہ اتنا جور بھی لازم صنم نہیں
احسان اُن کے سر پہ رہا میرے مرگ کا — فرماتے ہیں کہ اب تو کسی کا بھی غم نہیں
نالے نکل رہے ہیں کچھ اس طرح دلخراش — دشمن جہان میں نہیں یا آج ہم نہیں
وصلِ عدو کا کیجیئے انکار یوں نہ آپ — سوگندِ غیر کچھ میرے سر کی قسم نہیں
ڈر ہے کہ اب نہ اور نکالی ہو کوئی راہ — بہلا سا مدعی پہ بھی لطف و کرم نہیں

ہر آئینہ پہ دل کے سراپا وہ نقش ہیں
ساقی جہاں میں اُن سا بھی ثابت قدم نہیں

وہ ادائیں آفتِ دل دشمنِ جاں ہو گئیں — حسرتیں مٹ مٹ کے آخر دل میں پنہاں ہو گئیں
آئینے میں اپنی صورت دیکھ کر شیدا ہوئے — حیرت افزا وہ نگاہیں آپ حیراں ہو گئیں

ہوگیا تسخیرِ جذبِ عشق سے وہ عشوہ گر
میری آہیں حیرتِ چشمِ نگہباں ہوگئیں

استقامت سے مجھے ساقی نہیں تسکینِ دل
میری تکلیفیں میری راحت کا ساماں ہوگئیں

من و تو کا جھگڑا مٹائے ہوئے ہیں
جو اُس شوخ سے دل لگائے ہوئے ہیں
مصور کی صورت ہے تصویرِ عالم
اُسی کا تصور جمائے ہوئے ہیں
نہ آنا کہیں ہے نہ جانا کہیں ہے
یہ خطرات کیوں دل میں آئے ہوئے ہیں
ہماری کیئے کی سزا و جزا ہے
بگاڑے ہوئے ہیں بنائے ہوئے ہیں

وہ ساقی فدائے ہمہ باہمہ ہیں
جو سرِ حقیقت کو پائے ہوئے ہیں

ستمگر جو یہ ناز والے ہوئے ہیں
ہمارے ہی نازوں کے پالے ہوئے ہیں
شبِ ہجر جو گرم نالے ہوئے ہیں
کلیجے اُنہیں کے نکالے ہوئے ہیں
ہوئے لذتِ وصل میں ایسے بیخود
وہ ہم کو ہم اُن کو سنبھالے ہوئے ہیں
گلو گیرِ شکوہ ہوئے ہیں غضب ہے
گلے ہیں وہ ہاتھوں کو ڈالے ہوئے ہیں
تعلق نہیں کوئی دنیا سے جن کو
وہی لوگ اللہ والے ہوئے ہیں
تیرے گیسوؤں نے اُڑایا ہے دلکو
یہ سانپ آستینوں کے پالے ہوئے ہیں
طریقِ محبت کے موجد ہمیں ہیں
یہ رستے ہمارے نکالے ہوئے ہیں
عجب کشمکش میں ہیں عشاق اُنکے
وہ امروز فردا پہ ٹالے ہوئے ہیں

نہ آئیں گے اب دامِ گیتی میں ساقی
زمانہ کو ہم دیکھے بھالے ہوئے ہیں

جو تیرا عاشقِ جمال نہیں
خام ہے صاحبِ کمال نہیں
بے تکلیف ہے سالکِ سادہ
گرمجوشی نہیں جلال نہیں

جذبۂ عشق چاہیئے صوفی | جو ہے افسردہ اہلِ حال نہیں
ہے کرشمہ تجدّدِ امثال | تو تماشائی مثال نہیں
آئینہ مظہرِ تجلّی ہے | عکس میں جلوۂ جلال نہیں
نقلِ ارواح ایک تماشا ہے | قلبِ ہیئت ہے انتقال نہیں
کیا نظر آئے جلوۂ برزخ | صاف آئینۂ خیال نہیں
تیرے شوریدہ سر ہیں آہوئے چشم | محوِ موجِ رمِ غزال نہیں
سر بلندی ہو کب نصیب انہیں | جو میری رہ میں پائمال نہیں
ہے روا ہم کو جامِ بادۂ ناب | زاہدو تم کو یہ حلال نہیں
کیسے غافل یہ اہلِ دنیا ہیں | کچھ بھی اندیشۂ مآل نہیں
فرد عالم میں لاجواب ہیں وہ | جن کو خوئے بدِ سوال نہیں
اہلِ ظاہر ہی کور باطن ہیں | تیرے شیدائی جمال نہیں
جوش آتا ہے خم خاموں کو | غلبۂ عشق کو اُبال نہیں
ہیں یہ رندانِ عشق پاک سرشت | شیخ تیرے سے بد خصال نہیں
کوئی ملتا نہیں ہے ہم مشرب | کوئی ہم رنگ و ہم خیال نہیں
رند بیکش بھٹکتے پھرتے ہیں | کیا کوئی شہر میں کلال نہیں
حق نے بخشی بقا ہے بعد فنا | اب فنا کا ہمیں خیال نہیں
پہنچیں کس طرح سے حضوری میں | جن کو ملتی صفِ نعال نہیں
ہے تجلی بھی ایک حجابِ جمال | پردۂ ہجر ہے وصال نہیں
متوکل ہیں جاں نثار تیرے | اُن کو کچھ قدرِ جاہ و مال نہیں
وصلِ عریاں کی شادمانی میں | غمِ ہجراں کا کچھ ملال نہیں
جستجو شرط ہے طلبگار رو | یار ملجائے کچھ محال نہیں

تیرے عاشق ہیں زندہ جاوید
لا دوا ہے جراحتِ غمِ عشق

اُن کو کچھ موت کا ملال نہیں
چارہ گر اُس کا اندمال نہیں

اے خوشا وقت ہم کو یاد کیا
آج ساقی خوش مقال نہیں

بات کا آپ کو خیال نہیں
خوبصورت ہو خوش مقال نہیں

ذکرِ دشمن پہ کیوں ہو چیں بجبیں
تم کو کچھ بھی تو انفعال نہیں

بلبلو رونقِ چمن کیا ہو
زیبِ گلشن وہ نونہال نہیں

ناز ہے حسنِ چند روزہ پر
اے بتو حسن لازوال نہیں

تو نے کیا شیوہ اختیار کیا
خوشنما یار تیری چال نہیں

حسنِ ظن عاشقوں کو تجھ پہ ہے
بدگماں تجھکو گو خیال نہیں

دولتِ عشق سے غنی ہم ہیں
اس گراں مایہ کو زوال نہیں

تیرے رعبِ جلال سے شہ حسن
کیا کہیں حالِ دل مجال نہیں

ہے شبہ اُن کو بدگمانی کا
وہ یہاں آئیں احتمال نہیں

کوئے قاتل سے بچ کے چلتے ہیں
زندگی کچھ ہمیں وبال نہیں

کیا نہیں موشگافیاں تیری
اپنی چھاتی پہ اتنے بال نہیں

کج ادا ہم کھری سنائیں گے
غیر کی بات ہم پہ ڈھال نہیں

خوبرویوں میں زشت خوئی ہے
خوشنما شوخ خوش خصال نہیں

تو نے محسودِ خلق ہم کو کیا
ہم کسی کے بھی بدسگال نہیں

کیا ہوا ساقی ستارہ شناس
دیکھتا کس لئے ہے فال نہیں

شوق آزما ہے مطلعِ انوار کیا کریں
شوریدہ حال طالبِ دیدار کیا کریں

جو مدعائے خاص ہے اظہار کیا کریں
یارب تشفیِ دلِ بیمار کیا کریں

دورِ مراد گو نہیں ایں ہم غنیمت ہست
ہم کو دیا ہے کام تو انکار کیا کریں

رُخ ہے اُدھر کو دل ہے تمہارا کسی طرف
رازِ نہاں جو ہے وہ پدیدار کیا کریں

ذوقِ جنوں نورد نے آزاد کر دیا
ہم کو اسیرِ شوق فسونکار کیا کریں

اک جام پر بگڑ کے جھگڑتا ہے میفروش
حیرت نظر ہیں ساقیِ میخوار کیا کریں

دریا کہوں کہ شناہ سوارِ ہوا کہوں
ایسا عناں گسیختہ جاتا ہے کیا کہوں

حیراں خیالِ شوق ہوں کیا مدعا کہوں
رازِ نہاں مراد نہیں برملا کہوں

خطرہ یہہ ہے نہ درخورِ قہر و عتاب ہوں
اے خودپسند تجھ کو اگر خودنما کہوں

مایل کیا ہے تو نے فسونِ شیوہ شوخ کو
اے جذبِ کارساز تجھے دلربا کہوں

مقبل وہی ہے جس سے دلِ مدعا ملا
فیضانِ حق کو سایۂ بالِ ہما کہوں

ہنس ہنس کے آج اُس گلِ رعنا نے یہہ کہا
تو بینوا کہاں ہے تجھے بانوا کہوں

بیگانۂ خرد نہیں دیوانہ میں نہیں
حسنِ سلوک کو ستمِ ناروا کہوں

شرطِ وفا نے مجھکو بنایا نیاز خو
بیجا بھی تم کہو تو میں اسکو بجا کہوں

دہ شوخ دیکھتا ہے میرے حسنِ شوق کو
تقریب ہو تو حالِ دلِ مبتلا کہوں

سرشار ہی مجھے نظر آتا ہے جب ملے
ساقی تو ہی بتا میں تجھے پارسا کہوں

وہ مسیحا جو ہوا نخچیرِ سوختگاں
کم یہہ کس طور ہو دردِ جگرِ سوختگاں

گرمجوشی میں فسونِ رنگیِٔ رعنائی ہے
نگہِ مہر میں بھی ہے ضررِ سوختگاں

سوزِ باطن کا یہہ نیرنگ تماشا دیکھو
کوئی ہوتا ہی نہیں ہمسفرِ سوختگاں

ہو گیا عشق کا وہ زندۂ جاوید شہید
جس نے دیکھی ہے ضیا نظرِ سوختگاں

وہ دمِ صبح نہ آیا جو میسرا مہرِ جمال
گل کھلائے گی یہہ آہِ سحرِ سوختگاں

گامزن شوق سے سو کیوں ہے درنگِ ہرزہ
سالکِ سادہ یہ ہے رہگذرِ سوختگاں

بے نیاز انہ وہ ممتاز جہاں ہوتا ہے
جو عقیدت سے ہوا خاکِ درِ سوختگاں

ذکرِ قلبی نے کیا شایقِ صحبت آخر
واہ وا رنگ نو آئینِ اثرِ سوختگاں

طالبِ عشق ہے گر ساقیٔ مجذوبیت سے مل
دیکھ لے حسنِ سلوکِ نظرِ سوختگاں

رہا نہ اُنس وہ اب سیرِ بوستاں سے ہمیں
بہار سے ہی نہ مطلب نہ کچھ خزاں سے ہمیں

کیا اسیرِ الم ہجرِ جانستاں سے ہمیں
نہ تھی امید یہہ اُس یارِ مہرباں سے ہمیں

بھٹکتے پھرتے ہیں ملتی نہیں ہے منزلِ دوست
دلیلِ راہ ملے کوئی کارواں سے ہمیں

وہ مہر کو کب اس طرف ہوا مائل
جو فیضِ لطف ہو مہر وشنگرِ رواں سے ہمیں

دکھا کے جلوۂ فطرت کیا پریشاں حال
حصول خاک ہوا تیرہ خاکداں سے ہمیں

خدا کسی کو نہ افسردہ دل کرے ہرگز
بہارِ باغ کا ہے تجربہ خزاں سے ہمیں

مدد کیواسطے ہر دم ہے پاس قلبِ شہید
ہراس کوئی نہیں اُن کے امتحاں سے ہمیں

خیالِ یار نے آزاد کر دیا آخر
رہا نہ کام ہم آہنگیٔ جہاں سے ہمیں

یہہ رہنمائے طریقت بلاارادت ہے
جنونِ عشق نے کھینچا یہاں کہاں سے ہمیں

پیامِ مرگ نہ بن جائے کاہشِ ہجراں
دوا ملی نہ کوئی عیسیٔ زماں سے ہمیں

رہے ہو نفیِ اثبات کے بہت مانوس
کبھی تو شاد بھی کرنا تھا یارہاں سے ہمیں

بنی ہے کشمکشِ دہر سے حیات و ممات
لگاؤ کوئی نہیں عمرِ جاوداں سے ہمیں

کیا ہی اُن سے جدا۔ تھے ملیں بزمِ وصال
بجا یہ وجہ شکایت ہے آسماں سے ہمیں

ازل سے نسبتِ عشقی ہے بلبلِ کشمیر
قدیم واسطہ ہی حسنِ گلرخاں سے ہمیں

ہمارے شاہدِ رعنا خیالِ موزوں ہیں
ہوا ہے ربط جو اس طبعِ گلفشاں سے ہمیں

فروغِ حسنِ سخن فیضِ مبداءِ فیاض
دیا ہے رنگِ اثر معنی و بیاں سے ہمیں

مرید جامِ محبت ہیں ساقی سرمست
کوئی اُٹھا نہیں سکتا درِ مغاں سے ہمیں

تڑپتا ہی رہا اپنا دلِ مہجور سینے میں
یہ دردِ ہجر ہے یارب کہ ہے ناسور سینے میں

ادائے حسن و رنگِ عشق کے ہر دم تماشے ہیں
تماشا گر بنا کیسا دلِ مہجور سینے میں

کیا کیوں حسرت آگیں بلبلِ کشمیر کو تو نے
یہ کیا پیکر تراشی کی ہے رشکِ حور سینے میں

بیابان گردِ وحشت ہو گیا ای وائے ناکامی
کبھی رہتا تھا اپنا بھی دلِ مسرور سینے میں

رگ و پے میں سرایت کر گئی آتش محبت کی
یہ سوزِ عشق میرا ہو گیا بھرپور سینے میں

حجابِ عاشقاں بے پردہ اب ہونیکو کہتا ہے
کریں جوشِ محبت کس طرح مستور سینے میں

کیا تاثیر و جذبِ عشق نے ہی سرخرو دل سے
صدا سنتے ہیں ہر دم سُتُعکُم مشکور سینے میں

ہمیں ای کور باطن غافلو منظور کیا ہوگا
جو ہوا آنکھوں کا تارا کیوں نہ ہو مستور سینے میں

کبھی ممتازِ عیشِ وصل کرتے اپنے ساقی کو
ہجومِ شوق رہتا با دلِ مسرور سینے میں

گلشن میں شادماں تھے دلگیر ہیں قفس میں
تقدیر نے کیا ہے صیاد تیرے بس میں

آیا نہ ساتھ آخر وہ عشوہ گر ہمارا
کیں منتیں ہزاروں لاکھوں دلائیں قسمیں

غیروں کی صحبتوں کے شایق ہوئے ہو گلرو
کیا ہو بہارِ جلوہ گل ہوں جو خار و خس میں

تجدید کا جو شایق ہر اک بشر ہوا ہے
تبدیل ہو رہی ہیں سب ہیں جو کہنہ رسمیں

آیا ہے بعدِ مدت وہ نوش لب ہمارا
مسرور ہم ہوئے ہیں ساقی کئی برس میں

ہمیں بیگانۂ الفت وفا دشمن سمجھتے ہیں
ہمارا تجربہ ہے اس کو حسنِ ظن سمجھتے ہیں

ہجومِ عاشقاں ہے زیرِ بامِ مہ جبیں کیسا
یہ سادہ لوح کیا اُس کو پسِ چلمن سمجھتے ہیں

کیا ہے عشوۂ رنگِ تماشا نے ہمیں بیخود
ترے مجذوب ہیں پھر کیا آذر و بہمن سمجھتے ہیں

گزر ای دل ہمارا شرمِ خلوت میں ہی ناممکن
ہوئے مجبورِ حکمِ یار کو قدغن سمجھتے ہیں

عقیدت مند جو ہیں وہ نگارِ کیفِ ساقی کو
تجلی گاہِ فیضِ وادیِ ایمن سمجھتے ہیں

آتا نہیں یہاں دلِ ناشاد کیا کروں
دم ہی نہیں ہے نالہ و فریاد کیا کروں

اپنی شکوۂ ونجع کو برباد کیا کروں
حیراں ہوں شکوۂ ستم ایجاد کیا کروں

کیوں جذب نامرادِ ہو محوِ خیال کا
جو دل میں بس رہا ہے اُسے یاد کیا کروں

وحشت سرائے رنجِ فراقِ نگار ہے
اپنے جنوں کدہ کو میں آباد کیا کروں

نقشِ مرادِ منظرِ امید ہے کہاں
میں انتظامِ شیشئے بنیاد کیا کروں

اُس شوخِ بے مثال کا ہوں دل سے شیفتہ
اب تم سے مل کے مانی و بہزاد کیا کروں

زخمِ کہن میں پھر خلشِ تازہ ہو گئی
سیرِ بہارِ گلشن ایجاد کیا کروں

مہجورِ گل ہوں بلبلِ بے پرشکستہ دل
تیرا علاج در قفس زاد کیا کروں

شوقِ فسوں ادا کا یہ انگیز نار ہے
کہتا ہے تجھکو وصل سے دلشاد کیا کروں

کنجِ قفس میں بلبلِ کشمیر زار ہے
اے ہمصفیر ہدیہ صیاد کیا کروں

شیریں ادا نگار نے کی تلخ زندگی
ساقی تشفیِ دلِ ناشاد کیا کروں

اُن کو ہے عادتِ وفا ترکِ جفا کیا کریں
ای دلِ بیمارِ غم تو ہی بتا کیا کریں

صاحبِ تمکیں جو ہیں چون و چرا کیا کریں
تجھکو نہیں امتیازِ اہلِ وفا کیا کریں

ہم سے وہ ملتا نہیں گلرخِ رنگیں ادا
نخلِ محبت کی ہم نشو و نما کیا کریں

ای بتِ فرخ جمال کیوں نہیں بذل و نوال
ملتی نہیں کچھ زکوٰۃ بہرِ خدا کیا کریں

تم کو تنفر سہی ہم کو ہے الفت وہی
زندہ رہو شاد ماں اور دعا کیا کریں

ساقی سر مست ہیں طالبِ صہبائے ناب
لے گئے یہ پیرِ مغاں دُردِ صفا کیا کریں

جو رازِ دل ہے وہ کیا شوخ بیوفا سے کہیں
یہ حالِ سوزِ دروں یارِ آشنا سے کہیں
یہ کج ادائی تو دیکھو وہ شوخ کہتا ہے
سکت ہی مجھکو نہیں کس طرح ہوں دامنگیر
وہ دردمند کہاں جو شریکِ صحبت ہیں
طلسمِ راز ہے دامِ فریب کا نیرنگ

وہ عشوہ سنج ہوا کس روش ادا سے کہیں
گذر رہی ہے جو دلپر وہ دلربا سے کہیں
ہیں اُن کی کچھ نہ سنوں گا کسی ادا سے کہیں
چلا کدھر کو یہ صبرِ گریز پا سے کہیں
کہ رنگِ بزم کبھی تیرے مبتلا سے کہیں
جو بار پائیں تو ہم کچھ فسوں ادا سے کہیں

وہ مستِ ناز ہے کس رنگ میں کہاں ساقی
سلامِ شوق میرے رندِ پارسا سے کہیں

دل جلانیکو یہاں عشوہ طراز آتے ہیں
اُن کو ہر رنگ میں سو طرح کے ناز آتے ہیں
ناظرِ جلوہ تیری چشمِ تصرُّف ہی نہیں
نقشِ فطرت میں کوئی سرِ حقیقت ہے عیاں
باخبر تو نہیں مشتاقِ جمالِ جاناں
دیکھ کر شکل تیری ہو گئے ہم سر بسجود
حرمِ دل میں جو ہے پردگیٔ عصمتِ عشق
اُن کو منظورِ نظر سازِ شکستِ دل ہے

یہ ستم کیش کہیں جور سے باز آتے ہیں
دل میں کچھ سوچکے جب اہلِ نیاز آتے ہیں
سادہ دل وہ کہیں نیرنگ سے باز آتے ہیں
شوق میں شیفتۂ حسنِ مجاز آتے ہیں
تجربہ ہمکو ہوا محرمِ راز آتے ہیں
کیا عقیدت سے یہاں بہرِ نماز آتے ہیں
دمبدم اشک یہ رسواکنِ راز آتے ہیں
شائقِ طرزِ جفا عشوہ ساز آتے ہیں

ساقی جلوہ فدا طالبِ دیرینہ ہیں
کسی امید پہ اے بندہ نواز آتے ہیں

کیوں کیا خستۂ ملال ہمیں
یہ نہ ہرگز تھا احتمال ہمیں

نہ سمجھ غیرِ مہ جمال ہمیں
ہو رہا ہے ہر ایک کشتگی پر
جاں بلب سینہ داغِ ہجراں ہیں
کر دیا نقش ہائے بوقلموں
بختِ فرخ ہے بلبلِ کشمیر
عشوہ سنجی میں آپ ہیں یکتا
کسی عنواں سے ہو نہیں سکتا
آپ ہیں شاد غم سے ہم آزاد
شرم رہ جائے وضعِ تمکیں کی
ماضیہ تجربوں نے آخر کار
نگہِ شوخ عشوہ پیکر سے
کر دیا ایک غزالِ شہری نے
تیری نسبت سے ای مہِ کامل

دیکھ رہنے دے بے مثال ہمیں
اُن کے آنے کا احتمال ہمیں
کربِ غم سے کہیں نکال ہمیں
محو آئینۂ خیال ہمیں
وصل سے کر دیا نہال ہمیں
بذلہ سنجی میں ہے کمال ہمیں
تیرے ملنے کا احتمال ہمیں
کوئی بھی اب نہیں ملال ہمیں
تو ہی واماندگی سنبھال ہمیں
کر دیا پاسبانِ حال ہمیں
مل گیا پاسخِ سوال ہمیں
محوِ موجِ رمِ غزال نہیں
لوگ کہتے ہیں باکمال ہمیں

ہیں شہنشاہِ بے نوا ساقی
جامِ جم ساغرِ سفال ہمیں

پردۂ شرم اُٹھا ماہِ لقا دیکھ تو لوں
نازِ بے صرفہ نہ کر جلوہ نما دیکھ تو لوں
بہ فسونِ عشوہ تیرا مظہرِ نیرنگ ہوا
اپنے در پر بُتِ بے پیر پڑا رہنے دے
شوخ کہتا ہے مذاقِ ستم انگیزی ہیں
وحشتِ پُر ہول میں آیا ہوں ہٹک کر ای دل

منتظرِ دید کا ہوں عشوہ ادا دیکھ تو لوں
تجھکو ای شانِ ادا کارِ حیا دیکھ تو لوں
تجھکو آئینہ میں آئینہ نما دیکھ تو لوں
آستاں فیض کا ہے شانِ خدا دیکھ تو لوں
میں بھی کچھ حوصلۂ اہلِ وفا دیکھ تو لوں
کوئی ہمدرد یہاں آبلہ پا دیکھ تو لوں

ساقیؔ رند ہوں میں بادۂ گلگوں کا شہید
مُغ بچو رنگ مے روح فزا دیکھ تو لوں

جلوہ فرما تجھے ای جلوہ نما دیکھ تو لوں
جانِ جانان یہ خورشید لقا دیکھ تو لوں

حسرتِ بسملِ مہجور رہی ہے دمِ مرگ
اُس کو مرقد پہ کبھی نوحہ سرا دیکھ تو لوں

راحتِ جان تیری ہو جائے جفا اور قضا
تجھکو نیرنگ سے میں رو بقضا دیکھ تو لوں

ڈگمگاتی ہی رہی کشتیِ امید میری
ورطۂ ہجر میں طوفانِ بلا دیکھ تو لوں

مشورہ آپ سے کرنا ہے مجھے خلوت میں
ایک شگوفہ یہ نیا آج کھلا دیکھ تو لوں

آرزوئے دلِ مجبور یہ ہے اب قاتل
تیرے ہاتھوں سے میں قسمت کا لکھا دیکھ تو لوں

حالتِ نزع سنی اُس نے کہا گھبرا کر
میرے بیمار کو کیا آج ہوا دیکھ تو لوں

شوخیِ ناز نہ مدہوشِ تمنا کر دے
ہو بہوائے صنم ہوش رُبا دیکھ تو لوں

مجھ کو بیتابیِ دل نے ہے سراسیمہ کیا
ای غمِ یار میرا ہاتھ ہٹا دیکھ تو لوں

پیرِ مُغ صاف ہے یا جام میں دُردِ تہِ جام
حسنِ فیضان ہے میں کاسہ گدا دیکھ تو لوں

مجھ کو بازار میں دیکھا تو کسی سے یہ کہا
ساقیِؔ زار ہے مشتاق لقا دیکھ تو لوں

یار اُس کا ہوں جو بے مہر میرا یار نہیں
اُس کا وابستہ جسے کوئی سروکار نہیں

عرض اتنی ہی میری درخورِ آزار نہیں
اور جو حال ہے وہ قابلِ اظہار نہیں

جدتِ طرز تمایان نے کیا حیرت سنج
کوئی نیرنگ ہے اقرار میں انکار نہیں

کیوں سبک سیر ہوئے اتنے رہِ نخوت کے
میں تو کچھ آپ کے احسان کا گرانبار نہیں

ہم نے یہ ترکِ تعلق سے تعلق سمجھا
کیا وہ آزاد جو تیرا ہے گرفتار نہیں

لطف تو دیکھئے کہتا ہے میرا یارِ غنی
یہ نکمّا ہے ترا دل ہمیں درکار نہیں

طپشِ شوقِ تجلی جو ہوئی حوصلہ سوز
آج قابو میں ہمارا دلِ بیمار نہیں

میری آسانیٔ مشکل نہ کشاکش ہی رہے
ہیں خدنگِ نگہِ یار کا بسمل نہ ہوں
نشّۂ ذوقِ وفا کا جو ہوا ہوں سرمست
نفس مطلب ہو میرا یعنی تمنّا شاید
حفظِ تمکیں نے کیا موردِ الزام ہمیں
چشمِ مشتاق کہاں عشق کا آزار نہیں
دل سے مشتاق بظاہر وہ ہوا شوخ ادا
دور ہی دور رہا کرتے ہو کیا اس کا سبب
سختیٔ عشق کبھی حسنِ تلافی ہوگی

آپ کی ہمّتِ عالی کو یہ دشوار نہیں
لبِ اظہار کی صورت لبِ سوفار نہیں
خالی از کیف میرا ساغرِ سرشار نہیں
آج محفل میں جو منجملۂ اغیار نہیں
شوخ کہتا ہے ابھی لذّتِ آزار نہیں
جو ترے مردمِ بیمار کا بیمار نہیں
شوخیٔ ناز یہ ہے مائلِ گفتار نہیں
کوئی ظاہر میں عداوت نہیں تکرار نہیں
کون سے دل سے کہوں اُسکو میرا پیار نہیں

آج میخانے میں وہ گرمیٔ ہنگامہ کہاں
ساقیِ شوخ نظر رندِ قدح خوار نہیں

مضطربِ خیال ہوں حیرتِ انتظار میں
طاقتِ گریہ تا کجا دیدۂ اشکبار میں
ہم کو ستا رہا ہے پھر شوقِ جمالِ دل فروز
یار کہاں ہیں غمگسار کرتے ہیں آ کے دلفگار
ناظرِ جلوہ ہو گئے شیفتۂ ہوائے شوق
ہم کو متین کر دیا شیوۂ پاسِ وضع نے
جذبِ رسا کرشمہ ساز طالعِ سعد نے کیا
اے دل سادہ ہو گیا تجربہ بے بکری
ہے یہ بقا فنا عجب اے دلِ مدّعا طلب
پیرِ مغاں بھی آ گئے مغبچگانِ شوخ بھی

کاش نویدِ وصل ہو آج پیامِ یار میں
دم وہ کہاں ہے بیوفا اب میری جانِ زار میں
دیکھئے کس طرح سے ہم جاتے ہیں بزمِ یار میں
لطفِ مذاق کیا ہمیں صدمۂ ہجرِ یار میں
عشوۂ دلفریب ہے شوخیٔ رم شعار میں
شکوہ طراز ہوں کہاں یہ نہیں اختیار میں
حیلہ گریز شوخ کو کھینچ لیا حصار میں
کام کسی کا بھی بنا حجّتِ بار بار میں
زندہ شہید کیوں ہوئے محوِ خیالِ یار میں
ساقیِ مستِ شوق ہے حلقے کے انتظار میں

وہ ہوا حسنِ گلو سوز پہ جاناں نازاں
کون سی شکل سے ہو عاشقِ حیراں نازاں

دلِ وحشت کدۂ شوق تجلی مظہر
تیرے جلوے نے کہا اے مہِ تاباں نازاں

تیرے ممنونِ کرم منتظرِ جلوہ ہوئے
حسن اخلاق پہ ہیں مایۂ احساں نازاں

تو نے حلقے ہیں دیا بادۂ سرجوش کا جام
آج ساقی ہے ترا ساقیِ دوراں نازاں

کہیں ملے وہ میرا شوخِ ماہرو تو کہوں
سنے اگر دلِ بیتاب آرزو تو کہوں

غضب یہی ہے ادھر ملتفت نہیں ہوتا
اگر ہو لطف نظر شوخِ تند خو تو کہوں

تمہیں خیال نہیں میری یہ مجال نہیں
میں جان بوجھ کے اپنا کروں عدو تو کہوں

کیا ہے حسنِ گلو سوز نے شہیدِ ادا
ادھر کو رخ ہو تیرا تیغِ آرزو تو کہوں

شہیدِ شوق ہوں میں بسملِ تمنا ہوں
کریں نہ آپ اگر خونِ آرزو تو کہوں

بتاؤں کیا تجھے اے ناشناسِ کیفیت
اگر ہوں شیفتۂ بزمِ رنگ و بو تو کہوں

تیرا ہوں رند یہ مست پیرِ مغ ساقی
ملے جو بادۂ گلفام مشک بو تو کہوں

گزر رہی ہے جو دل پر وہ تم سنو تو کہوں
یہ آرزو ہے مجھے کچھ جواب دو تو کہوں

بگڑ بگڑ کے مجھے تم نے کردیا دل تنگ
شریکِ درد میرے تم اگر بنو تو کہوں

جو میری عرضِ تمنا ہے کہہ نہیں سکتا
حجابِ ناز اگر تم ذرا ہٹو تو کہوں

یہ مجھ کو ذوقِ تماشا ستا رہا ہے بہت
ادائے خاص سے پھر آج دیکھ لو تو کہوں

تمہاری ہرزہ خرامی نے کردیا خاموش
کبھی جو صحبتِ نااہل سے بچو تو کہوں

تمہیں خدا نے کیا خلق کس لئے آخر
کسی کے ہو کے رہو تم کبھی بنو تو کہوں

تیرا حجاب خموشی ہے ناز کا شیوہ
جو دل میں رنگِ محبت اثر ہو تو کہوں

میں رندِ شوخ نظر ساقی قدح کش ہوں
کہاں چھپے ہو ادھر آؤ مغ بچو تو کہوں

جنونِ عشق نے ڈالا ہمارے طوق گردن میں
ہوئی حسنِ تعلق کی کشاکش جیب و دامن میں

خفا دم کیوں نہ ہو دلبر گیا ہے بزمِ دشمن میں
غضب خلجان پیدا ہو رہا ہے دل کی دھڑکن میں

شہیدانِ وفا کی تھی وہ چشمِ عشوہ گر طالب
ہدف شاید کوئی آیا نگاہِ ناوک افگن میں

لگا دی آگ باطن میں شرارِ عشق نے کیسی
بنا ہے آبلے کی شکل قطرہ قطرہ خوں تن میں

دمِ دیدارِ جاناں صبحِ روشن شامِ ہجراں ہو
کبھی وہ مہر آنکلے جو غمخواروں کے مسکن میں

ادھر بائل ہوا ہے آج میرا شوخِ آہن دل
ہوا کیا جذبِ مقناطیس پیدا سنگِ مدفن میں

یہ ناسورِ کہن ہے عشق کا مٹ بھی نہیں سکتا
تیرے مشتاقِ حسنِ جلوہ تھے جاناں لڑکپن میں

نثارِ جلوۂ رعنا ہے تیرا شیفتہ ساقی
یہ موزوں ہے دعا کو کوچۂ جنت نشیمن میں

بنا شوقِ شہادت حرصِ قاتل ذوقِ کشتن میں
ہوائے آرزو ہے شکلِ جوہر تیغِ آہن میں

وہ گل چہرہ جو آیا آج بیتابانہ گلشن میں
کوئی سحرِ خفی تھا نالۂ مرغِ نوازن میں

کہاں ہے جذبِ کامل بلبلِ نالاں کے شیون میں
اُداسی چھا رہی ہے آج کیسی صحنِ گلشن میں

میرا سوزِ نہاں اُن کا گدازِ دل بنا آخر
دمِ اعجاز تھا کیسا چراغِ زیرِ دامن میں

جنوں آزادِ فطرت سے تعرف کچھ اگر ہوتا
پھنساتی کیوں ہمیں پابندیٔ زنجیرِ آہن میں

کوئی گل سوز خواں ہے اور کوئی فاتحہ خواں ہے
ہوا حسنِ کشش کا رنگ پیدا شمعِ مدفن میں

یہ چکر دے رہا ہے کیوں ستمگر سینہ چاکوں کو
فلک آیا نظر ہم کو تمہارے دورِ دامن میں

چراغِ زندگانی ٹمٹماتا سا نظر آیا
فنا آثارِ ہستی دیکھ کر کاشانۂ تن میں

تماشا دیدنی ہے زخمِ سوزِ اضطرابِ دل
سوادِ داغِ حیرت آئینہ ہے چشمِ رگزن میں

دل و جاں ہو گئے تاراج دستِ فتنہ سامانی
خدایا پھنس گئے ناحق نوردِ برقِ خرمن میں

زہے تقدیر ساقی شاہدِ مست آیا ہے
حمائل کیوں نہ دستِ شوق ہو مینا کی گردن میں

ہوا سرمست وہ قاتل نشاطِ زود کشتن میں
ہماری حیرتِ بسمل رہے گی ساتھ مدفن میں

شہیدانِ لقائی تھی وہ چشمِ سحر دم جو یا
قتیلِ عشق ہے محصور دامِ ساحری فن میں

کیا ہے تازہ دم کیسا ہوائے شانِ فطرت نے
شمیمِ روح پرور ہے نسیمِ صبح گلشن میں

میرے اشکِ ندامت شاملِ حسنِ عمل ٹہیرے
رہا وہ بیبانہ کوئی جامۂ عریانیٔ تن میں

پناہِ امن ہے اپنی فضائے کوچۂ دلبر
کبھی ایمن نہ ہوں گے ہم سوادِ دشتِ ایمن میں

محل سمجھا ہمیں گلروتے ای دل بزمِ خلوت کا
کھٹکتے ہی رہے رنگِ نگارِ شوخِ بدظن میں

نہالِ مدعا سرسبز دل گل گل شگفتہ ہے
سمنِ شوخِ گلچہرہ ہے میرے ساتھ گلشن میں

تماشا کچھ دکھاتی ہے ہمیں اب شانِ برنائی
یہ انگیز ادائے سادہ روکب تھا لڑکپن میں

اُٹھا کر چار تنکے آشیاں ہم نے بنایا ہے
نظر آتے ہیں مجھکو باغباں بہ خارِ گلشن میں

بہارِ آرزو ہے ساقیٔ مستانہ آتا ہے
گلِ نغمہ تمنا آج بن جائے گی گلشن میں

جنوں شیدا ہوئے وحشت کا پھر سامان کرتے ہیں
ہوائے شوق میں مستانہ ہم جولان کرتے ہیں

شہیدِ آرزو کے قتل کا سامان کرتے ہیں
بڑا احسان کرتے ہیں بڑا احسان کرتے ہیں

ہمیں تو شوخیوں نے کر دیا ہے محوِ رعنائی
کشاکش ہر نفس دل میں میرے ارمان کرتے ہیں

یہی شیوہ رہا ہے خلق میں اربابِ ہمت کا
بُھلا دیتے ہیں اُسکو جو کوئی احسان کرتے ہیں

خدایا فضل تیرا ہو تو وہ رم شیوہ آجائے
تصور میں جسے ہم شوق سے مہمان کرتے ہیں

یہ کیا منظورِ خاطر ہو گیا شوخانِ ہوش کو
ہمارا خانۂ امید کیوں ویران کرتے ہیں

محل کوئی نہیں ہوتا ہے اپنے لطفِ صحبت کا
بہت اچھی طرح سے آجکل گزران کرتے ہیں

کبھی ای جانِ جاناں کا مگارِ آرزو کرتے
تمنا مدتوں سے شوق کے ارمان کرتے ہیں

کیا مسرور کیسا جامِ سرشارِ محبت سے
تیرے مستِ نوازش کیف میں جدان کرتے ہیں

ہوا ہی جاگزیں دل میں خیالِ نورِ شمسد رہے
یہی ہے شغل اپنا۔ ذکرِ یا سبحان کرتے ہیں

ہمارا ساقی تو سرمست ہے تطارگی شرب
مقطع
جو ہیں کوتہ نظر نا اہل وہ کیا دھیاں کرتے ہیں

شوق میں منتشرِ ذوق نظر جاتے ہیں
کیا یہ ہمراہ لئے رنگِ اثر جاتے ہیں

یہ جنوں جوش جو شوریدہ نظر جاتے ہیں
ہاں بتا بیخودیٔ حال کدھر جاتے ہیں

بحرِ مواج ہے دریائے تعشق اے دل
گر شناور ہیں تو ہم پار اُتر جاتے ہیں

سینہ و اخگرِ تمنّا کے جلانے کے لئے
لالہ رُخ روزنئے گل یہ کتر جاتے ہیں

حسبِ دلخواہ کوئی کام ہمارا نہ ہوا
لے تیری بزم سے اے رشکِ قمر جاتے ہیں

یا خدا آج تو مسرورِ تماشا ہو جائیں
جلوہ شیدا طرفِ روزنِ در جاتے ہیں

یمنِ توفیق کا اعجازِ کرشمہ دیکھو
کام بگڑے ہوئے دم بھر میں سنور جاتے ہیں

یہ دمے چند اقامت ہے سرائے فانی
دم یہاں لے کے مسافر تیرے گھر جاتے ہیں

جادۂ شاہدِ مقصود فنا فی الافعال
زندۂ عشق ہیں جیتے ہی جو مر جاتے ہیں

شمع رو حسن گلوسوز نے کھینچا آخر
عشق مجذوب یہ پروانے کدھر جاتے ہیں

ربطِ دیرینہ کا نیرنگِ مراسم دیکھو
تہمتِ تازہ جب آتے ہیں وہ دھر جاتے ہیں

رنگِ دلچسپ نہیں کوئی تماشاگہِ دھر
سیر کو آئے تھے اُکتا گئے گھر جاتے ہیں

شہر میں دھوم مچی اُن کی مسیحائی کی
کشتۂ ہجر کی وہ لینے خبر جاتے ہیں

تیرے دیدار سے دل شوق میں بڑھ جاتا ہے
لاکھوں ارمان میرے سینے میں بھر جاتے ہیں

کیا کوئی جشنِ طرب آج ہے میخانے میں
ساقی جام فدا شوخ نظر جاتے ہیں

تیرے جلوے ہی کی ہیں طالبِ دیدار آنکھیں
آج دیدار سے ہیں ساغرِ سرشار آنکھیں

ہو گئیں محرمِ بیمار کی بیمار آنکھیں
اٹھ نہیں سکتی ہماری حرمِ دیدار آنکھیں

خارِ خارِ خلشِ دید نے بیتاب کیا
کیوں ملاتا نہیں اے غیرتِ گلزار آنکھیں

یہ فریبِ نظر و لشد کاں ہے شاید
مست ہو کر بھی رہیں آپکی ہشیار آنکھیں

خندہ زن شاہدِ مے نوش مقرر ہوتا
تیری دیکھی ہی نہیں ساقیِ مے خوار آنکھیں

بسا ہے جلوۂ حسنِ نگار آنکھوں میں
بنا ہے بدنظر کوئے یار آنکھوں میں
ہوئے ہیں دم بخود جب سے بلبلِ کشمیر

شکیب سوز نہیں انتظار آنکھوں میں
جدھر کو رخ ہو وہی جلوہ زار آنکھوں میں
بنا ہے پاسِ ادب اختیار آنکھوں میں

نیاز شیوہ نے ساقی کیا بلند مقام
نہ ہے نصیب رہا اعتبار آنکھوں میں

کیوں منحرف ہوئے ہو جانانہ انجمن میں
کس رنگ سے ہو رنگِ میخانہ انجمن میں
مستِ مئے مغانہ ہیں بے نیازِ صہبا
محوِ تجلیِ رخ مسرور ہو رہا ہے
مجذوبِ عشق دیکھا مسلوکِ جذب دیکھا
اس چشمِ سحر فن کے مسحور ہو گئے سب
حلقہ ہے طالبوں کا پیرِ مغاں ہیں سرخوش
فرخ لقا وہ گل ہے شوریدہ سر ہے بلبل
وہ شوخ آزما ہے بدنظر ہی ہے

دلگیر ہے تمہارا بیگانہ انجمن میں
وہ مستِ ناز اپنا آیا نہ انجمن میں
ساقی ہے انجمن میں خمخانہ انجمن میں
شمعِ مراد تیرا پروانہ انجمن میں
ہر مست ہے یہ کس کا دیوانہ انجمن میں
دیوانہ دل ہی نکلا فرزانہ انجمن میں
شامل کوئی نہ ہوگا بیگانہ انجمن میں
نوکِ زباں یہی ہے افسانہ انجمن میں
آتا ہے کون نیکر مردانہ انجمن میں

رندانِ بادہ پیما ساقی کے منتظر تھے
وہ آرہا ہے دیکھو مستانہ انجمن میں

دشمنِ ذوقِ وفا دل شکنی خوب نہیں
دلِ سودا زدہ عریانِ تمنا ہی رہا
سادہ رو دیکھ میرا آئینۂ حسنِ صفا

بسملِ شوق ہوں نیرنگ فنی خوب نہیں
خارِ ارمان جو ہے گل پیرہنی خوب نہیں
صافِ باطن ہے تیری سوءِ ظنی خوب نہیں

خلوتِ خاص میں کوئی تو شتا سا ہوتا
آج نظارہ فدا بسملِ حیرت نہ بنے
باغ میں خضرِ طریقت نے کیا ہی سرخوش
جو فروتن ہوں بشر مردِ خدا ہوتے ہیں
نوش لب دور میں ہوں بادہ سر جوشِ مراد

کھل گیا حال غریب الوطنی خوب نہیں
تیری در پردہ یہ ناوک فگنی خوب نہیں
کون کہتا ہے کہ سہری یہ چھنی خوب نہیں
تو ہی انسان تیری اہرمنی خوب نہیں
ساقی مست ہی پیماں شکنی خوب نہیں

مخمس

جنوں مشرب ہیں نیرنگِ تماشا دل میں کہتے ہیں
یہ اعجازِ نمایاں جذبۂ کامل میں رکھتے ہیں
امیدیں جاں بلب ہیں کشتۂ حسرت تمنائیں
جنون مستانِ ارمان جذبۂ شوقِ شہادت میں
جو ہے رازِ نیاز نسبتی وہ کھل نہیں سکتا
وہ گلچہرہ جو برہم ہو گیا اے کاش ہمدم ہو
تفکر میں کبھی ہوتی نہیں جمعیتِ خاطر

جنوں پیکر تماشے ہی نہیں کیا دل میں کہتے ہیں
وہ اپنے روبرو ہم کو بھری محفل میں رکھتے ہیں
وہ کیوں گنجِ شہیداں سینۂ بسمل میں رکھتے ہیں
تماشا دیکھئے خنجر کفِ قاتل میں رکھتے ہیں
ہم اپنے دل میں رکھتے ہیں وہ اپنے دل میں رکھتے ہیں
تمنا بلبلِ کشمیر ہم یہ دل میں رکھتے ہیں
ہمیں وسواس دل کے فکرِ لاطائل میں رکھتے ہیں

مقرر جام بادہ نقدِ وقتِ میکشاں ہوگا
یہی امید دورِ ساقیِ محفل میں رکھتے ہیں

تیرے عشووں نے دئے ہیں ہمیں جھٹکے لاکھوں
سادہ دل دیکھ نظر بر قدم ہوش رہے
مردِ میدانِ محبت ہوئے منصورِ ازل
آمد و رفتِ نفس کا ہے عجب چاہِ عمیق
شائقِ جلوہ سنبھل سخت ہے یہ شوقِ سفر
دلِ دیوانہ میرا محوِ تماشا ہی رہا
تیرا دل بلبلِ کشمیر شگفتہ نہ ہوا

خوب نیرنگ دکھائے یہ پلیٹ کے لاکھوں
کوئے جاناں میں ہیں ہر گام پہ کھٹکے لاکھوں
شوقِ دیدار میں گو دار پہ لٹکے لاکھوں
روز و شب دیکھتے ہیں دور ہٹ کے لاکھوں
راہبر چل نہ سکے راہ سے بھٹکے لاکھوں
نفسِ مطلب لئے جلتے ہیں جھٹکے لاکھوں
باغ میں پھول کھلے غنچے ہیں چٹکے لاکھوں

ساقیٔ مست کو ایک ساغرِ سرشار ملے
زندِ مے نوش یہاں پی گئے مٹکے لاکھوں

جو ہیں مشتاقِ صہبا محو پیمانوں میں رہتے ہیں
قلندر بیبوا تیرے ہیں مستانوں میں رہتے ہیں
جو ہی رازونیازِ عشق وہ پردے میں رکھا ہے
زمانہ ہوگیا مانوس بیگانہ ادائی کا

شرابِ شوق پیتے ہیں وہ میخانوں میں رہتے ہیں
جنوں میں سرجوش ہیں مجذوب دیوانوں میں رہتے ہیں
ہماری تذکرے روپوش افسانوں میں رہتے ہیں
بیگانوں سے نہیں ملتے ہیں بیگانوں میں رہتے ہیں

ملیں کیا ساقی سرمست ہیں مجذوبِ میخانہ
سنا ہے روز و شب مدہوش میخانوں میں رہتے ہیں

ستمگر عشوہ انگیزوں نے پھر خنجر نکالے ہیں
دلِ بیتاب مطلب کس لئے بیتابِ مطلب ہے
نثارِ حلقہ کاکل فدائے رشتۂ ہیکل
دلِ دیدار مشرب فرش رہ بنکر یہ کہتا ہے
یہ آغوشِ محبت بھی کوئی نیرنگِ فطرت ہے
مسافر ہیں ہمیں پہچان رشکِ یوسف کنعاں

الٰہی خیر کیچھ فتنے برپا ہونے والے ہیں
پریشاں آرزو کیا بات میری سننے والے ہیں
یہ بارہ آتیں تو شوقِ دل سے ہم نے پالے ہیں
زہے تقدیر سنتے ہیں ادھر کو آنے والے ہیں
لپٹ کر کیوں گلے ہیں آج تم نے ہاتھ ڈالے ہیں
جو عشق آباد بستی ہے اسی کے رہنے والے ہیں

بتوں کے دیکھنے والے ہیں ساقی حسن شیدا ہیں
بُرا کس رنگ سے کہتے ہیں اللہ والے ہیں

یہ کیا جلوہ ہوا ہے مہر عالمگیر باتوں میں
بگڑ کر بنگئی ہے وصل کی تدبیر باتوں میں
یہ حلقہ بن بجائے تیری تقریرِ مسلسل کا
نگاہِ عشوہ پیما ہیں ادائے بے نیازی ہے
جو نسبت عشق کی ہے خاص ہو کر عام ہوتی ہے

نظر آتی نہیں کچھ فیض کی تنویر باتوں میں
ہوئی مطلب برآری اے زہے تقدیر باتوں میں
پریشاں حالیٔ مطلب کی ہے زنجیر باتوں میں
کیا ہے اس نے غرق لۓ تقدیر باتوں میں
وہ حسنِ کنز مخفی ہے ندائے تشہیر باتوں میں

شرابِ روح افزا کا کوئی ساغر نہیں پایا
رہا نے کیف کیفِ ساقیِ دل گیر بانوں میں

ملا کر آنکھ ہم کو عشوہ گر انعام دیتے ہیں
ہم آغوشِ محبت ہو کے دو بادام دیتے ہیں
بہارِ خندۂ ساغر سے دل گل گل شگفتہ ہو
وہ ہنس ہنس کر ہمیں جامِ مئے گلفام دیتے ہیں
رہے تقدیر اس کی سالکِ مجذوب ہوتا ہے
جسے ہم کیف کی حالت میں کوئی جام دیتے ہیں
کبھی اے بلبلِ کشمیر ہم شاکی نہیں ہوتے
ہمیں طعنے یہ کیوں محبوبِ گل اندام دیتے ہیں

چھپے ہیں ساقیِ سرمست رندانِ سبوکش ہیں
پیاپے جامِ صہبا رندِ مے آشام دیتے ہیں

وہ باغ میں آیا تھا بہارِ چمنِ حسن
دلشاد ہوئے سینہ فگارِ چمنِ حسن
ہیں پیشِ نظر نقش و نگارِ چمنِ حسن
اے محو لقا آئینہ دارِ چمنِ حسن
جانگاہ نہ ہو گر خلشِ دردِ جدائی
کیوں دل میں کھٹکتا رہے خارِ چمنِ حسن
اے عشق کیا صندلی رنگوں نے فسردہ
کیا دیکھ سکیں رنگِ بہارِ چمنِ حسن
عشاق پریشاں نظرِ و ورنہ ہوتے
ہیں بوقلموں بلبل و بہارِ چمنِ حسن

اس جامِ نوازش کے عطیہ کا ہے ممنوں
یہ ساقیِ دلخستہ نثارِ چمنِ حسن

جو مدعا ہے میرا دلربا کہوں نہ کہوں
ہراینِ طیش جو ہے مہ لقا کہوں نہ کہوں
جو بن رہی ہے وہ اے بیوفا کہوں نہ کہوں
فراقِ ہوش ربا ہو گیا کہوں نہ کہوں
شہیدِ جلوہ ہدف بن گیا جفا شیوہ
نگاہِ قہر کو تیرِ قضا کہوں نہ کہوں
مریضِ عشق ہوں تم ہی میرے مسیحا ہو
زبانِ حال سے درد آشنا کہوں نہ کہوں
کیا ہے رابطۂ دل نے یار سے واصل
دلیلِ راہ بنا رہنما کہوں نہ کہوں
تصوّرِ رخِ دلدار ہے حجاب کشا
خیالِ یار کو حیرت نما کہوں نہ کہوں

کبھی تھے تائبِ زاہد کبھی تھے ساقیِ مست
وہ بادہ نوش جو ہے پارسا کہوں نہ کہوں

کچھ خبر تجھکو بھی ہے اے محوِ سودائے جنوں
ہے نگارہ عشوہ پیکر کارفرمائے جنوں

کس طرح بندِ تعلق میں رہیں آزادِ قید
کر دیا شوریدگی نے بے سروپائی جنوں

جذبِ قلبی بن گیا آخر کو شانِ التفات
ہو گیا ظاہر ہیرا آہنگِ سودائے جنوں

بلبلِ کشمیر ہم حسنِ سلوکِ عشق سے
ہو گئے شوریدہ نیرنگِ صہبائے جنوں

ساقیِ رنگیں بیاں کا شوقِ غالب دیکھ کر
بن گئے ذوقِ سخن ہم پیکر آرائے جنوں

ہم ہیں اہلِ جذب اسمِ بامسمائے جنوں
کر دیا شوریدگی نے بے سروپائے جنوں

جب تماشائے جنوں ہی دیدہ میں وادیدہ ہو
عالمِ بالوں میں ہم کرتے ہیں اخفائے جنوں

محرمِ صحرا نورداں سالکِ سادہ نہیں
ربعِ مسکوں سے الگ ہوتے ہیں اقصائے جنوں

ساغرِ دنیا کی صورت میں شہود و غیب ہیں
تو نہیں صاحب نظر اے بادہ پیمائے جنوں

شاہدِ مستور نے کیوں ہم کو بے پردہ کیا
شش جہت میں دیکھ لو پونچا ہے غوغائے جنوں

جو ہے محرومِ لقا وہ یابِ جذبہ کب ہوئے
کیوں ملے بے کیف کو تشریفِ زیبائے جنوں

ہے جنونِ عشق میں حسنِ تعرف کی ضیا
وہ نظر تیری نہیں اے ناشناسائے جنوں

انفس و آفاق میں رنگِ تعلق محو ہے
دیکھ اے بالغ نظر پنہاں و پیدائے جنوں

صبح روشن بنگئی تمکینِ قلبی عاقبت
ہم نفس برسوں رہیں شبہائے یلدائے جنوں

ساقیِ مجذوب کیا ہے آج کیوں بے کیف ہے
طالبِ جامِ تعشق مستِ صہبائے جنوں

عذابِ روح میرا دردِ انتظار نہ بن
جفا پسند کی صورت جفا شعار نہ بن

نگہ فسردۂ مقصود اے بہارِ وداد
گلِ مراد سمجھتا ہوں نوکِ خار نہ بن

خرد فریب ہے یہ دامِ گاہِ شوق فزا
نکر اسیرِ قفس بلبلِ تمنا کو

فسوں گرفتۂ نیرنگِ روزگار نہ بن
تیرا ہوں صیدِ محبت جفا شعار نہ بن

تیرا اسیرِ محبت ہے ساقیؔ نالاں
شکستِ سازِ امیدِ امید وار نہ بن

ہم عشوہ گری عشوہ نما دیکھ رہے ہیں
تصویر تیری جلوہ نما دیکھ رہے ہیں
کیوں آنکھ ملاتا نہیں اے جانِ تمنا
مقصود کی صورت نظر آئے کہیں اے دل
ارمانِ فسردہ نہوں سرگرمِ تمنا
حیرت زدۂ رنگ نہوں عشوہ تماشا

اے جانِ ادا شانِ ادا دیکھ رہے ہیں
کس آن میں ہم شانِ خدا دیکھ رہے ہیں
کس شوق سے مشتاقِ لقا دیکھ رہے ہیں
تقریر تو امید فزا دیکھ رہے ہیں
وہ آج مزارِ شہدا دیکھ رہے ہیں
ہم لطفِ نظر حد سے سوا دیکھ رہے ہیں

مایوس کیا کس نے بتا ساقیؔ مضطر
کیا بات ہے دل گیر ٹکا دیکھ رہے ہیں

صلح کل ہیں کسی سے جنگ نہیں
ہم ہیں سرمستِ جامِ جم آگیں
بوالعجب سیر گاہِ دنیا ہے
استقامت نے بے نیاز کیا

اپنا شیوہ نہیں یہ رنگ نہیں
طالبِ بادۂ فرنگ نہیں
کیا تماشا ہے کوئی ڈھنگ نہیں
کوئی خواہش نہیں اُمنگ نہیں

بیوفاؤں سے کیا ملیں ساقیؔ
جس میں بوئے وفا کا رنگ نہیں

عدو نشاط میں وہ ماہ میرے ماتم میں
تجلیِ رخِ دلدار کا تماشا ہے
سرورِ عیش کہاں ہو فراغِ بال نہیں

یہ چاند عید کا آیا مہِ محرم میں
نگاہِ شوق نے جلوہ دکھا دیا رم میں
ابھی تعلقِ خاطر ہے شادی و غم میں

سرشکِ غم جو ہمارے ہیں موجۂ آتش
بھری ہے آگ کہاں کی یہ چشم پُرنم میں

ہمارے دل میں ہیں نقشِ ذنگار الفت کے
کہاں ہیں نقشِ محبت کے ساغرِ جم میں

ہوئے جو ساقیؔ شیدا شہید اُس گل پر
ہوا ہے تذکرہ نوکِ زباں یہ عالم میں

وہ آئے نگار میں نہ مانوں
آجائے قرار میں نہ مانوں

وہ ہمدمِ غیر ہو گیا ہے
دمساز ہو یار میں نہ مانوں

ذرہ دیدہ نظر میں ایک نظر ہے
وہ ہوں نہ دو چار میں نہ مانوں

جو وقت گیا وہ پھر کہاں ہے
اسال ہو پار میں نہ مانوں

جو دام میں تیرے پھنس گیا ہے
چھوٹے وہ شکار میں نہ مانوں

کھٹکا نہ ہو آمدِ خزاں کا
اے باغ و بہار میں نہ مانوں

باز آئے تو اپنی شوخیوں سے
اے فتنہ شعار میں نہ مانوں

آرام ملے جہاں میں اُس کو
تو جس کا ہو یار میں نہ مانوں

نالوں میں تیرے اثر ہو پیدا
اے ساقیؔ زار میں نہ مانوں

مردمِ دیدہ ہے وہ نورِ سوادِ آنکھوں میں
پھر رہا ہے وہ مرا نقشِ مرادِ آنکھوں میں

اُس کی ذرہ دیدہ نگاہی میں کرشمہ دیکھا
نگہِ ناز سے دیتا ہے وہ داد آنکھوں میں

سیر کا شوق جو تھا نقلِ مکاں کر ہی لیا
اب تو وہ رہنے لگے دل سے زیادہ آنکھوں میں

اُن کے قابو میں جو میرا دلِ شوریدہ ہوا
کیوں نہ رکھیں اُسے اب ہو کے وہ دلشاد آنکھوں میں

تجھکو صد حیف نہیں کچھ بھی وداد ساقیؔ
آشکارا ہے ترا رنگِ عناد آنکھوں میں

تیرے کوچے سے جو آتے ہیں وہ محرم نکلتے ہیں
تیرے ہجو لقا پھرا نہیں ہمدم نکلتے ہیں

تیرے دیدار میں اے شوخ نیرنگ کرشمہ ہی
تماشائے نظر میں تیرے نیرنگ تماشا ہے
خبر کچھ بھی نہیں ہے تجھکو اپنے جاں نثاروں کی

تیرے مشتاق ہم آہنگِ شوق و رم نکلتے ہیں
نگاہِ شوخ میں نیرنگ کے عالم نکلتے ہیں
لبِ جاں بخش پر تیرے ہزاروں دم نکلتے ہیں

جلاتے ہیں ہمیں مشتاقِ جلوہ دیکھ کر ساقی
بڑے پُرفن ہیں وہ بازار میں اب کم نکلتے ہیں

آج وہ آ ہی گیا غنچہ دہاں باتوں میں
ہم تو ایسا نہ سمجھتے تھے یہ کیا بات ہوئی
کیا کرشمہ یہ ہوا مغ بچگانِ رعنا
جذبِ قلبی سے ہوا رنگِ اثر نقشِ مراد
اپنی روداد کا افسانہ ہے اے شوخ دراز
دمِ تقریر یہی کھلتا ہے جو ہو طرزِ سخن

بلبلِ زار کی سُن لی ہے فغاں باتوں میں
آپ کرتے ہیں چنیں اور چناں باتوں میں
کیف میں آ ہی گیا پیرِ مغاں باتوں میں
ہمنوا میرا ہے وہ روحِ رواں باتوں میں
شوق کا رم ہے بیاں ہو یہ کہاں باتوں میں
رنگ کو دیکھتے ہیں اہلِ زباں باتوں میں

تیرے رعنائی اندازِ سخن کا ہے طلسم
کھو گیا ساقی اعجازِ بیاں باتوں میں

کیفیت اگلی سی اب ہندوستاں میں کیوں نہیں
غیر ملکوں کا خزانہ اس سے مالامال ہے
بے ہنر جو تھے وہ ہم سے گوئے سبقت لیگئے
قافلے پہنچے ہیں سارے منزلِ مقصود پر
دیکھ کر ایجادِ رنگا رنگ حیرت ہو گئی
پیر و برنا جس کو دیکھو ہیں عدوئے ہنر
ہم ہیں خرمستِ جہالت کچھ نہیں اپنی خبر
ہو گئے محوِ تغافل کھو دیا سب نام و ننگ

حبِّ ملکی کا ثمر اس گلستاں میں کیوں نہیں
اپنا حصہ اپنے گنجِ شائگاں میں کیوں نہیں
صنعت و حرفت کا وہ شہرہ جہاں میں کیوں نہیں
ہم رہے پیچھے ہجومِ کارواں میں کیوں نہیں
جدت و ایجاد طبعِ نکتہ داں میں کیوں نہیں
اتحادِ باہمی پیر و جواں میں کیوں نہیں
کوئی دانا اس گروہِ ابلہاں میں کیوں نہیں
شرم ہم کو کچھ بھی ابنائے زماں میں کیوں نہیں

اپنی غفلت کا فسانہ بنگیا رودادِ غم
طرزِ دلچسپی ہماری داستاں میں کیوں نہیں

منقلب نیرنگِ دورِ چرخ نے ہم کو کیا
کچھ تغیر انقلابِ آسماں میں کیوں نہیں

مہمانوں کی تواضع نے کیا مفلس ہمیں
کچھ تردد ہم کو فکرِ آب و ناں میں کیوں نہیں

گرم بازارِ ترقی ہے جہاں میں دھوم ہے
امتیاز اے دل ہمیں سود و زیاں میں کیوں نہیں

اشکِ حسرت سے ہماری چشم طوفاں خیز ہے
سوزِ قلبی نالۂ آتش فشاں میں کیوں نہیں

رشک تھا فردوس کو جس کا یہ وہ ہے گلزمیں
وہ گلِ رعنا اب اس جنت نشاں میں کیوں نہیں

وقت ہے بہبود کا یہ سعیِ بے حاصل نہیں
فکرِ ہمدردی ہمیں عمرِ رواں میں کیوں نہیں

نیکے یکجان و دو قالب کام کرنا چاہیئے
جوششِ حبِ وطن رگہائے جاں میں کیوں نہیں

اس سودیشی کام میں ہو جائیں ہم بھی کامیاب
گرمجوشی کا اثر تاب و تواں میں کیوں نہیں

دادگر ایڈورڈ قیصر جب مربی ہوگئے
ہم کو ہمت عہدِ شاہِ مہرباں میں کیوں نہیں

لورڈ منٹو مہرگستر بھی معاون ہوگئے
شوقِ سرگرمی ہمیں اب بھی جہاں میں کیوں نہیں

نالۂ جانسوز سن لے جلد اے فریادرس
سخت حیرت ہے اثر آہ و فغاں میں کیوں نہیں

یا الٰہی جلد ہو سرسبز یہ اجڑا دیار
جلوۂ فصلِ بہار اس بوستاں میں کیوں نہیں

ساقیِ خلوت نشیں بھی ہے دعاگوئے وطن
تیری رحمت کا کرم ہندوستاں میں کیوں نہیں

ایڈورڈ البرٹ شاہِ جم حشم دارا نشاں
فضلِ حق سے ہوگئے ہیں قیصرِ ہندوستاں

ناز کرے گلزمینِ دہلیِ فرخ فضا
قیصری جلسہ نے تجھکو کردیا ہے گلستاں

لورڈ کرزن نے کیا ہے سب کا تالیفِ قلوب
یکدل و یکرنگ سب نواب ہیں سب راجگاں

ہے نظامِ سلطنت کی چارسو عالم میں دھوم
ہے رعایا شاد و خرم ہر طرف امن و اماں

قدرِ علم و فن ہوئی ہے تیرے یمنِ عہد سے
قدردانِ علم و فن ہے اور دانش کی ہے جان

ابرِ رحمت دُر فشاں ہے گنج افشاں ہے زمیں
تو سکندر بخت ہے اے افتخارِ خسرواں

ہوں اقالیم ثلاثہ ہر نفس حامی تیرے
جاوداں خادم رہیں اقبال و دولت تواماں

ساقیِ خلوت نشیں بھی تہنیت خواں ہو گیا
قیصری جشنِ نو آئیں کا ہوا ہے مدح خواں

پلا وہ ساقیِ گلرخ مے خمار شکن
سرورِ کیف کا ہو جام اضطرار شکن

کیا ہے آمدِ فصلِ بہار نے مجذوب
ہوائے شوق بنا جبرِ اختیار شکن

وہ میرا عیسیٔ دوراں پرسش ہو یا رب
دوا وہی ہے جو ہو دردِ انتظار شکن

کیا ہے رنگِ تجاہل نے دلفگار ندیم
وہ نو بہار ہمارا بنا ہے خار شکن

وہ میرے پاسِ نمایاں سے کیوں نہ شاداں ہو
ستم شعار امیدِ امیدوار شکن

دلِ گرفتہ شہیدِ وفاست اے ظالم
ہزار بار شکن صد ہزار بار شکن

کہیں سے اک قدحِ سم ہی وام لے ساقی
وہ خوب شے ہے جو ہو عمرِ مستعار شکن

دشمن شریک آج ہوئے انجمن میں کیوں
یہ خار آ گئے ہیں تمہارے چمن میں کیوں

بیگانۂ اثر ہیں مرے نالہائے دل
درد آشنا ہیں شیوۂ خاطر شکن میں کیوں

گر امتحانِ رنگِ محبت کا شوق ہے
آتا نہیں وہ ترک دلِ برہمن میں کیوں

ہجرانِ تازہ نے ہمیں بے کیف کر دیا
ساقی سرور آئے شرابِ کہن میں کیوں

جاں بلب ہیں شوخیٔ رنگِ ادا جاتی نہیں
ہم مرے جلتے ہیں یہ تیری حیا جاتی نہیں

ہو گئے مجذوبِ مطلق تیرے مشتاقِ لقا
وہ فسوں گیری ابھی اے دلربا جاتی نہیں

کیا یہ اعجازِ کرشمہ ہے پئے جذبِ قلوب
دلفریبی عشوۂ معجز نما جاتی نہیں

ہو گئے مایوسِ مطلب کس قدر یہ نامراد
مرگ بھی حسرت کشوں کو آگے کھا جاتی نہیں

کارواں سالار آیا قافلہ تیار ہے
غافلو کیا کان میں بانگِ درا جاتی نہیں

فیضِ حق ہے جس بشر پر وہ ہمایوں فر ہوا — یہ سعادت سایۂ بالِ ہما جاتی نہیں

شائق بادہ ہے ساقی طالبِ راہِ نجات
یہ دورنگی تیری رندِ پارسا جاتی نہیں

دل سوختہ ہیں جس کے اُسے کچھ خبر نہیں — اے سوزِ عشق کیا ہے جو رنگِ اثر نہیں
وہ کب تمہارا عاشقِ شوریدہ حال ہے — جس کا دلِ فگار نہیں چشمِ تر نہیں
دشوار ہے یہ منزلِ جاناں کا راستہ — جو دو قدم میں طے ہو یہ ایسا سفر نہیں
حسنِ کرشمہ خیز کا ناظر کہاں سے ہو — اے سادہ لوح واقفِ ذوقِ نظر نہیں

ہمِ جفا سے شیوۂ تمکیں کو چھوڑ دے
بے مہر وضع ساقیِ شوریدہ سر نہیں

کشیدہ ہی نظر آتے ہیں جس دم ہم سے ملتی ہیں — اگر وہ بعدِ مدت صحبتِ باہم سے ملتے ہیں
شہیدانِ تمنا نیم جانوں کا خدا حافظ — وہ جب مقتل میں آتے ہیں بڑی دم خم سے ملتے ہیں
تماشا رنگِ حسن و شوق کا بھی کیا تماشا ہے — ہماری شکوے اُن کے غمزۂ برہم سے ملتے ہیں
تیر انظارگی ہوں چشمِ شوخِ نرگسِ شہلا — کہ تیرے رنگ کچھ اُس فتنۂ عالم سے ملتے ہیں

گلِ ترکیب یہ ساقی وہ ہیں آئینۂ فطرت
دلِ عشاق کس صورت میں جامِ جم سے ملتی ہیں

رہا دل میں خیالِ جلوۂ روئے نکو برسوں — حجابِ ناز تھا جاں کا حجابِ آرزو برسوں
قتیلِ عشق محرومِ کرم اے وائے ناکامی — خوشامد کر کے ہارا تیغِ قاتل سے گلو برسوں
کشودِ کارِ چشمِ سحر فن اُسے کس طرح ہوتا — کشادِ دولتِ مژگاں تھا طلسمِ آرزو برسوں
نہ کیوں ہم رندِ مسکیں سرخوشِ صد جام ہوتے — خمِ دستِ نوازش جیب ہا دستِ سبو برسوں
تمنا تھی یہی دل کی ہمارا ماہ آ نکلے — سرِ رہ کیوں جلاتے ہم چراغِ آرزو برسوں
طلسمِ راز تھا راز و نیازِ عشق کا عالم — بظاہر گو رہا اُن سے حجابِ گفتگو برسوں

تماشا دیکھئے اس دیدۂ خونابہ افشاں کا
سرشکِ چشمِ ناکامی یہ ہا دل کا لہو برسوں

زمیں ایجاد ہے اے دل جنابِ خواجہ آتش کی
اگر دو شعر تر نکلے رہیگی آبرو برسوں

کہاں عشق و اسیر و جوہر و سرشار سے کامل
کرم فرما ہمارے تھے یہ اہلِ لکھنؤ برسوں

زہے تقدیر آخر آج دریا دل ہوا ساقی
جبیں سلئے تمنا ہم رہے پائے سبو برسوں

رہی بیگانۂ دیر و حرم کی جستجو برسوں
نہ اپنے کعبۂ دل میں ہوئے ہم قبلہ رو برسوں

پریشاں سازِ راحت تھا زیبِ آرزو برسوں
اسیرِ شوق ہو کر ہم رہے اپنے عدو برسوں

یہ مقراضِ فنا قاطع ردائے عمر کی نکلی
کیا بیصرفہ غافل جامۂ ہستی رفو برسوں

ہوا ہے فتحِ بابِ مدعا تکمیل ادائی سے
تیرے مونس رہے ہے جب اے شکستِ آرزو برسوں

نمازِ عاشقاں سالک ادا کرنی نہیں آساں
کیا خونابۂ لختِ جگر سے ہے وضو برسوں

نہ دیکھی ربع مسکوں میں کوئی خلوت سرا دلکش
رہے گو جادہ پیمائے تگاپو چار سو برسوں

ادائے شکر ہو پیرِ مغاں کا ہم سے کیا ساقی
پلائے جامِ صہبائے تصرف رو برو برسوں

جو اہلِ دل ہوئے وہ پریشاں نظر نہیں
خلوت در انجمن میں کسی کا گذر نہیں

رازِ درونِ پردہ کی اُس کو خبر نہیں
جو باریابِ صحبتِ فوق البشر نہیں

دشوار ہے سبیلِ طلب سالکانِ راہ
جو دو قدم میں طے ہو یہ ایسا سفر نہیں

حسنِ صفات آئینۂ نورِ ذات ہے
مشہود کیا ہو چشمِ حقیقت نگر نہیں

ہم رابطے کے ساتھ ہوئے سالکِ سلوک
خضرِ طریق خود ہیں ہراس و خطر نہیں

تجھکو کہاں جمعیتِ خاطر نصیب ہو
اے سادہ لوح ہمدمِ صاحب نظر نہیں

لوزِ بطوں سے محرمِ رازِ جہاں ہوئے
کشفِ جلی ہے علمِ نجوم و جفر نہیں

ساقی کیا ہے پیرِ خرابات نے جو مست
جامِ مے مراد میں دورانِ سر نہیں

قمرِ طلعت سمن بر ہیں قمر منزل میں رہتے ہیں / تماشا دیکھتے ہیں یہ ہمارے دل میں رہتے ہیں

گھرے ہیں آشنائے عشق گردابِ کشاکش میں / اُبھر جائیں تمنا کے لبِ ساحل میں رہتے ہیں

تماشا کیوں نہ ہو عبرت فزائے دہرِ فانی کا / عدم کے یہ مسافر کے گھڑی منزل میں رہتے ہیں

کبھی ہے ستر کا پردہ کبھی ہے نور کا جلوہ / یہ سب نقشِ نگاہِ عارفِ کامل میں رہتے ہیں

کہیں رنگِ تمنا ہے کہیں ترکِ تمنا ہے / نظر میں سب ہماری فکرِ لاطائل میں رہتے ہیں

ہو انقلِ مکاں کا شوق کیوں للہ نظر اُن کو / وہ کیوں آنکھوں میں پھرتے ہیں جو میرے دل میں رہتے ہیں

شناور ہو گئے ہم بحرِ ذخارِ محبت کے
وہ دریا دل ہیں ساقی بحرِ بے ساحل میں رہتے ہیں

تمھیں ہے بے نیازی یہ ہی سرکاروں کی باتیں ہیں / اُٹھائیں ناز ہم یہ نازبرداروں کی باتیں ہیں

مرے سودائے الفت کا بھی سودا کاش بکجاوے / سنا ہے اُن کی محفل میں خریداروں کی باتیں ہیں

انا الحق ہی ہو الحق رنگِ جذبہ کیف میں آیا / یہ سرمستانِ وحدت کی یہ سرشاروں کی باتیں ہیں

جو ہیں مشتاقِ جلوہ شوق ہی شب زندہ داری کا / اولو العزمی کا شیوہ بخت بیداروں کی باتیں ہیں

لگی ہے آنکھ کس رنگیں ادا سے ساقیٔ شیدا
ہوئے شوریدہ سر یہ تو دل افگاروں کی باتیں ہیں

جس کا جیسا رنگ ہے ویسا نظر آتا ہوں میں / جلوۂ نیرنگِ قدرت آپ بنجاتا ہوں میں

پاس ہوں سب کے ولیکن خود نظر آتا نہیں / جس کو میری جستجو ہے اُس کو پا جاتا ہوں میں

گیان بھگتی اور ہو ویراگ جس انسان میں / عاشقِ شیدا ہوں اُس کا آپ ملجاتا ہوں میں

جذبۂ دل سے ہی عاشق کھینچ لیتے ہیں مجھے / اس کشش سے عشق کی دوڑا چلا آتا ہوں میں

خود دکھاتا ہوں اُسے میں عشق کا راز و نیاز / شغلِ برزخ کا تصور اُس کو بتلاتا ہوں میں

کارسازِ خلق ہوں وشنو ہوں شنکر روپ میں / بندۂ ناکام کے ہر وقت کام آتا ہوں میں

شانتی ہے روپ میرا شانتی رس ہے پسند / شور و غوغا سے ہمیشہ سخت گھبراتا ہوں میں

مجھ سے مجھ کو چاہتے ہیں اور کچھ خواہش نہیں
یار رجائی بے تکلف دوست وہ میرا ہوا

بے نیاز ہونے پہ بھی بھگتوں سے شرماتا ہوں میں
وصلِ عریاں عشق کی منزل پہ پونہچاتا ہوں میں

شاشوت استھاں ہوں نشچل ہوں حتیٰ دیکھ لے
ہوں جگن ناتھ اور جگد یشور جگد ہتا ہوں میں

جلوہ افزائے نظر حسن کی تنویر نہیں
توسنِ ناز کا رخ جانبِ مشتاق بھی ہو
دلکشا دامِ محبت ہے تیرا اے صیاد
زندہ دل عاشقِ جانباز کو اسنے ہی کیا
دلِ افسردہ تجھے کون کہے صبح نفس
کیوں میری عرضِ تمناہی رہین تشریح
اس کا نیرنگِ روش بازیِ طفلانہ کہاں
ہم کو آغازِ تعشق میں جنوں مست کیا
نالۂ درد کا ہے رنگ ہماری روداد
خود گرفتہ ہو کہاں سلسلہ جنبانِ جنوں
نغمہ سنجی میں ہو کیا رنگ ادائے دلکش
اس خزاں رنگ چمن میں ہیں افسردہ کیا
مغبچو شیخِ حرم رندِ قدح خوار ہوئے
ہم کو صیاد نے جو صیدِ زبوں سمجھا ہے

تیرے آئینہ میں اُس شوخ کی تصویر نہیں
عشوہ انگیز تیرا کوئی عنا یگیز نہیں
وہ ہے محرومِ ازل جو تیرا نخچیر نہیں
دمِ اعجاز ہے قاتل دمِ شمشیر نہیں
گریۂ صبحدم و نالۂ شبگیر نہیں
رازِ سربستہ ہے اس کی کوئی تفسیر نہیں
نوجواں ہے یہ ابھی چرخ کوئی پیر نہیں
رنگِ تقدیم یہ وا ماندۂ تاخیر نہیں
عشق کا سوز ہے یہ نوحۂ دلگیر نہیں
تیرا شوریدہ یہ شائستۂ زنجیر نہیں
دل شگفتہ ہی تیرا بلبلِ کشمیر نہیں
باغِ کشمیر نہیں جلوۂ رنش پیر نہیں
اُن کو اب وردِ زباں آیۂ تطہیر نہیں
ہاں اسیرانِ قفس کیا کوئی تدبیر نہیں

ساقیِ زار تو ہے بلبلِ گویا گلرو
کیا ہوا داغ نہیں سوز نہیں مہر نہیں

خود نمائی کی روش باعثِ توقیر نہیں
جادۂ عشق ہے یہ جادۂ تسخیر نہیں

آہ میں سوز نہیں نالے میں تاثیر نہیں
جذب میں کیف نہیں کیف میں تنویر نہیں

راہ گم کردہ ہے سرگشتۂ تقدیر نہیں
خطِ تقدیر کی روش تیری تدبیر نہیں

پردۂ ستر ہے کیوں رنگِ حضورِ باطن
آج کیا ہی جو تصوّر میں وہ تصویر نہیں

رنگِ غیرت کو بھی ہم دیکھ کے مدہوش ہے
خوابِ غفلت کی ہمارے کوئی تعبیر نہیں

نقشِ فطرت کا مرقع ہے تماشا منظر
شخص کا عکس ہے نیرنگیِ تصویر نہیں

کیمیا صحبتِ ابرار ہے اے پاک سرشت
اسکے ہمپایہ جہاں میں کوئی اکسیر نہیں

صوتِ سرمد نے کیا ہم کو ہے سرمستِ نشاط
یہ ہم آہنگِ طرب صوتِ مزامیر نہیں

جلوۂ عشق نہیں مفت نظر اے سالک
کششِ غیبی ہو کہاں قلب میں تنویر نہیں

رنگِ وحدت کی تجلی کا تماشا کیا ہو
شہرۂ عام جہاں میں تیری تکفیر نہیں

کہنگی رنگِ تماشا کی ہے جدت آئیں
نقشِ تجدیدِ مثالی تیری تصویر نہیں

ہوش دردم نہ رہا جلوۂ دیدار کہاں
پاسِ انفاس نہو وقت کی تعمیر نہیں

ذکرِ بے صرفہ میں زاہد ہو کہاں رنگِ قبول
تیری تذکیر میں رعنائی تاثیر نہیں

غیر جب عین ہوا عینِ تعین نہ رہا
چشمِ اخفی کی نظر دیدۂ تصویر نہیں

عقدہ لاحل یہ ہوا عقدہ کشائی کیا ہو
پیچ و خم وہم کا ہے زلف گرہگیر نہیں

طالبِ رنگِ تجلی ہے یہ سائل ساقی
آج کیوں پیرِ مغاں فیض کی تنویر نہیں

تیرے شیدا جانِ جاناں سینکڑوں
تیرے قرباں ہیں گلستاں سینکڑوں

ہٹ گیا جسدم تیرے رخ سے نقاب
ہوگئے سرگرمِ افغاں سینکڑوں

سینکڑوں چشمِ سخن گو کے ہیں مست
زلف و کاکل کے پریشاں سینکڑوں

سینکڑوں کشتے نگاہِ ناز کے
جاں بلب ہے فتنہ ساماں سینکڑوں

سینکڑوں شوریدہ سر مغلوبِ حال
سر بصحرا و بیاباں سینکڑوں

سینکڑوں ہیں شیفتہ سالوک کے ۔ تیرے وحشی خانہ ویراں سینکڑوں

سینکڑوں دلدادہ ہیں سابچہ کے ۔ ہیں تیرے بیتاب ہجراں سینکڑوں

سینکڑوں خواہاں تیرے سا روپ کے ۔ طالبانِ وصلِ عریاں سینکڑوں

تو ہوا جب قاسمِ نعمائے عشق ۔ آگئے ناخواندہ مہماں سینکڑوں

شکرِ نعمت ہو نہیں سکتا ادا ۔ تیرے ہیں بندوں پہ احساں سینکڑوں

کچھ نہیں ہے امتیازِ خاص و عام ۔ سینکڑوں ہندو مسلماں سینکڑوں

اے جفا پیشہ تغافل سے تیرے ۔ خوں بھری ہیں میرے ارماں سینکڑوں

نالۂ موزوں میرا اُس نے کبھی ۔ گرچہ ہیں تیرے ثنا خواں سینکڑوں

یہ بڑی خونخوار ہے دینلے دوں ۔ کھا گئی صد حیف انساں سینکڑوں

جذبہ ہائے عشق شور انگیز نے ۔ کر دیئے وحشت کے ساماں سینکڑوں

اہلِ دنیا ہیں عدوئے عاشقاں ۔ باندھتے ہیں اُن پہ بہتاں سینکڑوں

یہ کرشمہ ہے اُسی دلدار کا ۔ ہوگئے ہیں دشمنِ جاں سینکڑوں

بوالعجب ہے عشوہ انگیزی تیری ۔ دمبدم ہیں عہد و پیماں سینکڑوں

تیرا ایک ساقیؔ نہیں ہے شیفتہ
جلوۂ رخ کے ہیں حیراں سینکڑوں

سالکِ عشق ہیں منزل کا پتہ لیتے ہیں ۔ خارِ صحرا سے نظر آبلہ پا لیتے ہیں

اُن کو معلوم ہے کیا دیتے ہیں کیا لیتے ہیں ۔ شرم آتی ہے تو وہ آنکھ چرا لیتے ہیں

بیخودی تجھ سے شہیدانِ لقا لیتے ہیں ۔ حسنِ نظارہ کو آئینہ بنا لیتے ہیں

بھید ہم سے وہ چھپا کریں پا لیتے ہیں ۔ وہ جہاں جاتے ہیں ہم بھی انہیں جا لیتے ہیں

نقشِ نیرنگ یہاں انجمن آرا دیکھے ۔ ہر نگہ گلشنِ تصویر بنا لیتے ہیں

حسنِ اخلاق میں تسخیر ہوا کرتی ہے ۔ غیر بھی آئے تو اپنا ہی بنا لیتے ہیں

جی پہ بن جائے مگر شان ہیں کچھ فرق نہ آئے
اہلِ تسلیم رہِ فقر و فنا لیتے ہیں

راز کھلتا ہی نہیں سازِ حقیقت کیا ہے
شمع رو کیوں ہمیں پروانہ بنا لیتے ہیں

رند مشرب نہ ہوئے معتدلِ شغل ہی
کچھ صبوحی کے لئے روز بچا لیتے ہیں

محرمِ راز جو اے ہستیٔ موہوم ہوئے
ہاتھ وینا سے وہی مرد اٹھا لیتے ہیں

ہم وہ نہیں رند بلانوش جھجکتے ہی نہیں
ساری بوتل کا ہی پیمانہ بنا لیتے ہیں

معتقد تیرے جو اے رابطۂ دل ہم ہیں
وارِدِ حال جو ہوتا ہے سنا لیتے ہیں

مغبچے ساغر و مینا کا دکھا کر نیرنگ
ساقیٔ مست کو مجذوب بنا لیتے ہیں

ردیف واو (و)

کچھ بھی خبر جہاں کی نہیں تیرے مست کو
اس نے پیا ہے بادۂ جامِ الست کو

تاراج کر چکا ہے یہ اقلیم جان و دل
اے شوخ دیکھتے ہیں تیرے بندوبست کو

اس قبض و بسط سے متردد نہیں ہیں ہم
اصلاح ہم سمجھتے ہیں فتح و شکست کو

الفت میں کب ہے اسفل و اعلیٰ کا امتیاز
یکساں دکھا دیا ہے بلند اور پست کو

مشرب میں عاشقوں کے صفات عینِ ذات ہے
کیوں چھیڑتے ہو ساقیِ صورت پرست کو

لن ترانی ہی سہی شوق یہ کم کیونکر ہو
ارنی گو جو ہوئے لا و نعم کیونکر ہو

دیکھ تشبیہ میں تنزیہہ جو ہے نورِ بطوں
نور برزخ ہی نہیں محوِ صنم کیونکر ہو

تیرگی جو تیرے بیت الحرمِ دل میں نہو
موجِ صرصر حضرِ شمعِ حرم کیونکر ہو

تو جو ممسک ہے تیرا ہاتھ کہاں سے ہو فراخ
کششِ دل کششِ کافِ کرم کیونکر ہو

کچھ نہو بیم فنا گر ہے فنائے قلبی
سالکِ راہِ بقا خاکِ عدم کیونکر ہو

کیف وجذبہ کی خبر تجھ کو نہیں ہے زاہد / جذبۂ عشق کا ہے کیف یہ کم کیونکر ہو
یہ تجلی کا تماشا ہے تماشائے عجیب / شوقِ دیدار جو ہے شوق میں رم کیونکر ہو
دمبدم شورِ جرس ہے اسی ہمدم کی خبر / صوتِ سرمد جو سنے پھر وہ اصم کیونکر ہو
سینۂ بریاں جو ہوئے اُن کا ہے دم آتش بار / سوزِ قلبی جو نہو چشم میں نم کیونکر ہو

جلوۂ حسنِ صنم جلوۂ حق ہے ساقی
درد جس دل میں نہ ہو عشقِ صنم کیونکر ہو

ہے طلوعِ مہرِ تاباں جلوۂ تنویر کو / جلوۂ زیبا دیا ہے مہرِ عالمگیر کو
کس طرح سمجھائیں ہر دم اس دلِ دلگیر کو / کچھ نہیں پروا ہماری اُس بتِ بے پیر کو
رات دن چکر ہے ہم کو ایک دم مہلت نہیں / پاؤں کا چکر بنا یا گردشِ تقدیر کو
تم کو ملنے میں تامل جو ہوا تھا دلربا / جانتے ہیں خوب اس نیرنگیٔ تاخیر کو
حلقۂ زلف مسلسل ہو گیا طوقِ گلو / مل گئی پھانسی ترے وابستۂ زنجیر کو
جلوۂ عارض تمہارا مطلعِ انوار ہے / جلوۂ حیرت بنایا حسنِ بے تنویر کو

نالۂ جانسوزِ ساقی کیوں نہیں سنتا وہ گل
اپنا شوریدہ کیا ہے بلبلِ کشمیر کو

رہے گا کچھ نہ دھڑکا حشر کا اب روزِ محشر کو / بنائیں گے قیامت آج کوئے فتنہ پیکر کو
ہوئے ہیں جاں بلب ٹھان لی ہے سینہ زوری ہی / کلیجے سے لگالیں آپ ہم قاتل کے خنجر کو
لگائی آگ گلشن میں دکھا کے قامتِ رعنا / کیا سرو چراغاں اُس نے ہی قد نے صنوبر کو
بنایا اُس پری تمثال کو بھی پیکرِ حیرت / دعائیں کیوں نہ دیں ہم آج ہیں جذبِ فسونگر کو
ہے معراجِ فروغِ حسن بہرِ عاشقِ شیدا / تجلی رنگ میں دیکھا جو ہے اُس ماہِ انور کو

ہمارا سینۂ سوزاں ہے ساقی کوہِ آتش
نہیں دیکھا ہے مدت سے جو اُس شمسِ منور کو

جانِ نثارانِ وطن یکدل و یک جاں ہو
جانِ جاناں ہو ہند و نہ مسلماں ہو

تم مسیحی نہ ہو پر دمِ اعجاز تو ہو
ملک بیمار ہے تم حاذقِ دوراں ہو

یوسفِ مصر ہو دیدۂ یعقوب ہو
ہند کنعاں ہے تم یوسفِ کنعاں ہو

ارجن و بھیم سے بل بیر جہا بیر ہو تم
کون کہتا ہے کہ تم رستمِ دستاں ہو

سرد ساماں نہیں ہر ایک سراسیمہ ہے
منتظم گھر کے ہو یا سرو ساماں ہو

کوئی ایجاد کرو دنگ ہو سب عقلِ فرنگ
کسی نیرنگ سے ہمپایۂ جاپان ہو

خوانِ یغماں نہ بناؤ جو یہاں ہو پیدا
میزباں آپ ہو آپ ہی مہماں ہو

ہے شرف حبِ وطن شانِ شرافت ہی یہی
اشرف الخلق ہو اس شان کے شایاں ہو

تم بشر جب ہو تعصب کی شرارت مٹجائے
شہرو آفت ہیں نہ تم جان کے ناداں ہو

اشرفِ خلق بنایا تھا خدا نے تم کو
گر پڑے بام سے کیوں زینۂ ایواں ہو

کیوں تعصب کی جہالت سے بنے ہو وحشی
دام و دد آپ ہو صورتِ انساں ہو

غیر ملکوں میں نہیں کچھ بھی تمہاری وقعت
آپ ہی خوار ہوئے آپ ہی ذیشاں ہو

شرم ابنائے زماں کی نہیں تم کو کچھ بھی
دلمیں شرماؤ ذرا کچھ تو پشیماں ہو

خانہ جنگانِ وطن تم کو نہیں حبِّ وطن
رائے صاحب ہو تم خواہ یہاں خاں ہو

اہل ہمت کو ہی تائیدِ خدا ہوتی ہے
کام کرتے رہو ہر آن میں ایک شان ہو

کوئی ایسی نہیں مشکل ہے جو آساں نہ ہو
اپنی ہمت کو نہ ہارو نہ ہراساں ہو

کام لو عقلِ خداداد سے گر دانش ہے
کیوں ہوئے ہیچداں تم بھی ہمہ داں ہو

سرد مہری نہیں زیبا ہے اگر سوزِ دروں
جوشِ طغیاں سے تم شورشِ طوفاں ہو

تم ہو اخوانِ صفا پھر یہ کدورت کیوں ہے
پاک طینت ہو دلدادۂ اخواں ہو

مہر الفت کا نہ اپنی شبِ تارِ نفاق
تم دمِ صبح سرِ چشمۂ حیواں ہو

فرخا بخت کہ آیا ہے یہ قرآنِ سعید
ماہِ تاباں ہو تم مہرِ درخشاں ہو

بات بگڑی ہوئی بنجائے خوشی غم ہو جائے
خارِ غم کوئی نہ ہو ہند ہو گلزارِ جناں
پھر اسی باغِ خزاں رنگ میں آتی ہے بہار

بات گر ایک ہو اس فقر میں سلطان بنو
اپنے فردوس کے گل بوٹے ہو ریحان بنو
ہمصفیرانِ چمن رونقِ بستان بنو

جذبۂ حبِ وطن حسنِ سخن ہے ساقی
تم ہو اعجازِ بیاں ہند کی اب جان بنو

نہ کرتا سوختہ دل وہ سراپا نازِ بلبل کو
کیا شوریدہ سر ہم کو جمالِ حسنِ زیبا نے
شکستِ عہد و پیماں گو ہوا امید دیگر ہے
عجب ہے دورِ دورِ عشق کیفیت کے جلتے ہیں
مشامِ عاشقاں ہیں مست بوئے عشق و مستانی
پہنایا عاشقوں کو ہے خم و پیچ تعشق میں
کیا سرشار ہم کو جلوہ ہائے چشم میگوں نے
تصور ہے تیرے عشاق کا توحیدِ تنزیہی
تماشائے رخِ دلدار اپنا جذبِ باطن ہے
ستم شیوہ تغافل کیش ہے عیار و پرفن ہے
نظر عین الیقین کی ہی نہیں ایسے ہیں سرگرداں

خبر اس نالۂ جانسوز کی ہوتی جو اس گل کو
دیا اعجاز تو نے جذبِ عشقِ بے تامل کو
شکستِ آرزو پر ناز ہے اہلِ توکل کو
ہوا ہے منع بچوں کو وجد سنکے قلقلِ مل کو
سمجھتے ہیں سرورِ دل شمیمِ زلف و کاکل کو
دیا ای عنبریں مو تو نے پیچ و تابِ سنبل کو
بنایا مونسِ جاں ہم نے ہمدم ساغرِ مل کو
حجابِ قلب وہ کہتے ہیں تصویرِ توسل کو
نکالا پردۂ اخفا سے ہم نے مظہرِ کل کو
کیا ہے نیم بسمل کشتۂ تیغِ تغافل کو
یہ نامحرم سمجھ سکتے نہیں دورِ مسلسل کو

نہیں ہے آشنائے بحرِ الفت ہر بشر ساقی
محبت کچھ نہیں ہوتی ہے یارانِ سرِ پل کو

نہیں سنتے ہیں ایک مدت سے ہم آوازِ بلبل کو
تیرا دل سوختہ کنجِ قفس میں زار و نالاں ہے
ہجومِ گلرخاں رہتا ہے ہر دم گرد بلبل کے

کوئی ہمراز مل جائے تو پوچھیں رازِ بلبل کو
جفا شیوہ کبھی تو دیکھ سوز و سازِ بلبل کو
یہ گلرو ہی سمجھتے ہیں نیاز و نازِ بلبل کو

قفس میں بلبلِ ناشاد ہے فصلِ گل آئی ہے
ذرا دیکھو تو ساقی قسمتِ ناساز بلبل کو

کیا ہے شیفتہ تونے سراپا ناز بلبل کو | بنا اے رشکِ گل اب ہمدم و ہمراز بلبل کو
توجہ اتحادی ہوگئی تیری گلِ رعنا | کیا ہے عاشقوں میں تونے جو ممتاز بلبل کو
بنایا ہے گلِ بازی اسے شوخانِ گلرو نے | دیا اے عشق تونے خوب یہ اعزاز بلبل کو
کیا مفتون ہے گلرو تجھ کو اپنے جذبِ افسوں کا | زمانہ جانتا ہے صاحبِ اعجاز بلبل کو
بہارِ گلشن آرا میں قفس سے مخلصی ہوگی | وفا دشمن وفا پر ہو گیا تھا ناز بلبل کو
گل و بلبل کا افسانہ ہے اپنا نالۂ موزوں | بنایا ہے غزل میں بلبلِ شیراز بلبل کو

خبر کچھ بھی نہیں ساقی تھی انجامِ محبت کی
پسند آیا تھا رنگِ عشق کا آغاز بلبل کو

خود گرفتہ نہ رہا دربئے آزار نہ ہو | شوقِ بیتاب حجابِ رخِ دلدار نہ ہو
لطف کیا اُس کو جو لذّت کشِ آزار نہو | خستہ و زار نہو عاشقِ بیمار نہو
عشق دیدار طلب حسن ہے انکار نما | رنگِ تکرار تماشا ہے جو انکار نہ ہو
عشوہ نیرنگ ہے اندازِ کرشمہ ہے طلسم | جلوہ کیا ہو جو یہ نیرنگیٔ آثار نہ ہو
فصلِ گل جلوہ نما جلوۂ گل شوق فزا | باغ میں بھی قفسِ مرغ گرفتار نہ ہو
کونسا گل ترا شیدا نہیں اے باغِ مراد | خار وہ ہے جو گلِ گوشۂ دستار نہ ہو
سبزۂ خط نے کیا ذوقِ نظر کو بے لطف | تھا یہی خطرہ اس آئینے پہ زنگار نہ ہو
سخت بے مہر ہیں یہ شایقِ رنگِ بیداد | کوئی واماندۂ شوخانِ ستمگار نہ ہو
حسبِ دلخواہ کی صورت نظر آئے کیونکر | روبرو اپنے جو وہ آئینہ رخسار نہ ہو
وہ کبھی نالۂ جانسوز ہمارا سنتا | حسرتا ایک بھی روزن پسِ دیوار نہو
عشوہ انگیز تیرا جلوہ ہے مجذوب نما | تیرے مستوں کا تماشا سرِ بازار نہ ہو

رنگ تمکیں نہ رہا ضبط کا وہ ربط کہاں
کوئی اس رنگ سے وارفتۂ رفتار نہ ہو

سر پرسش ہی نہیں بے سر و سامانوں کا
کون غمخوار ہو جب تم کو سروکار نہ ہو

جذبۂ عشق ادائے خرد آشوب کہاں
بےخبر دیکھ یہ دیوانہ ہشیار نہ ہو

اے خوشا طالع فرخندۂ مشتاق لقا
روبرو یار ہو اندیشۂ اغیار نہ ہو

دل زندہ کا ہر ایک اہل نظر ہے طالب
جنس کاسد ہے وہی جس کا خریدار نہ ہو

رند آزادیہ مست قلندر جو ہوا
شائق سلسلۂ جبہ و دستار نہ ہو

ہے تجلی وجودی و شہودی یکرنگ
گر ہو ذوالنور تو یہ حجت انکار نہ ہو

خاکساران طریقت کو نہیں کبر پسند
سالک عشق ہے محو سر پندار نہ ہو

سادہ لوحان جہاں رنگ میں پھنس جاتے ہیں
دام تزویر نہ ہو گرمئ بازار نہ ہو

قائم اللیل جو ہیں اُن کو ہے ہر شب شب قدر
ہمدم خفتہ دلاں دولت بیدار نہ ہو

فیض قسام ازل نور بطوں رنگ صفا
اپنے اشعار میں کیوں جلوۂ انوار نہ ہو

خواب میں بھی نظر آتا نہیں اب ذوق سلیم
دل ذی ہوش پریشاں کن افکار نہ ہو

لطف صحبت کا ہو گیا ساقیؔ سرمست ہمیں
شاہد شوخ ہو ساغر سرشار نہ ہو

طالبو حیف ہے یہ وقت سحر جانے دو
خواب غفلت ہی میں ہنگام اثر جانے دو

دل کو قابو ہی میں رکھو جو ہو تم صاحب دل
نہ اِدھر جانے دو اُسکو نہ اُدھر جانے دو

ہمرہو سمجھیں گے ساحل کی سبکساروں سے
ڈگمگاتی ہوئی کشتی کو اُبھر جانے دو

ہے جفا ہی کی قفا میں وہ صفا کی صورت
وسوسہ دل میں نہ اے اہل نظر جانے دو

جگر خستہ میں اب دم ہی کہاں ہے باقی
جوش میں آؤ نہ اے دیدۂ تر جانے دو

وصل کی شب نہ بناؤ شب یلدائے فراق
تذکرہ غیر کا اے رشک قمر جانے دو

پردۂ غیب سے شاید کوئی صورت نکلے
نالۂ دل طرف روزن در جانے دو

اپنا لبریز ہو گیا جامِ تمنا ساقی
کاسۂ عیشِ عدو رنج سے بھر جانے دو

مردمِ چشم میں تم نورِ نظر آتے ہو
چشمِ بد دور بہت دور نظر آتے ہو

نور کے پتلے جو ہو نورِ نظر آتے ہو
رشکِ صدیق سرِ طور نظر آتے ہو

رشکِ فردوس تمہارا رخِ زیبا جو ہوا
کس طرح سے نہ کہیں حور نظر آتے ہو

چشمِ میگوں کے فقط ہم ہی نہیں ہیں سرمست
نوشِ لب تم بھی تو مخمور نظر آتے ہو

یار کا جلوۂ دیدار ہوا ہے شاید
ہاں دلِ شیفتہ مسرور نظر آتے ہو

پیرِ مغ نے ہے عجب جام پلایا ساقی
گرچہ سرمست ہو مستور نظر آتے ہو

ہمیں الفت تمہیں ہو عشق الفت ہو تو ایسی ہو
ہم یکجان و دو قالب ہوں محبت ہو تو ایسی ہو

کبھی ہو شکوہ سنجی اور گاہے بذلہ سنجی ہو
شکایت ہو تو ایسی ہو حکایت ہو تو ایسی ہو

کہیں ہم رازِ دل تم سے سنو مشتاق ہو کر تم
ہمیں تم ہوں نہ ہو کوئی جو خلوت ہو تو ایسی ہو

تماشا ہے تیرا جلوہ تحیّر ہے میرا شیوہ
تجلی ہو تو ایسی ہو جو حیرت ہو تو ایسی ہو

ہمارا پیکرِ خاکی بھی اک نیرنگِ قدرت سے
عجب صنّاعِ قدرت ہے جو صنعت ہو تو ایسی ہو

کدورت گر نہ ہو دل میں تو وہ دل ہو صفا منزل
رہے صدق و صفا باہم جو صحبت ہو تو ایسی ہو

تصور جب کیا تیرا ہوا جلوہ تیرا دل میں
صفائے قلب ایسا ہو بصیرت ہو تو ایسی ہو

بنے ہیں نقشِ حیرت ہم خیالِ یار میں ساقی
تصور ہو تو ایسا ہو جو حکمت ہو تو ایسی ہو

جس کو تمکیں ہو استقامت ہو
کیوں نہ وہ صاحبِ کرامت ہو

گر ہو ہمدرد دردمندوں کے
کس لئے وا درِ شکایت ہو

ہم بھی رودادِ دل کہیں اپنی
کوئی محفل میں گر حکایت ہو

خود نمائی یہ اہلِ خرقہ ہے
قلبِ تیرہ میں کیا ہو کشفِ حجاب
کیوں ہے مایوس وہ بڑا ہے کریم
معتکف ہیں جو کنجِ عزلت کے
کثرتِ خود نما ہے نقشِ وجود

کس لئے مجھ خرقِ عادت ہو
گرچہ زاہد کو ذوقِ طاعت ہو
تو بھی امیدوارِ رحمت ہو
اُن کو کیا آرزوئے کثرت ہو
جب سے نقشِ کشفِ وحدت ہو

بینوائی نشانِ شاہی ہے
ساقیا صاحبِ ولایت ہو

ہو گیا جوشِ جنوں سیرِ چمن سے ہم کو
ہم خطاوار جو ہیں کاکلِ مشکیں تیرے
جو گڑی بھول گئے سارے غزالِ رعنا

بوئے گل آتی ہے غنچہ کے دہن سے ہم کو
لاگ بیوجہ نہیں مشکِ ختن سے ہم کو
آہوئے چشم نے پھانسا ہے چمن سے ہم کو

ہو گئے خارِ جنوں خضرِ طریقت ساقی
اب خطر کچھ بھی نہیں نجد کے بن سے ہم کو

دکھایا تم نے شوخی سے جو لعلِ شکر افشاں کو
قیامت کر رہی ہے شوخیِ انداز تو دیکھو
تمہارے روئے انور سے وہ خود ہی منفعل دلمیں
رقیبِ روسیہ کی بزمِ جاناں میں ہوئی خفت
کیا دل سوختہ کیوں ہم کو دزدیدہ نگاہی نے
تمہارے جلوۂ رخسار سے حیرت ہے حیرت کو
زمانہ ایک دم راحت نہیں دیتا ہے دنیا کو
غضب کے شوق وارماں ہیں پکڑ لیتے ہیں رہ کر
بنا پروانۂ الفت ہو ساقی اُس پریرو کا

خجل شہریں بھی نے کر دیا لعلِ بدخشاں کو
سکھائے ہیں غضب کے فتنے تم نے چشمِ فتاں کو
جلاتے کیوں ہو تم جلوہ دکھا کر مہرِ تاباں کو
کہیں دیکھا ہی باعزت کبھی ناخواندہ مہماں کو
چھپا کر پیچھے تھے ہم چراغِ زیرِ داماں کو
بنایا تم نے آئینہ کی صورت اپنے حیراں کو
الٰہی کیا کریں اس گردشِ گردونِ گرداں کو
کبھی میرے گریباں کو کبھی تیرے گریباں کو
میں دل میں دیکھتا ہوں حسنِ بیاں پریشاں کو

چھولے صبا جو آکے میرے گلبدن کے پانو
اتنا ہے مرنج ماندگی وکسلِ راہِ عشق
آیا نہ کوئی وادیٔ غربت میں میرے پاس
مرقد میں بھی یہ وحشتِ دل کی ہیں تیزیاں

قایم نہ ہوں چمن میں نسیم چمن کے پانو
آتے ہیں خواب میں بھی نظر لاکھ من کے پانو
اُٹھے نہ نہ اس طرف کبھی اہلِ وطن کے پانو
شورِ جنوں سے نکلے ہیں باہر کفن کے پانو

ساقی ہے میرے خاک میں ملنے کی انبساط
رکھتے ہیں بار بار زمیں پر وہ تن کے پانو

قیامت ہے وہ آتے ہیں قد و قامت دکھانیکو
بہت جی چاہتا ہے اُن کی اُلفت آزمانیکو
وہ ہم سے دیدہ و دانستہ بھی آنکھیں چُراتے ہیں
لیا جو بوسۂ زلف اُن کا تو ہنسکر یہ فرمایا
میرے مرنے کی سنکر آہِ سرد اُس نے بھری آخر

مگر بیٹھے ہوئے تھے وہ بھی فتنہ اُٹھانیکو
زبانِ غیر کیونکر لائیں پر اُن کے جتانیکو
بہانہ چاہیئے کیا اور یاں آنسو بہانیکو
ترا کم بخت کیا جی چاہتا ہے مار کھانیکو
الٰہی آگ لگ جائے میرے جی کے جلانیکو

ہوئیں تیاریاں جب رخصتِ جاوید کی ساقی
تو آئے دوست اُن کی خیر مقدم کے سنانیکو

ذرا طرزِ ستمگاری تو دیکھو
کسی پہلو نہیں ہے چین دل کو
سمجھ کے کرتے ہو کیا عہد و پیماں
ہنہیں شاباں یہ رنگِ بے نیازی
گیا پھر نوح کے طوفاں پہ پانی
چُنے لالا کے ہیں اُس میں گلِ داغ
ہوئے ہیں ہمدمِ بزمِ رقیباں
رہا ثابت قدم ساقی تمہارا

غریبوں کی دل آزاری تو دیکھو
میری الفت کی بیماری تو دیکھو
تم اپنی سہل انگاری تو دیکھو
ہماری نازبرداری تو دیکھو
میری آنکھوں کی خونباری تو دیکھو
میرے سینے کی گلکاری تو دیکھو
رہ و رسمِ وفاداری تو دیکھو
یہ ہنجارِ وفاداری تو دیکھو

دیا جمال ہے تو نے جو مہ جبینوں کو
وفا سرشت کیا کیوں نہ ان حسینوں کو

تیرے تلوّنِ فطرت سے ہو گئے آگاہ
سمجھ گئے ہیں تیرے ہم بھی سب قرینوں کو

نکاتِ علم کا کچھ بھی نہیں شعور انہیں
خیالِ ردّ و قدح کیوں ہے نکتہ چینوں کو

صفائے قلب نہیں جن کو وہ بشر ہی نہیں
جِلا سے قدر جہاں میں ہے آبگینوں کو

کہوں میں کس سے میرا ہے کلامِ الہامی
کبھی یقین نہ آئے گا بے یقینوں کو

کئے ہیں نالۂ شورش فگن جو ساقی نے
فلک نے سر پہ اُٹھایا ہے ان زمینوں کو

ستاتے کیوں ہو تم اپنے دلِ افگارِ محبت کو
دکھا دو اپنا جلوہ اپنے بیمارِ محبت کو

سراپا پھونک ڈالا ہم کو سوزِ عشقِ پنہاں نے
چھپائیں اب کہاں اس شعلۂ نارِ محبت کو

کبھی بنتا نہیں سودا خریدارانِ الفت کا
بہت ہم نے سُنا تھا گرم بازارِ محبت کو

تجلی خیز ہے عشاق جلوہ روئے جاناں کا
کیا ہے اس نے تاباں شمسِ انوارِ محبت کو

ہوئے رندانِ مے آشام سرخوش کیفِ باطن سے
پلایا پیرِ مغ نے جامِ سرشارِ محبت کو

تیرے دیدار کی دولت ملی شب زندہ داری میں
تجلی ہو گئی ہے بختِ بیدارِ محبت کو

تغافل کیش میں بھی طالبِ دیدار ہوں تیرا
کبھی تو ٹک دکھا اپنے طلبگارِ محبت کو

شہیدِ ناز تو اُس کا فقط دم بھر کا مہماں ہے
خیالِ خونبہا ہے اُس جفاکارِ محبت کو

وہ شوخِ تند خو میرا بڑا عیارِ پُرفن ہے
سکھائیگا کوئی کیا اُس کو اطوارِ محبت کو

یہی ہے ہمدمو چارہ مریضِ دردِ ہجراں کا
یہاں لے آؤ اُس شوخِ دل آزارِ محبت کو

شرفِ انسان کو بخشا ہی عشقِ عالم آرا نے
اُٹھایا اُس نے اپنے سر پہ جو بارِ محبت کو

کسی گل میں نہیں باقی بہارِ بوئے یکرنگی
خزاں نے کر دیا پژمردہ گلزارِ محبت کو

پہنچنا ہے بہت دشوار اُن کا کوئے جاناں میں
چھپا سکتے نہیں جو دل میں اسرارِ محبت کو

کیا افشائے رازِ عشق ساقی چشمِ گریاں نے
چھپا رکھا تھا دل میں بحرِ ذخّارِ محبت کو

فضلِ رحمت سے ہو یارب کامرانِ آرزو
یہ دلِ مشتاق ہے میرا جہانِ آرزو

جلوۂ گلچیں نگاہ ہے پیکرِ رنگِ نشاط
حسنِ نظّارہ بنا ہے گل فشانِ آرزو

ہمدمو کیفِ نظر سے قلبِ ہیبت کیوں نہ ہو
ہے کہن سالی میں بھی دل نوجوانِ آرزو

گلشنِ مقصود ہو جائے مرا قلبِ شہید
گلرخانِ لالہ رُخ ہوں شاہدانِ آرزو

ساقیِ سرمست کی صحبت میں سرخوش بن گئے
ساقیانِ عشوہ فن ساغر کشانِ آرزو

انتظارِ شوق ہے پیغامِ یار آئے تو دو
نامہ بر آیا ہے ہم کو اعتبار آئے تو دو

سینہ چاکانِ جنوں ہو جائیں گے آشفتہ دل
ہاں خیالِ آمدِ فصلِ بہار آئے تو دو

رنگِ گلچیں کا تماشا دیکھ لیتا بر محل
دوستو ہم کو قریبِ کوئے یار آئے تو دو

یہ دلِ مشتاق مدہوشِ نظر ہو جائے گا
روبروئے عشوۂ عالم شکار آئے تو دو

سادہ رو عیّار کا ہم کو جواب صاف ہے
خط وہ بھیجے گا ہمیں خطِ غبار آئے تو دو

دیکھتا رندانِ میکش جلوہ ہائے تو بتو
آج حلقے میں شرابِ خوشگوار آئے تو دو

آتے جاتے آپ ہی ایک روز وہ کھل جائیں گے
رفتہ رفتہ اُن کو میرا اعتبار آئے تو دو

صاف دل دم بھر میں ہوگا نسبتِ عشاق سے
آئینہ رو کو سرِ لوحِ مزار آئے تو دو

نالہ ہائے زار ہی بن جائیں گے نقشِ مراد
اُن کو باور میرا دردِ انتظار آئے تو دو

عاقبت محمود ہے یہ صبر بے حاصل نہیں
شوق مائل ہو کے آتا ہے نگار آئے تو دو

کہدیا آخر میں افسردہ دل زہاد سے
ہو گئے تائب وقتِ پایانِ بہار آئے تو دو

فرطِ قسمت کہا اُس شاہدِ سرمست نے
میرا ساقی ہے وہ رندِ بادہ خوار آئے تو دو

کہاں بہلائیں جا کر اس دلِ بیتاب و غمگین کو
عداوت ہو گئی ہے مدتوں سے روئے رنگیں کو

تیرا عشقِ جنوں انگیز یہ جذبِ نمایاں ہے
کیا مجذوبِ مطلق تو نے عقلِ مصلحت بیں کو

ہمارا مدعا ہمدم وصالِ یار ہو جائے
دعا کے وقت تم بھی دل سے کہنا آج آمیں کو

دعائے دل یہی ہے بلبلِ نالاں کی گلشن میں
قلم کردے الٰہی کوئی آکر دستِ گلچیں کو

عروجِ عشق جن کو مل گیا بالانشیں وہ ہیں
کہیں دیکھا نہیں کرتے نشستِ صدر پایئں کو

یہی تک سوزِ داغِ عشق سے اُس کو تنفر ہے
بجھا دیتا ہے وہ گلرو ہمارے شمعِ بالیں کو

تحمل ہو نہیں سکتا ہے اب رنگِ تجاہل کا
ملا دے تو خاک میں ہو کیوں ہمارے حسنِ تمکیں کو

نہ دیکھی کوئی شانِ بے نیازِ سینۂ شاہی
توکل کا بنایا تکیہ ہم نے خشتِ بالیں کو

گریباں چاکِ غم بلبل چمن میں نالہ فرسا ہے
خدایا بھر دیا پھولوں سے کیوں دامانِ گلچیں کو

کہاں وہ صورتیں ایک داغِ حسرت رہ گیا باقی
پھڑکتا دل ہے یارب صحبتِ یارانِ رنگیں کو

ادائے شانِ برنائی وداعِ ہوش و تمکیں ہے
کیا محو خود آرائی سراپا نازِ خود بیں کو

جو ہیں طرز آشنا شیدائی رنگِ نکتہ سنجی ہیں
سخن مشتاق ہوں محوِ نظر رکھتا ہوں تحسیں کو

کہاں اشعار ہیں یہ وارداتِ قلبِ مضطر ہیں
سنا دیتے ہیں دردِ دل کبھی دلدارِ خود بیں کو

شہید جلوہ بنتا ہے ساقی پیرمیخانہ
یہ روپوشِ نظر کس نے کیا صہبائے رنگیں کو

حجابِ ناز چلنے دو دکھا دو روئے زیبا کو
جلاتے کس لیے اے مہر ہو محوِ تماشا کو

ہجومِ عاشقاں دیکھا تو سوجھی عشوہ آرائی
کیا پیراستہ اوس نے نگاہِ فتنہ برپا کو

یہی ہے مدعائے دل بیرائے محو رعنائی
بنا بینِ تمنا آج اس عرضِ تمنا کو

شناور بحرِ بے پایانِ الفت کے ہوئے ہم بھی
تماشائے نظر اپنا بنایا موجِ دریا کو

ہماری وسعتِ مشرب تماشائے تحیر ہے
کیا ہے تنگنائے دل میں پیدا دشتِ پہنا کو

بہ پروازِ تصور ایک خردآشوب منظر ہے
کیا وہم تملق نے نمایاں بالِ عنقا کو

نظر آیا نہ ہمسر کوئی ہم کو خانۂ دل کا
گئے سیرِ کنشت و کعبۂ دیر و کلیسا کو

گدائے میکدہ ساقی [illegible] یکتا ہی
[illegible] ہما کو

تم مہر جلوہ ماہ لقا برقِ طور ہو — بے مثل ہو تجلیِ وحدت ظہور ہو

جو باریابِ خلوتِ قربِ و حضور ہو — کیا محوِ شوقِ جلوۂ رنگِ ظہور ہو

معمول اپنا ہو جو گیا شغلِ رابطہ — کیونکر کہیں قریب نہیں ہم سے دور ہو

رم آشنا ہے جلوہ تماشا ہے شوق کا — اے شوقِ جلوہ حیرتیِ برقِ طور ہو

سالک و بیلِ راہ کی صحبت ہے کیمیا — ہو شرحِ صدر قلب میں ہمہ رخ کا نور ہو

آگاہ رازِ دہر ہوئے سب کے ہمنوا — انسان ہو فرشتہ ہو جنسِ طیور ہو

رندانِ میکدہ سے اُلجھتے ہو زاہدو — تم بھی تو محوِ شوقِ شرابِ طہور ہو

لو اب قریب منزلِ مقصود آ گئی — اتنا نہ بیقرار دلِ ناصبور ہو

کیا ہم کو اعتبار ہو واعظ کی بات کا — اُسکو یقین ہو عقل میں جسکے فتور ہو

ہے امتحاں مقابلے کا بزمِ یار میں — دیکھیں گے کس کو بزم میں قربِ حضور ہو

اے فیض بخش چشمِ مروت کا ہو لحاظ — کچھ حال پر ہمارے عنایت ضرور ہو

پیرِ مغاں ہے کیف میں سرشار مغبچے
ساقی شریکِ حلقۂ کیف و سرور ہو

طلسمِ حیرت آرائی کے شایق دلستاں کیوں ہو — تجلی خیز منظر ہے تو پردے میں نہاں کیوں ہو

نہو کچھ درد گر دل میں تو نیرنگِ فغاں کیوں ہو — ہماری نالہ سنجی سے وہ حیراں دلستاں کیوں ہو

فسوں نیرنگ مل کر آج یارِ مہرباں کیوں ہو — ہم آغوشِ محبت ہو کے پھر دامن کشاں کیوں ہو

نہو گر شوقِ نظارہ ہمیں حسنِ شہادت کا — بلا گردان تمہارا یہ قتیلِ نیمجاں کیوں ہو

پریشاں سازِ تمکیں ہے تماشائے بوالعجب کیسا — اگر تھا قول فیصل شوق و رم کے ہمعناں کیوں ہو

تمہیں تسلیم کرنا ہی پڑا ذوقِ وفا آخر — ہمارا عشق کامل شرمسارِ امتحاں کیوں ہو

سبکسر ہو گئے ابدل ہمیں بیرونِ در رکھا — اگر ہو شاملِ حلقہ غمِ رطلِ گراں کیوں ہو

تماشا کیا نظر آئے اُسے جذبِ محبت کا — نہیں ہم آگاہِ کیفیت ہمارا راز داں کیوں ہو

کیا محروم عیشِ وصل ہجرِ فتنہ پیکر نے
نشاطِ کامرانی صورتِ روحِ رواں کیوں ہو

ہوئی آزاد مشرب آج آزادِ قفس بلبل
چمن کا اُنس چھوڑا خار خارِ آشیاں کیوں ہو

نہیں مدِنظر کچھ اور ہے شوخِ حیا پرور
ہمارا پاسِ خودداری تمہارا پاسباں کیوں ہو

کہاں جمعیتِ خاطر کیا وقفِ پریشانی
ہمیں آسودہ حالی کی ہوس اے آسماں کیوں ہو

نہ ہو گر ناظرِ احوالِ مسکیں بینواؤں کا
تیرا فضلِ نمایاں چارہ سازِ بیکساں کیوں ہو

تمہارا نازِ بیجا حدِ فاصل وصل کا ہوگا
تکلف برطرف ہو کر حجابِ درمیاں کیوں ہو

کہاں ہے تجربہ اے دل سبیلِ رہ نوردی کا
نہیں ہمت جو رہ پیما شریکِ کارواں کیوں ہو

تشفی کس طرح ہو سینہ چاکانِ تغافل کی
جو مسرورِ تمنا ہو کوئی ناشادماں کیوں ہو

تمہیں منظور ہی برباد کرنا نقشِ مطلب ہے
ہماری آرزوئے دل متاعِ رائگاں کیوں ہو

شکوہِ شانِ رعنائی کا جلوہ دیکھنے والا
حجابِ بلبلِ کشمیر رشکِ گلرخاں کیوں ہو

کیا ایک مغ پسر شنگول نے مستانہ الفت کا
ہمیں محوِ نظر ساقی درِ پیرِ مغاں کیوں ہو

مسیحا کیا بنے دردِ دلِ دلگیر تو کھینچو
قدر انداز ہو سینے سے اُلٹا تیر تو کھینچو

سراسر سوز بنکر درد کی تصویر تو کھینچو
نوردِ جذب میں آہِ جنوں تاثیر تو کھینچو

گرانجانی ہماری تم کو حیراں کر نہ دے دلبر
ادائے عشوہ سنجی دیکھ لی شمشیر تو کھینچو

توجہ اتحادی کا کرشمہ دیکھ لے عالم
اگر ہو اہلِ دل قلبِ بتِ بے پیر تو کھینچو

بنے ہو رشکِ مانی رازداروں ہم بھی مانینگے
ہماری خستہ حالی کی کوئی تصویر تو کھینچو

جلالِ شان ہم کو روبرو آنے نہیں دیتا
کبھی لطفِ نظر سے لغزشِ رہگیر تو کھینچو

سراپا نامرادی ہے میرا حالِ پریشانی
مصور گر ہو نقشِ حسرتِ تعمیر تو کھینچو

تمہارا عاشقِ مہجور کیوں حسرت فسردہ ہے
بہارِ باغِ ارماں خارِ دامنگیر تو کھینچو

شہیدِ آرزو محوِ تماشا ہو کے بیخود ہوں
ہو ہنگامہ آرا کوئی البا تیر تو کھینچو

کبھی اعزاز بھی دیکھو گے حسن سہرا بندی کا
تمہارے مصحفِ رخ سے ہیں شرحِ صدر کے طالب
تجلی عشق کی ہو جائے گلرو کی شبستاں پر
ہوا ہے آپ کے دل میں بھی سوزِ عشق کچھ پیدا
بہارِ طبع میں ہو جائے رنگِ فن و فنوں پیدا
تماشا دیکھنا منظور ہے جذبِ تصرف کا
ہمارے شوق و ارماں خود خیالِ یار بنتی ہیں

مریدِ عشق بنکر رحمتِ تخفیف تو کھینچو
دکھا کر کوئی نقشہ صاحبِ تفسیر تو کھینچو
پسِ دیوار کوئی نالۂ شبگیر تو کھینچو
یہ قلبِ عاشقاں کی جذب کی تاثیر تو کھینچو
خیالِ نغز غالب میں طرازِ میر تو کھینچو
کسی دامِ فسوں میں بلبلِ کشمیر تو کھینچو
تصور میں جو ہم کرتے ہیں وہ تصویر تو کھینچو

ہوا کیا ساقیِ سرمست کیوں محوِ تحیر ہو
شریکِ حلقہ ہو گے حلقۂ زنجیر تو کھینچو

خبر کیا کربِ ہجراں کی ہو میری سروِ موزوں کو
ہمارا شاہدِ مقصود اے رمّال مل جائے
یہ نیرنگِ تعین دیکھ کر تیرا فسوں سمجھا
ہمیں واماندۂ نصف النہارِ جستجو رکھا
قناعت کیوں نہ کی نانِ جویں پر زاہدِ ساؤ
ہمارے پاس جب لبیا توکل کا خزانہ ہے
کیا ہے محرمِ رازِ حقیقت وضعِ تمکیں نے
وہ گلچہرہ مقرر بلبلِ کشمیر خوش ہوتا

کوئی کہتا نہیں جا کر کبھی حالِ دگرگوں کو
دکھا دے قرعۂ فرخ سے تو فالِ ہمایوں کو
سمجھتی عقلِ حیرت سنج ہی افسانہ افسوں کو
تلاشِ یار میں گو چھان مارا ربعِ مسکوں کو
خبر ہے خلد سے نکلے ہیں آدم کھا کے گیہوں کو
تو کیا ہم منعمو جانچیں تمہارے گنجِ قاروں کو
یہ کیا افشا کریں گے سادہ لوح سرِ مکنوں کو
بناتے شوقِ گلدستہ جو ہم گلہائے مضموں کو

یہی ساقی تمنا خارِ دامنگیر رہتی ہے
پلاتا شاہدِ گلگوں قبا صہبائے گلگوں کو

کبھی تو یاد بھی کرتا تھا اپنے دل فگاروں کو
بسِ مردن ہوئی تسکینِ دل امیدواروں کو

نہ تھی امید یہ ہرگز تمہارے غم کے ماروں کو
وہ آئے فاتحہ دینے شہیدوں کے مزاروں کو

ادھر رخ ہی نہیں کرتے ہیں کیا رسمِ محبت ہے
یہ رازِ پردۂ فطرت کبھی وا ہو نہیں سکتا
خدا لگتی ہی کہتے ہیں جو ہیں مجذوبِ کیفیت
کرشمہ ہے تیرا شوریدہ کن اے جانِ رعنائی
نگاہِ دلنوازی سے فقط تسکین ہوتی ہے

خدایا ہم سے کیا ضد ہو گئی اس ماہ پاروں کو
جو نسبت اتحادی ہے گلوں کے ساتھ خاروں کو
وہ بت کیا ہے کیا جس نے یہ کافر دینداروں کو
کیا سرمستِ جلوہ اہل ہکیں ہوشیاروں کو
تمہارے دردمندوں کو تمہارے دلفگاروں کو

چلو سیرِ چمن کو ساقیِ سرمست مے پیکر
تماشا ہم دکھائیں عشوہ پیکر ہوشیاروں کو

جلوہ مشتاق ہیں نیرنگ دکھاتے نہ چلو
ہیں یہ ارمان بھرے منتظرِ جلوۂ رخ
ہم نے تو محوِ نظر کیں وہ جفائیں ساری
رازِ سربستہ کو ہم خاک کئے دیتے ہیں
ہو گئے واقفِ نیرنگِ محبت ہم بھی
شیفتہ بلبلِ کشمیر فدائے رُخ ہے

عشوہ انگیز تو ہو آنکھ چراتے نہ چلو
خاکسارانِ محبت کو بھلاتے نہ چلو
فتنۂ خفتہ کو اے یار جگاتے نہ چلو
مدعائے نظر جو ہے چھپاتے نہ چلو
اب وہ صورت نہ رہی رنگ جماتے نہ چلو
اپنے مجذوب کو دیوانہ بناتے نہ چلو

ساقی رندِ قدح خوار پکیف نہ ہوا
مے گلرنگ کو مینا میں بچاتے نہ چلو

فتنہ ہو قیامت ہو آفت ہو بلا کیا ہو
مشتاق ہیں صورت کے بے پردہ ہویدا ہو
کیا دیکھتے ہو ہم کو حیرت کی نگاہوں سے
ہم رندِ موید ہیں میخوار مجدد ہیں
شوریدہ تمہارے ہیں دلگیر تمہارے ہیں
اے شانِ مسیحائی لاکھوں نے شفا پائی

ہم محوِ تماشا ہیں تم عشوہ تماشا ہو
کیا دیکھ سکیں اُس کو جو پردے میں بیٹھا ہو
کچھ یاد نہیں آتا شاید کہیں دیکھا ہو
وہ جام نہیں لینے جو اوروں کا جھوٹا ہو
دل شاد وہ ہوتا ہے دل جس کا نہ اٹکا ہو
بیمارِ محبت ہی تیرا نہیں اچھا ہو

ہشیار کیا ہم کو عیار نگاہی نے
بے کیف نہ ہا سادہ ہو جذب کا آمادہ
موجوں سے الجھتا ہے چالاک شناور ہے
بے مثل تماشے ہیں نیرنگ مناظر کے
ہم مست مئے جلوہ وہ ساقی رعنا ہو

وہ کام کریں کیوں ہم جس میں کہ بی کھٹکا ہو
وہ بھید بتائیگا جو دار پہ لٹکا ہو
کیوں محو تعین ہے ہم پیکر دریا ہو
کیا جلوہ نظر آئے آئینہ جو الٹا ہو
اک ہاتھ میں ہو ساغر اک ہاتھ میں مینا ہو

بازار میں دیکھا تھا مستانہ ادا جس کو
مجذوب تمہارا ہی وہ ساقی شیدا ہو

تمہاری نرگس شہلا فسونگر ہو تو کیونکر ہو
وہ ناشنوا ہمارا مہر گستر ہو تو کیونکر ہو
نہیں ہے سوز باطن بوالہوس دل سرد ہے تیرا
دکھائی ضعف کی شدت نے صورت بے نشانی کی
کیا ہے زرد رو اے لالہ رخ رنگ تغافل نے
نہیں دیکھا ہے عشوہ جس نے اسکی چشم میگوں کا
یہ سب طومار حسرت ہی مری روداد ارماں کا
نہیں یہ اضطراب شوق ہی مجبور کرتا ہے
نہ ذوق کیف وجدانی نہ شوق وصل عریانی

تمہیں گر ہم نہ دیکھیں عشوہ پیکر ہو تو کیونکر ہو
تجلی خیز وہ شمس منور ہو تو کیونکر ہو
یہ گلشن ہو تو کیونکر ہو یہ مجمر ہو تو کیونکر ہو
تیرا محو نظارہ نقش بستر ہو تو کیونکر ہو
ہماری سرخ رنگت غم میں ابتر ہو تو کیونکر ہو
وہ مستانہ شراب شوق پیکر ہو تو کیونکر ہو
نہیں مد نظر شوخی و فتنہ ہو تو کیونکر ہو
خیال وصل ہم آغوش دلبر ہو تو کیونکر ہو
نہ رنگ جذب حیرانی قلندر ہو تو کیونکر ہو

کیا ہے دم بخود اس آتش خاموش نے ساقی
یہ آتش خیز آہ شعلہ پیکر ہو تو کیونکر ہو

وہ زندہ دل کہاں جو شہید نظر نہ ہو
اے رشک غیر دیکھ چلا جا خدا کو مان
نظارہ باز حسن تماشا ہمیں ہوئے

دلبر ہی وہ نہیں ہے جو بیداد گر نہ ہو
یہ رہ خلوص کی ہے میرا ہم سفر نہ ہو
کیا دل گداختہ ہو جو ذوق نظر نہ ہو

شوق آزما ہے آج میرا بانیٔ جفا
اندیشہ ہر نفس ہے فغاں بے اثر نہ ہو

تمکین و پاسِ وضع ہے شرطِ رہِ وفا
وہ چال چل کہ تجھ کو ہراس و خطر نہ ہو

رازِ درونِ پردہ کی تجھ کو خبر نہیں
اے سادہ دل مقابلِ فوق البشر نہ ہو

قلبِ شہیدِ عشق میں تصویرِ یار ہے
وحشت خرامِ جادۂ نوعِ دگر نہ ہو

ساقی سنا ہے عابدِ شب زندہ دار سے
گر ہو حضور ردِّ دعائے سحر نہ ہو

ردیف ہائے ہوز (ہ)

ساقی جو جامِ عشق ہے پیرِ مغانِ میکدہ
مستِ الست ہو گئے مغ بچگانِ میکدہ

حلقۂ دورِ جام ہے سرخوشیٔ مدام ہے
آج صلائے عام ہے پیرِ مغانِ میکدہ

موسمِ برشگال ہے سبز ہر ایک نہال ہے
ساغرِ مے حلال ہے پیر و جوانِ میکدہ

کیف و سرورِ عشق ہے غیبت حضورِ عشق ہی
جلوۂ نورِ عشق ہے آج میانِ میکدہ

وجد میں ہے کوئی یہاں رقص میں ہے کوئی وہاں
کرتے ہیں نعرہ و فغاں پیر و جوانِ میکدہ

نشۂ شوق کا اثر ہو جو گیا ہے سر بسر
پوچھتا ہے ہر ایک بشر راہ و نشانِ میکدہ

رندوں کا جمگھٹا ہوا شور ہے چار سو مچا
تانتا ہے اک لگا ہوا ہے یہ دکانِ میکدہ

جلوۂ خود نما ہوا پردہ کوئی نہیں رہا
ہم کو بھی آج کھل گیا رازِ نہانِ میکدہ

ہوش ہوئے تمہارے گم پی جو گئے خم کے خم
دیکھتے ہی نہیں ہو تم رنگِ جہانِ میکدہ

کیوں نہ ہو بزمِ عیش کی وہ ہیں شریکِ میکشی
اور ہی آج ہو گئی شوکت و شانِ میکدہ

وہ جو یہاں ہے خوش ادا کیوں نہ ہو خوش نما فضا
روضۂ دلکشا ہوا صحنِ مکانِ میکدہ

جو ہے یہاں وہ مست ہے ساغرِ مے بدست ہے
ساقیٔ مے پرست ہے روحِ روانِ میکدہ

ہم کو ملتی ہی نہیں ہے تیرے کاشانے کی راہ
دیکھ لی کعبہ کلیسا اور بتخانے کی راہ

آتشین دو منتظر ہے عاشقِ جانسوز کا
شمعِ سوزاں دیکھتی ہے اپنے پروانے کی راہ

آج کل اُس شوخ کو افسانہ سننے کا ہے شوق
میں بھی اپنا حال کہہ دیتا ہوں افسانے کی راہ

شیخ کی صحبت سے رندو تمکو واجب ہے حذر
جانتا ہے خوب یہ مکار بہکانے کی راہ

تیرے برزخ کا تصور کامگارِ وصل ہے
دیکھ لی ہم نے تیرے دل میں چلے آنے کی راہ

پیرِ مغ نے کر دیا مخمور جامِ عشق کا
پوچھتے پھرتے ہیں ساقی ہم بھی میخانیکی راہ

رنگِ مینا ہی بنا اپنا قفس میں آئینہ
یا خدا پونچھے یہ دستِ دادرس میں آئینہ

شکلِ آزادی تنفر سے مبدل ہو گئی
صورتِ جاناں کا ہے چوبِ قفس میں آئینہ

محو صورت کیوں نہ ہو دردِ و داغِ دلربا
رونما یارب ہوا بانگِ جرس میں آئینہ

ہم نوا دیوارِ گلشن پر سے کیا آئے نظر
کیا لگایا ہے قفس گرنے قفس میں آئینہ

شوخِ گلچہرہ نہ بن ہم رنگ ہمرازِ حریف
بدنما ہو جائیگا یہ خار و خس میں آئینہ

صورتِ آتشکدہ ہے سوزِ دردِ عاشقاں
شعلہ دم ہے سینۂ آذر نفس میں آئینہ

ہم بغل رہتی ہے ہجراں میں بھی یادِ شوقِ وصل
ناظرِ احوال پہلو ہے قفس میں آئینہ

مغبچوں نے مینا و ساغر چھپا کر رکھدئے
ہو تجسس کا کہیں دستِ عسس میں آئینہ

روئے دلبر کا تصور محو ہو سکتا نہیں
روبرو ہے ہر نفس کنجِ قفس میں آئینہ

دلنشیں ہوتا نہیں اے وائے کیوں نقشِ مراد
ہے مکدر حسرتِ فریاد رس میں آئینہ

صورتِ تثلیث میں ہے نورِ وحدت جلوہ گر
ابنِ مریم کی نظر ہے ہر نفس میں آئینہ

بلبلِ کشمیر وہ آئینہ رو ہے عشوہ فن
شوقِ نفسِ مدعا کا پیش و پس میں آئینہ

ساقیِ حیواں سے وہ گلرو ملا مدت کے بعد
یہ تصرف میں ہوا کتنے برس میں آئینہ

دو چار چشم ہو اٹھا وہ گلفشانِ نگاہ
بنی نگاہ تجلی میری جہانِ نگاہ

کرشمہ خیزیٔ عشوہ ہے پاسبانِ نگاہ
وہ مستِ ناز جو کرتا ہے امتحانِ نگاہ

کیا ہے محوِ تماشائے رنگِ بو قلموں
بہارِ جلوۂ فطرت ہے گلستانِ نگاہ

کہیں وہ رنگِ محبت میرا نہ ہو ظاہر
عیاں ہیں روئے منور پہ کچھ نشانِ نگاہ

کیا ہے ذوقِ تماشا نے ہم کو عرش آہنگ
نوردِ حال دکھائے نہ آسمانِ نگاہ

خیالِ عرضِ تمنا رہے نہ تنگ فضا
وہ مہر ورز جو ہو جائے مہربانِ نگاہ

فسوں کرشمہ بنا ہے وہ جانِ حسن میرا
اسیرِ عشق ہوں میں دیکھتا ہوں شانِ نگاہ

کرے نہ جذبِ قریں ہم کو حیرت افسانہ
سنائی کیف اثر کس نے داستانِ نگاہ

بنے گا واسطۂ نفس مدعا آخر
یہ ربط رابطۂ قلب ترجمانِ نگاہ

شہیدِ ذوقِ نظر شایقِ تماشا ہیں
فسوں کمان لے کھینچی ہے کیا کمانِ نگاہ

وہ سربلند کیا سرو ناز نے ہم کو
بنا ہے عرش مکاں اپنا آشیانِ نگاہ

خیال دزدِ سمجھ کر کیا ہمیں منظور
وقوفِ قلب ہمارا بنا عیانِ نگاہ

زمینِ خلوت و جلوت ہیں محرم و ممتاز
ہوا یہ عینِ یقیں ہم ہیں کامرانِ نگاہ

کیا ہے دم بخودِ راز بلبلِ کشمیر
کسی سے کہہ نہیں سکتا ہوں میں بیانِ نگاہ

نہ محو یاد کریں اس کو حضرتِ حیراں
زدیدہ دور جو رہتا ہے مدح خوانِ نگاہ

کیا ہے شوخ نظر ساقیؔ معربد کو
توجہ پیر مغاں کی قدح کشانِ نگاہ

نکر دے چاک ہستی کی قبا تعمیرِ میخانہ
بھری سر میں ہوائے شوق دامنگیرِ میخانہ

کیا صاحب نظر اے جلوۂ تصویرِ میخانہ
بنا حسنِ تماشا مست تسخیرِ میخانہ

تصرف میں نہیں آئی کبھی تصویرِ میخانہ
بکھر جاتا ہے کیوں شیرازۂ تدبیرِ میخانہ

جو آتا ہے یہاں وہ زندۂ جاوید ہوتا ہے
بقا منزل ہے یہ صاحب نظر تعمیرِ میخانہ

یہ آخر گرگ باراں دیدہ زاہد راہ پر آیا
ہوا ہے صید رم خوردہ مرید پیر میخانہ

تکلف برطرف ہے سب یہاں یکجان و قالب ہیں
رہے تقدیر میخواراں خوشا تقدیر میخانہ

ہوئے ہیں کیفِ رقصاں ناگہاں سارے تماشائی
خوشا نظارہ تیرا عشوۂ تصویرِ میخانہ

شبِ مہتاب دورِ جام ساقی شاہدِ رعنا
نسیمِ روح پرور دلکشا تعمیرِ میخانہ

بنایا شوخِ میگوں چشم نے ہم کو ہدف اپنا
جگر کے پار جا نکلی وہ نوکِ تیرِ میخانہ

تماشا شاہدانِ شوخ کا جاذب نمایاں ہے
یہی حسنِ کشش ہی باعثِ تشہیرِ میخانہ

یہ قیدِ شیوۂ تمکیں کبھی تو جادۂ وا ہو
بنی ہے صورتِ قفلِ در و زنجیرِ میخانہ

وہ بقعہ فیض کا ہے امتیازِ خاص کیا زاہد
کہ اذنِ عام کی صورت میں ہے تکبیرِ میخانہ

یہاں اس ناوک افگن کا گزر اکثر جو ہوتا ہے
دلِ صیدِ محبت کیوں نہ ہو نخچیرِ میخانہ

پریشاں سازِ میخواراں ہے ہیم محتسب کیسا
کہاں عیشِ مغانہ گردشِ تقدیرِ میخانہ

خمارِ بادۂ سرجوش ہے اعضا شکن کتنا
تمہیں ہو چارہ فرما پیرِ خوش تدبیرِ میخانہ

وہ شوخِ مغ پسر یارب عجب ابرام شیوہ ہے
ہماری کچھ نہیں سنتا بتِ بے پیرِ میخانہ

وہی اک پیشوا ہے پیرِ مغاں اہلِ تکلم کے
دلیلِ راہِ عرفاں ہو گئے رش پیرِ میخانہ

گدائے میکدہ ساقی کی سنتا کون حلقے ہیں
ہلاتا ہی رہا وہ حلقۂ زنجیرِ میخانہ

فروغِ انجمن آرا ہوئے ہیں ساقیِ حلقہ
تجلی خیز منزل کیوں نہ ہو تنویرِ میخانہ

نہ ہو مجذوب کس رنگِ جنوں تاثیرِ میخانہ
بناتا ہے نظر جیب حلقۂ زنجیرِ میخانہ

یہ کیا تنویر ہے تنویر میں تسخیرِ میخانہ
نگاہِ رندِ ساغر نوش ہے تصویرِ میخانہ

نگارِ دلربا ہے زینتِ تعمیرِ میخانہ
تماشا گر ہوئی نیرنگیِ تصویرِ میخانہ

ہوئے ہیں شوق و ارماں کیف انگیزِ میخانہ
فضائے دل ہے یا ہے عالمِ تصویرِ میخانہ

خطِ ساغر لبِ نوشیں کا عکسِ حسن جلوہ ہے
دکھائی ماہ طلعت نے عجب تحریرِ میخانہ

شہید حلقۂ بیرونِ در بابِ نوازش ہو
نہیں ہم کیف اپنا زاہدِ خلوت نشیں رندو
سرورِ و گلستاں کے بعد کیوں پیمانۂ غم ہے
یہی روحِ روانِ دلکشا ہی میگساروں کا
کیا ہے رو کشِ خلدِ بریں حسنِ تجلی نے
مئے دوشیں کا ہم کو جرعۂ نوشیں نہیں ملتا
ہوا پیرِ مغاں کا حکم رند و حفظ و تمکیں کا
مئے دیرینہ سے تازہ دماغِ میکشاں ہوگا
وہ گلگو و شمع محفل ہم ہیں سرمستِ مئے جلوہ
اطبّا چارہ گرِ سرشارِ صہبا ہو نہیں سکتے

پریشاں حال ہے آشفتۂ زنجیرِ میخانہ
کہاں بدّ نظر ہو آیۂ تطہیرِ میخانہ
خمارِ جانستاں ہے میکشو ہمشیرِ میخانہ
زہے تقدیر ہم کو مل گئی اکسیرِ میخانہ
ہوئے وہ جلوہ فرما اے زہے تقدیرِ میخانہ
یہ نیرنگِ کرشمہ آج کیا ہے پیرِ میخانہ
بلائے جاں نہ ہو بصرفہ دار و گیرِ میخانہ
کیا ہے سرگراں اے حدّتِ تخمیرِ میخانہ
حریفِ روسیہ یارب نہ ہو رہگیرِ میخانہ
نہ ہو وہ خود شریکِ دورِ عالمگیرِ میخانہ

دلِ شب ہے پسِ دیوار نالہ ساقیِ خستہ
یہ ایک دمساز یارب نالۂ شبگیرِ میخانہ

نظر مشتاق جلوہ شوق دامنگیرِ میخانہ
ہمیں بھی کوئی ساغر ہو عطا اے پیرِ میخانہ
بُرے زوروں سے کی گو واعظو تکفیرِ میخانہ
تماشائے تحیّر خیز رم تاثیرِ میخانہ
جھلکتی ہے مئے گلرنگ کیا جامِ بلوریں میں
سرورِ کیفِ جذبہ ساغرِ صہبا میں پنہاں ہے
جنونِ مستانِ وجداں ہو گئے ہیں جب آنکھیں
کیا ہے محرمِ اسرار ہم کو جامِ صہبا نے
کہاں ہے میکدہ وہ ہے کرشمہ کا صنمخانہ

حجابِ کامگاری حسرتِ تعمیرِ میخانہ
کہ یہ ہے خیرِ جاری فیضِ عالمگیرِ میخانہ
رہی تائیدِ غیبی سے وہی توقیرِ میخانہ
دلیلِ جذب و سکرِ شوق ہے تصویرِ میخانہ
بنی نورِ سحر رنگِ شفق تنویرِ میخانہ
یہ خمرِ من لدن تاثیر ہے اکسیرِ میخانہ
بنا کیا صوتِ سرمد نالۂ زنجیرِ میخانہ
ہمارا کشفِ باطن مظہرِ تفسیرِ میخانہ
طلسمِ حیرت افزا عالمِ تصویرِ میخانہ

کیا مجذوب آخر سالکِ تسلیم شیوہ کو
وہ ہے جذبِ قلوبِ عاشقاں تاثیرِ میخانہ

تماشائے نظر ہے کیف میں موجِ رمِ آہو
وہ حیرت آفریں ہے دیدۂ تصویرِ میخانہ

خراباتِ مغاں کیا قلزمِ عرفاں ہوا سالک
لبِ ساغر ہے لبِ دریا ہے فیضِ پیرِ میخانہ

غزالانِ حرم ہے دامِ دلکش حلقۂ رنداں
بنی ہے عشوہ پیکر چشمِ آہو گیرِ میخانہ

کیا ہے روشناس حسنِ معنی مصحفِ رخ نے
وہ عکسِ شخصِ عشق بار ہے تصویرِ میخانہ

کوئی ابدالِ کوچک ہے کوئی حباب ولایت ہے
نقیبِ لا ولیا ہوں شیخ بھی اے پیرِ میخانہ

کیا ہے وسعتِ مشرب نے یہ ممتاز پیرِ مغ
تصرف میں ہمارے آ گئی جاگیرِ میخانہ

یہ میکش سب مریدِ حلقۂ دورِ تسلسل ہیں
کہاں آزاد ہو وابستۂ زنجیرِ میخانہ

دلِ زندہ کرے قلبِ شہیدِ عشق گر پیدا
رہے شگفتہ ہر دم غنچۂ تصویرِ میخانہ

نہ ہو رو بر قفا رند و کہیں یہ شایقِ صہبا
ہوائے شوق میں ہے لغزشِ رہگیرِ میخانہ

وہ مستِ ناز پیشِ چشم ہو گر کشفِ عینی ہو
کہیں مفتِ نظر ہی سالکو تنویرِ میخانہ

توجہ اتحادی کیا ہوئی مبدول حلقے میں
ہوئے یکرنگ سب طفل و جوان و پیرِ میخانہ

ادائے نالۂ موزوں بہارِ حسنِ معنی ہے
میرا بالِ قلم ہے بلبلِ تصویرِ میخانہ

اگر وہ شاہدِ گلگوں قبا ہمرنگ ہو جائے
نہ ہوا فسردہ خاطرِ بلبلِ کشمیرِ میخانہ

ہوئے جب میکدہ میں بیعتِ دستِ سبو ساقی
بنے سب قوتِ بازو مریدِ پیرِ میخانہ

یہ کیا آسان تھا ملنا لبِ دلدار کا بوسہ
دیا ہے دلربا نے آج ہم کو پیار کا بوسہ

حیاتِ تازہ ہے تیرے لبِ جاں بخش کا چسکا
مزہ دیتا ہے اے دلبر تیرا تکرار کا بوسہ

دعا گو حسنِ روز افزوں کے ہیں یہ چاہنے والے
کبھی ان کو بھی مل جائے کوئی سرکار کا بوسہ

ہوا چیں بر جبیں آخر کو ہنس کر چشم پوشی کی
لیا تھا سینہ زوری سے جو رو سے یار کا بوسہ

حریفِ تنگ دل اتنی اولوالعزمی نہیں کرتے
علو ہمت کوئی لیگا تیری تلوار کا بوسہ

دلِ دیوانہ کیسا اپنے مطلب کا سیانا ہی
لیا ہے جوشِ وحشت میں ترے رخسار کا بوسہ

تمنائے دلِ ساقی یہی ہی ایک مدت سے
ملے کب دیکھئے محبوبِ گل رخسار کا بوسہ

تجلی سے یہ کس خورشید کی پُر نور ہے شیشہ
تماشا بہرِ مشتاقاں ہی کوہ طور ہے شیشہ
فروزاں اُس کے خال و خط ہیں آئینۂ قلبِ مصفا میں
میرا آئینہ رو سمجھا تھا گویا عور ہے شیشہ
تماشائے عجائب ہے طلسمِ حسنِ نظارہ
یہ ہے نیرنگِ جلوہ ناظر و منظور ہے شیشہ
نہاں ہے قلب کے پردے میں شیشے کی پری زر دو
نگاہِ جذبِ سرمستاں میں رے کے حور ہی شیشہ

نگاہِ کیف پیرِ مغنے سرخوش کر دیا ساقی
شرابِ عشق سرمد سے میرا معمور ہے شیشہ

بن گیا ہے شوقِ پنہاں انجمن میں آئینہ
آئینہ رو نے بھی دیکھا حسنِ ظن میں آئینہ
شائقِ جلوہ جو تھے محوِ تماشا ہو گئے
دیکھ کر ہم حسنِ معنی کے چمن میں آئینہ
مائلِ ایجاد ہر صاحب نظر ہونے لگا
تو بنو ہے روبرو دہرِ کہن میں آئینہ
حسنِ روز افزوں کو اپنے دیکھکر شاداں ہوا
آ گیا جس وقت دستِ سیمتن میں آئینہ

سالکِ دیرینہ کیوں حیرت نظر ساقی نہ ہو
یہ نظر آتا ہے لاکھوں ہی قرن میں آئینہ

زکوٰۃِ حسن دے محبوبِ رعنا فی سبیل اللہ
فقیروں کی دعا لے بن کے داتا فی سبیل اللہ
تیرا سائل ہے دے کچھ راہِ مولیٰ فی سبیل اللہ
جزائے خیر ہے بدلہ سخی کا فی سبیل اللہ
شہیدانِ محبت عاقبت محمود ہوتے ہیں
چلا ہے یہ دھڑلے کا دھڑلا فی سبیل اللہ
گیا اے نفیِ اثبات لاموجود ہستی کو
صراط المستقیم عشق اِلّا فی سبیل اللہ

قلندر ساقیِ سرمست آیا ہے تیرے در پر
بھلا ہو گا یہ بھر جامِ تو لا فی سبیل اللہ

جلوہ مشتاق تھے نیرنگ نمائی نہ گئی
حسنِ شوریدہ کو تصویر دکھائی نہ گئی

اُس کی در پردہ وہی ہوشربائی نہ گئی
حیرتِ جلوہ کی تصویر بنائی نہ گئی

محوِ صورت کہیں ہوتی بھی ہے تقدیرِ ازل
حسن تدبیر سے قسمت کی بُرائی نہ گئی

دلِ محصورِ ادب دم بخودِ شوق رہا
عشوہ پیکر تیری نیرنگ ادائی نہ گئی

ذوقِ نظّارہ نے مہجورِ تمنا رکھا
عشق کو حسن کی تصویر دکھائی نہ گئی

ناز کرتا ہے بجا حوصلۂ ضبط میرا
جو شکایت تھی زباں پر کبھی لائی نہ گئی

ہم کو اس آتشِ بے دود نے دم پخت کیا
آگ جو تو نے لگائی تھی بجھائی نہ گئی

یہ شرف حفظِ مراتب سے ملا ہے ہم کو
اس چھٹائی میں کہیں اپنی بڑائی نہ گئی

وحدت و کثرتِ اتفاق سے حیراں نہ ہوئے
بن گئے فردِ مجرّد وہ اکائی نہ گئی

ہے خزاں رنگ نظر میں یہ بہارِ عالم
دلِ افسردہ کی بے برگ و نوائی نہ گئی

ہم جنوں جوش وہ مجذوب ہیں نیرنگِ سلوک
دم بخود ہو کے بھی آشفتہ ادائی نہ گئی

عمر سب بلبلِ کشمیر قفس میں گذری
اے عجب تیری وہ امیدِ رہائی نہ گئی

رندِ میخانہ کہیں کرتے ہیں دریوزہ گری
ساقیٔ مست تیری کاسہ گدائی نہ گئی

بات جو بگڑی تھی وہ ہم سے بنائی نہ گئی
صلح ہو کر بھی یہ در پردہ لڑائی نہ گئی

آرزوئے دلِ مشتاق جتائی نہ گئی
ہم خطاوار جو تھے چشم نمائی نہ گئی

میری دزدیدہ نگاہی نے کیا ہے بس میں
روبرو وہ جو ہوئے آنکھ چرائی نہ گئی

خارِ ارماں ہمیں اے شاہدِ گلپوش رہا
پھولوں میں پھول کے چادر بھی چڑھائی نہ گئی

مجھکو دلسوزِ محبت کا کہوں کیا میں ندیم
داستاں درد بھری اسکو سنائی نہ گئی

نقشِ روداد کو ہر رنگ میں سمجھا وہ غلط
دلِ مضطر تری آئینہ نمائی نہ گئی

دل میں کچھ اور بظاہر نظرِ لطف ہوئی
ایک رخ کی ہمیں تصویر دکھائی نہ گئی

تو نے محجوب کیا ان کو شکستِ الف	آنکھ نیچی ہی رہی ہم سے ملائی نہ گئی
ہم بغل ہو کے بھی اک وہم نمایاں ہی رہا	دمبدم اپنی وہ آغوش کشائی نہ گئی
ہو گئی نوکِ زباں عام ہیں کیوں یہ افواہ	اُن کے ملنے کی خبر کوئی بھی آئی نہ گئی
لوحِ تربت کا مری حسن ہے نقشِ عبرت	صورتِ حال کسی طرح چھپائی نہ گئی
زندہ عشق ہیں کیا محو نظر ہوں یہ شہید	خاک کی خاک اُڑائی تھی اڑائی نہ گئی

کیوں دل افسردہ کیا پیرِ مغاں ساقیؔ کا
اک پیالی مئے گلگوں کی پلائی نہ گئی

یہی تمنائے دل ہے اُن کی جدھر کو رخ ہو اُدھر کو چلیئے
ہوا ہے گو اشتیاق بجد جا کے پائے نظر کو چلیئے

ہوئے ہیں محرومِ دید بیدل کیا تجاہل کا اُس نے بسمل
وہ دلربا بنگیا ہے قاتل مگر کس کے سفر کو چلیئے

غرض تھی اظہارِ مدعا سے ستم کیا ہو گئے جو شاکی
وہ دیکھتے ہی بگڑ نہ جائیں کھلائے اپ نامہ بر کو چلیئے

بنا ہے دمساز کون اُن کا پتہ نہیں مدتوں سے لگتا
یہ راز ہو جائے آشکارا کہیں سے لینے خبر کو چلیئے

اگر ہے شوقِ جمالِ جاناں نہیں ہے کچھ پاسِ وضع موزوں
شکوہ تمکین و وداع کیجے منانے اُس عشوہ گر کو چلیئے

شہید ہے ساقیؔ دعا گو شیدہ کیوں اس قدر ہوئے ہو
کبھی تو اے یار دیکھنے کو ذرا قتیلِ نظر کو چلیئے

وہ آئیں گے یہ نوید ایک آشنا نے دی	زہے نصیب کہ توفیق تو خدا نے دی
ہوا ہے کچھ اثرِ قلبِ عاشقاں پیدا	خبر یہ ہم کو دلِ دردآشنا نے دی

ادائے شوخ کا نیرنگ کھل نہیں سکتا
رم آشنائے تحیر ہوا ہے پلٹے نظر
کیا ہے سادگیِ وضع سے گریبان چاک
ہوئے ہیں یاوریِ بخت سے شہیدِ وفا
ہوا ز کردہ پشیمان جفا ادا آخر
قرار تم کو بھی اے یار سرد مہر نہیں
جواب دے نہیں سکتے ادھر توجہ ہی
شہیدِ مصحفِ رخ ہم جو اے مسیحا تھے
وفائے عہد نگاہِ جفا سے توڑ دیا
کریم طبع رہو یارِ دلنواز بنو
کیا ہے انجمنِ خاص میں ہمیں ممتاز
وہ نوبہار ہے مشتاقِ بلبلِ کشمیر

ہمیں تسلیٔ خاطر جو دلربا نے دی
مدد یہ ہم کو جنونِ برہنہ پا نے دی
یہ مشورت بھی کسی جامہ پارسا نے دی
مراد آج تیرے تیرِ بے خطا نے دی
جزائے خیر ہمیں شیوۂ وفا نے دی
دعا یہ خوب کسی دل جلے گدا نے دی
ام نہیں تشفیِ خاطر میری صدا نے دی
شفا ہمیں تو اسی آیۂ شفا نے دی
شکستِ فاش وہ محبوبِ خوش ادا نے دی
کمالِ حسن کی دولت تمہیں خدا نے دی
ہزار شکر یہ توقیر مہ لقا نے دی
نویدِ روح فزا قاصدِ صبا نے دی

بہت ہی ناز تھا ساقی کو زہد و تقویٰ پر
وہ میکدہ پہ ڈہی میرے پارسا نے دی

شہیدِ ارماں پڑے ہیں بسمل کھڑا وہ تلوار کا دھنی ہے
ادھر تو یہ قتلِ عام دیکھا ادھر وہ کیسی کٹا چھنی ہے
ہوا ہے نیرنگ آج کیسا یہ دل میں قاتل کے کیا ٹھنی ہے
جدھر سے گذرا زباں سے نکلا یہ کشتنی ہے وہ گشتنی ہے
بگڑ کے ہم کو بگاڑ ڈالا سنوارنا ہی تمہیں نہ آیا۔
بنو جو منصف نبھائیں دلبر کہ اس بگڑنے سے کیا بنی ہے
کبھی ہنساتی ہے یاد تیری کبھی رلاتا ہے ہجر تیرا

یہ قابلِ دید ہے تماشا یہ سیر بمہر دیدنی ہے
سنا ہے مقتل میں آج کوئی قتیلِ حسرت شہید ہوگا۔

ہوئی جو شہرت یہ شہر میں ہے ہر ایک طرف ایک سنسنی ہے
کرم ہے دریا دلوں کی زینت کہاں بخیلوں کی یہ جلینیت

اُسے تو نگر نہیں کہیں گے جو کوئی محتاجِ دلِ غنی ہے
شکستِ پیماں کا ہم کو عادی کیا ہے اک مستِ نوش لب نے

بمصلحت ہم ہوئے ہیں تائب یہ توبہ آخر شکستنی ہے
دکھا کے ہم کو جمالِ رعنا کیا ہے کیوں رہ نوردِ وحشت

نبے تھے خود رہنما ہمارے یہ رہبری میں بھی رہزنی ہے
طریق اُن کا ہی صلح کل ہے جو بے ہمہ باہمہ نظر ہیں

ہمیں یہ برتاؤ نے دکھایا کہ دوستی میں بھی دشمنی ہے
وفا شعاری ہے جان نثاری ہے عارِ شکوہ نہ عرضِ مطلب

ہمیں ہیں اک بے نظیر طالب حریف جو ہے وہ یک فنی ہے
وہ آیا تربت پہ بیوفا گل ہر ایک سے افسردہ ہوکے پوچھا

یہ کس کی مشہد پہ ہے چراغاں جو عبرت انگیز روشنی ہے
فنائے قلبی ہے فتح غیبی ہوا ہے گر محوِ شرحِ صدری

یہی ہے مفتاحِ دلکشائی یہ کشفِ باطن کی جانکنی ہے
ہوئے جو یہ مبتلائے اُلفت اسیرِ دامِ وصال کے ہیں

ہوائے زلف خیال جاناں بنی ہوئی طوقِ گردنی ہے
یہ کس قلندر کو مار ڈالا غضب کیا جامہ پوشِ نخوت

کھڑا ہوا رو رہا ہے جذبہ گری ہوئی پاکدامنی ہے

کبھی نہوں گے مرید جدّت نہیں ہیں مشتاقِ حسن بدعت
ہمارا مشرب ہے صوفیانہ ہمارا مذہب سناتنی ہے

کیا ہے عبرت مثال کیسا خیالِ عبرت نظر نے ہم کو
کریں تعلق کسی سے کیا ہم جو شکل دیکھی گذشتنی ہے

صفات میں ذات ہے نمایاں ہوئی وہ بالغ نظر ہے نسبت
کیا ہے محوِ جمالِ جاناں یہ سینہ قلبی کی روشنی ہے

نہوں غرابت اثر یہ اے دل نقوشِ نیرنگِ شانِ فطرت
کوئی ہوا بے نیاز عالم کوئی ہے مفلس کوئی غنی ہے

ہوئے نہ ایثار و بذل سے اے کریم ہم مستفیض اب تک
تمہارا شیوہ جو ہے سخا کا پسند اخلاقِ محسنی ہے

فراقِ گل سے جو نالہ کش ہے قفس میں بلبل شہیدِ جلوہ
بہارِ گلشن خزاں نما ہے جنوں زدہ ابرِ بہمنی ہے

پلانہ جامِ شراب ساقی کوئی قدح بھنگ کا عطا ہو *
ہمارے پیرِ مغاں خضر ہیں سبو میں سبزی بھی تو چھنی ہی

حضورِ قلب سے ہے جلوہ آرا باطنِ ساقی
تجلی خیز منزل ہو گیا حسنِ تصور سے
کیا ہے دم بخود پابندیِ تسلیم شیوہ سے
سمجھکر سو چکا اس عرضِ مطلب کا ہلی پانچ
کبھی نعرہ واشد دل عاشقِ دلگیر کی ہوتی
جو ہو آزاد مشرب کس طرح پابندِ ظاہر ہو
ہم آغوشِ محبت ہو کے پھر برہم نہوتا تھا

تری صورت نے آئینہ بنایا باطنِ ساقی
یہ ہوتا ہے فدائے روئے زیبا باطنِ ساقی
کریگا کس طرح عرضِ تمنّا باطنِ ساقی
نہیں کرتا سوالِ بے محابا باطنِ ساقی
یہ کیوں دلتنگ ہے آئینہ سیما باطنِ ساقی
رہے کس قید سے محصور اپنا باطنِ ساقی
رہا بیگانۂ عیشِ مہیّا باطنِ ساقی

ہو وافق سے مخالف ہو مخالف سے موافق ہو
نہ ہوگا محو نیرنگِ مدارا باطنِ ساقی

شفا بیمارِ ہجراں کی ہے اعجاز نمایاں ہیں
تیرا کشتہ ہے اے رشکِ مسیحا باطنِ ساقی

دکھاتا ہو تجھے نقشِ خیالِ حسنِ معنی کو
یہ صورت گر ہے اسم با مسمےٰ باطنِ ساقی

بنایا کلفتِ ہجراں سے تو نے کیوں سیہ خانہ
کہ بھاۓ ماہ پیکر جلوہ شیدا باطنِ ساقی

وہ شوخ عشوہ گر یارب ہمارا یار بنجاۓ
یہ ہٹ چھوڑے ہیں طالبِ دیدار بنجاۓ

تصور جب تیری التصدیق کی صورت نظر آۓ
اگر آئینہ مقصد خیالِ یار بنجاۓ

ہماری کسرِ نفسی دو قدم پیچھے نہیں ہٹتی
تمہارا طیش کیوں اتنا سبک رفتار بنجاۓ

تکلف بر طرف ردّ و قدح میں ہجر مضمر ہے
یہ جام وصل ہے کیوں حجتِ بسیار بنجاۓ

کشاکش کیوں ہے اس گردشِ نیرنگ سے ہمکو
جو یہ دورِ مسرت مرکزِ ادوار بنجاۓ

کیا شوریدہ سر کیسا ہے ان رعنا جوانوں نے
میرا ذوقِ جنوں دیوانہ ہشیار بنجاۓ

ہمیں جو کھینچتا ہے میکدے میں مغ پسر ساقی
کرشمہ ہو تو یک ساغر سرشار بنجاۓ

وہی ساقی وہی دورِ جام ہے
وہی نیرنگِ مئے گلفام ہے

ہے نو آئین نشۂ جذبِ سلوک
بوالعجب یہ رندِ مئے آشام ہے

جو نہنگِ بحرِ الفت ہو گیا
اوس کو کیا پرواۓ ننگ و نام ہے

اس کا ہر اک نام ہے ہر رنگ میں
وردِ اب شام و سحر ہر نام ہے

سوجھتا کچھ بھی نہیں نہ جام کا
کس لئے آیا ہے تو کیا کام ہے

دو قدم پر منزلِ مقصود ہے
ہم کو کیا لمبا سفر دو گام ہے

دہر میں شہر میں نوائی کا ہے شور
ساقی شوریدہ سر گمنام ہے

رم آشنا ہی جلوہ کب خود نما رہا ہے
وہ خاک کا ابھی تک خاکہ اُڑا رہا ہے
کیا حال پوچھتا ہے اے محوِ عصد تجاہل
ہوتا ہے خود بخود ہی افسانۂ رازِ الفت
سب رازِ عشق اپنا افشاں ہوا جہاں میں
اس شعلہ رو کے در تک کس طرح ہو رسائی
ہم کو بھی سب خبر ہے رونق فزا جہاں ہی
وہ شوخ کس روش سے آئی ہماری رُخ پر
آزاد کب ہوئے ہیں عالم کی کشمکش سے
یک رنگ ہم رہے ہیں اُسکی جفا وفا میں
فصلِ بہار آئی دشتِ وجل کو مژدہ
پیرِ مغاں ہمارا دریا دلی پہ آیا
وحدت کا اُس کی شاہد ہر گل ہی گلستاں کا

اے شوق بے محابا وہ آزما رہا ہے
مشتِ غبار اپنا وقفِ صبا رہا ہے
کیا کوئی رازِ دنیا تجھ سے چھپا رہا ہے
انداز عاشقی کا پردہ اُٹھا رہا ہے
غیروں کی بھی زباں زد یہ ماجرا رہا ہے
کوئی لگا رہا ہے کوئی بوجھا رہا ہے
نقشِ قدم تمہارا آنکھیں دکھا رہا ہے
اُس کو حریف ہر دم پٹی پڑا رہا ہے
جو مدعی جاں ہے وہ مدعا رہا ہے
نیرنگ شیوہ اپنا روبر قفا رہا ہے
جوشِ جنوں ہمارا تلوہ کھجا رہا ہے
وہ میکدے میں بیٹھا دولت لٹا رہا ہے
سروِ چمن کو دیکھو اُنگلی اُٹھا رہا ہے

وہ دلربا ہوا ہے محوِ طلسمِ الفت
نیرنگ عشق ساقی اُس کو سنا رہا ہے

ترا جلوہ دیکھ کے دلربا ترا محو محوِ جمال ہی
یہ ترا شوخ ماہ جمال ہی وہ حسین ہلال مثال ہے
وہ فروغِ حسن ہی خود نما کہ جہان اسکا ہی مبتلا
وہ وحید ہے وہ فرید ہے ہمیں شوق جلوۂ دید ہے

کبھی زلف و رخ کا خیال ہی کبھی کیف ہے کبھی حال ہی
نہیں شوق کھینچنے نظر میرا تازہ رنگِ خیال ہی
وہ ہمارا شوخ ہی دلربا جو کمالِ حسن و جمال ہے
دلِ خستہ اُس کا شہید ہی کہ وہ بے نظیر و مثال ہے

میرا دل ہی جام جہاں نما ہوں اگرچہ ساقی بینوا
مجھے جام جم کی ہو قدر کیا میرا ظرفہ جام سفال ہی

نکلے گی جان شیدا اب کوئی دم میں سن سے
اُس بیوفا کو لاؤ یارو کسی جتن سے

اُس کے ہی دم قدم سے گلزار کی تھی رونق
اے باغباں نکالا بلبل کو کیوں چمن سے

سنبل نے پیچ کھایا لالہ نے دل جلایا
نرگس کو ہے عشق آیا اس دلربا چلبن سے

سنبل کو ہے پچھاڑا سوسن کو ہے لتاڑا
نرگس کو ہے اکھاڑا جھگڑا کیا چمن سے

وہ صحبتیں لوائیں احباب وہ کہاں ہیں
دل ہے اُچاٹ اپنا اس کہنہ انجمن سے

غیرت ہیں تم کو ساقی یادِ وطن جو آئی
آگاہ کیا نہیں ہو بے مہری وطن سے

کیوں آپ ہو بے پیرخ اس جلوہ تماشا سے
محرومِ تماشا ہے دیدِ رخِ زیبا سے

اعجاز نما جلوہ حیرت کا تماشا تھا
حیرت ہوئی عالم کو موسیٰ ید بیضا سے

تھے نشۂ صہبا میں اے پیرِ مغاں سرخوش
حلقے میں ہوئی شورش پھر قلقلِ مینا سے

مشتاق تھے جلوہ کے اے محوِ خود آرائی
کیوں ہم کو کیا بسمل مژگانِ صف آرا سے

یکرنگ نہیں عالم اس عالمِ تلوین کا
نیرنگ نمایاں ہے نیرنگِ تماشا سے

ہے وسعتِ مشرب کی کیسی یہ فضا دلکش
ہیں اہلِ نظر محرم اس عالمِ پہنا سے

ہستی میں دکھایا ہے اعدادِ اضافی کو
کیا طرفہ تماشا ہے پنہاں ہوئے پیدا سے

مسرور ہوا قاتل تن خستہ جگر بسمل
وہ رشتۂ ابرو تھے خون کی جو بے پروا سے

مشتاق ہی شیدا ہے حسرت کش ارماں ہے
کیوں آپ کشیدہ ہیں اس محوِ تمنا سے

دلتنگ ہیں دنیا میں آشفتۂ دوراں ہیں
کس طرح نکل جائیں اس گنبدِ خضرا سے

کیا شعر و غزل لکھیں وہ شوق نہ وہ دل ہی
اس رنگ سے ملتے ہیں ہم ساحر و شیدا سے

ہوں بلبل خوش نغمہ کشمیر چمن اپنا
مشتاقِ سخن آئے شیراز و بخارا سے

سرمست کیا آخر ان بادہ فروشوں نے
ساقی کو تعلق تھا پیمانۂ صہبا سے

جب اُسکو دیکھتے ہیں ہم نقابِ رخ ہلاتا ہی — ہمیں مشتاقِ جلوہ دیکھ کر شوق آزماتا ہے
تماشائے چمن رنگِ نظر میں دودِ گلخن ہے — ہمارا سوزِ دل نیرنگ بنکر گل کھلاتا ہے
کیا ہے خندہ زیر لبی نے ہم کو وارفتہ — وہ محوِ ناز ہم کو دیکھتا اور مسکراتا ہے
وہی آرام سے ہے جو ہم آغوشِ تحیّر ہے — اُسے تسکین و تمکین ہے نہ آتا ہے نہ جاتا ہے

ہوئے ہیں ساقی شوریدہ سر جو اُسکے آشفتہ
وہ شوخِ فتنہ پیکر اور دیوانہ بناتا ہے

بہارِ تازہ بستاں میں ہوئی ہے سرو سوسن کی — عجب فیضِ بہاری میں ہے شوخی ابرِ بہمن کی
شہیدِ ناز ہیں شرمندۂ احسانِ قاتل ہیں — نگاہِ لطف ہم پر ہو گئی اس ناوک افگن کی
ہمارے خانۂ دل میں ہوا ہے طور کا جلوہ — تجلی ہم کو گھر بیٹھے ہوئی وادیٔ ایمن کی
ہوا ہے نالۂ جاں سوز بلبل کا اثر شاید — کھلی جاتی ہیں کلیاں خود بخود گلچیں کے دامن کی

غضب ہے نالہ دل پر گمانِ غیر ہوتا ہے
یہ کیا خو ہو گئی ساقی ہمارے شوخ بدظن کی

وعدۂ وصل نے ہجراں میں تسلی کر دی — دلِ مہجور کی ایک گونہ تشفی کر دی
طرفہ نیرنگ تری چشم سخن گو نے کیا — اتحادی جو توجہ تھی وہ عینی کر دی
اب تو یکجان دو قالب کہیں کہاں غیریت — ابھی تالیفِ قلوبی نے تلافی کر دی
فارغ البال ہوئے کوئی بھی کھٹکا نہ رہا — رنگِ تسلیم و رضا بے پروبالی کر دی
عالمِ فقر میں ہم اکمل الوالعزم ہوئے — بے نیازی نے سوا ہمتِ عالی کر دی
کنزِ مخفی کے تماشے کے ہیں شائق اے شوخ — تو نے عشاق سے کیوں راہ یہ مخفی کر دی
نقشِ نیرنگ نما کیوں نہ ہو تصویر لباس — ہم نے بے پردہ یہ تجدیدِ مثالی کر دی
آج حلقہ میں جو دورِ مئے سرجوش ہوا — خوب رندانِ قدح کش کی تسلی کر دی
کیوں تمہیں رشک ہے رندانِ خراباتِ عشق — پیرِ مغ نے جو یہ مے قسمتِ ساقی کر دی

ظہور خود نمائی ہے تو یہ جلوہ ہیں رم کیوں ہے
فسوں خیز ادا محو سر مشق ستم کیوں ہے

غلط انداز ہے چشم تمنائے تماشا کا
اگر ہے ذوق وجدان دلمیں رنگ کیف کم کیوں ہے

کشش ہی مرکز کاف کرم کی مد فاضل کیا
جواب نامہ اے پُرفن میرا سیف القلم کیوں ہے

منقّش صفحۂ دل پر ہے نقشہ اُن کی الفت کا
وہاں نقش خیال مدعی نقش رقم کیوں ہے

سراپا اُس سراپا ناز کا ہی روبرو ہر دم
پھری صورت سراپا صورت درد والم کیوں ہے

صنم خانہ کو جا کر دیکھ زاہد پھر بتائیں گے
ہمیں شوق لقائے روئے زیبائے صنم کیوں ہے

تصور انفس و آفاق کا مشہود عینی کر
یہ نقش غیر سالک دل پہ تیرے مرتسم کیوں ہے

رم نقش کف پا مشعل رنگ بقا ہو کر
نگاہ جادہ پیما سالک راہ عدم کیوں ہے

تو ہم صحبت کہاں ہے نقش بندان طریقت کا
خبر کیا تجھکو نامحرم کر لا نقش قدم کیوں ہے

ہوئے جب بے ہمہ و باہمہ پھر یہ تکلف کیا
ادائے خود پسندی کیوں لحاظ عز و ذم کیوں ہے

کیا جب شیوہ تسلیم و رضا شکر و شکایت کیا
غلط فہمی نہیں جاتی خیال بیش و کم کیوں ہے

کرشمہ ہے طلسم راز نیرنگ تماشا کا
تعجب کیوں ہوا تجھکو نیرے دلمیں بھرم کیوں ہے

جمال خویشتن بیں کے اگر ہو شیفتہ ساقی
نگاہ جلوہ شیدا شائق آئینہ کم کیوں ہے

وہی ساغر کش صہبا جنوں آمادہ آتا ہے
خرابات مغاں کا عاشق دلدادہ آتا ہے

ہوا جب حسن کم خط عذار سادہ آتا ہے
کہ بعد صاف مے ساغر میں دُردِ بادہ آتا ہے

جنوں انگیزی جوش تمنا کا ہے سرداده
سرشک چشم پُرفن سر بصحرا دادہ آتا ہے

تماشا حیرت انگیز نظر ہے دیر فانی کا
کوئی درماندہ جاتا ہے کوئی آمادہ آتا ہی

وہ دلدادہ ہو کیوں اُس شاہد حسن دو روزہ کا
جو صاحب دل یہاں با خاطر آزادہ آتا ہے

لب ساغر ہی بنجاتا ہے ذوق بادہ پیمائی
لب دریا کبھی رند و جو ذکر بادہ آتا ہے

پہنسا لیتا ہی نیرنگ تعلق دام دلکش میں
وہ رنگیں ہو ہی جاتا ہی یہاں جو سادہ آتا ہے

علو ہمت جو ہیں وہ دستگیرِ دردمنداں ہیں
حریمِ دل میں پنہاں مل گئی راہِ حرم ہم کو

اُٹھا لیتے ہیں اُسکو جو کوئی افتادہ آتا ہے
جو نامحرم ہیں اُس کو کب نظر یہ جادہ آتا ہے

مچا ہے شور حلقے میں چلے گا دورِ ساغر کا
وہ دریا دل ہے ساقی صاحبِ سجّادہ آتا ہے

اثر ہے جذب کا آخر ملا وہ شوق مائل سے
دل و جاں اپنے دونوں ہی شہیدِ آرزو نکلے
سرشکِ چشم دریا بار طغیانی پہ آئے ہیں
سلوک رابطہ ہے شغلِ برزخ کا تصور ہے
توجہ کر او ہر دم بھر اگہ ہے مردِ صاحبِ دل
ہمیں یہ صحبتِ ناساز ہے ہم رند مشرب ہیں
نگاہِ جانِ جاناں جلوہ مظہر فیض گستر ہے
خیالِ یار میں نیرنگی رعنا ادائی ہے
یہ کسکی عشوہ رعنائی نے وارفتہ کیا ہم کو

شگفتہ دل ہے وہ گلرو ہمارے خندۂ دل سے
مقابل روبرو آ کر ہوا بسمل ہے بسمل سے
یہ دامن داوب ٹکرائیں گے دامانِ ساحل سے
مشابہ قلب اپنا ہو گیا ہے ماہِ کامل سے
یہ کیوں بانگِ جرس ہر دم نکلتی ہائے ہر دل سے
پریشاں ہو گئے ہم بزمِ نکتہ دانِ جاہل سے
دلِ شیدا ہوا ہے کامراں اس شمعِ محفل سے
ہم آغوشِ تحیّر ہیں نگاہِ فتنہ مائل سے
ہمارا رازِ پنہاں وا ہو پنہائی دل سے

تو ہم نے ہمیں گرداب کے چکّر میں ڈالا ہے
ملیں گے کس روش ساقی سبکسارانِ ساحل سے

شجر سرسبز ہوں گلشن میں فصلِ نو بہار آئے
ہوائے شوقِ گل میں کیوں نہ وہ مستانہ وار آئے
کرشمہ خیزیِ چشمِ فسونگر کا تماشا ہو
دلِ سادہ قدم رکھنا سنبھل کر کوئی جاناں میں
یہ دورہ ختم ہوتا ہی نہیں ہے دورِ فطرت کا
تماشا دیکھنے آئے ہیں نیرنگ تماشا کا

جو وہ گلگوں قبا فرّخ لقا موزوں نگار آئے
قفس سے چھوٹ کر بلبل جو سوئے شاخسار آئے
نگاہِ جلوہ شیدا اس سے گر ہو کر دوچار آئے
نہیں معلوم کیا صورت وہاں ہر روئے کار آئے
کبھی صبح و مسا آئے کبھی لیل و نہار آئے
وہ اُس سے کب ہیں شیدائی جو تیری رازدار آئے

ہمتہارا ساقیِ مجذوب ہے شوریدہ الفت کا
فسوں مائل نہ ہوتا گر وہ رند خاکسار آئے

خود شناسی سے بخود محوِ خود آرائی ہوئی
خود فراموشی سے جب اپنی شناسائی ہوئی

رنگ ربط و ضبط کھلکر صورت تلویں ہوا
عالمِ تمکیں میں بھی ہنگامہ آرائی ہوئی

جب کیا شیوہ توکل کا ہوئے عالی مقام
دولتِ بیدار آکر در پہ جبرائی ہوئی

جلوۂ برزخ نے ہم کو جب قمر منزل کیا
ایک نیرنگ تماشا اپنی بینائی ہوئی

وہ صنوبر قد ہمارا ہو گیا دمساز خود
ذکرِ قلبی میں جو پیدا اپنے رعنائی ہوئی

کیوں نہ انگیز ادا پر ناز ہو اے نوبہار
نیرِ حسن آرا ادائے شانِ برنائی ہوئی

اب کہاں رنگِ دوئی یکجاں و قالب ہو گئی
یہ توجہ اتحادی ہے جو یکتائی ہوئی

دیکھ لی دریا دلی اے زاہد دامن دراز
وسعتِ مشرب میں اپنی کیسی پہنائی ہوئی

انجمن آرا ہوا ہے جلوۂ حسنِ نگار
حیرت آگیں مردمِ چشم تماشائی ہوئی

رازِ پنہاں جب کھلا مجذوبِ مطلق ہو گئے
مظہرِ نیرنگ پنہانی یہ پیدائی ہوئی

خم پہ خم پیکر بھی ہم طالب ہے خمخانہ نوش
میکشوں مدِ نظر جب بادہ پیمائی ہوئی

قمریاں کو کو زناں ہیں بلبلیں ہیں نغمہ سنج
ابرِ رحمت کی گھٹا ہے ہر طرف چھائی ہوئی

اپنی صورت کے جو ہم دل میں تماشائی ہوئے
کنزِ مخفی کی تجلی اپنی شیدائی ہوئی

آستانِ پیرِ مغاں کا فیض لقمہ کیوں نہ ہو
صادر و وارد کی ساقی قدر افزائی ہوئی

جلوہ شیدا ہیں نگاہِ مہربانی چاہیئے
شوخِ بے پروا نہ اتنی لن ترانی چاہیئے

رنگِ وجداں خیز اے شیوا بیانی چاہیئے
کون کہتا ہے روش کج مج زبانی چاہیئے

خود گرفتہ ہو کے چلنا ہے سلوکِ عشق میں
دیدہ و دل کی مقرر پاسبانی چاہیئے

اس لفافہ رنگِ فنا میں زندہ دل ہونا ہے شرط
تجھکو گر مالکِ حیاتِ جاودانی چاہیئے

دُرۃ التاجِ توکّل یہ شکوہِ فقر ہے
تختِ طاؤسی نہ وہ تاجِ کیانی چاہیئے

کیا مجلّا قلب ہو آئینہ زنگ آلود ہے
شاغلِ آئینہ تنویرِ معانی چاہیئے

ہے کہاوت عافیت جویندہ یابندہ ہوا
اے دلِ سادہ تلاشِ یارِ جانی چاہیئے

دیکھ اے صاحب نظر عبرت سرائے دہر کو
بے بقا ہے کیا خیالِ دارِ فانی چاہیئے

اس نئی رفتار نے کتنا کیا ہے ناتواں
دو قدم چلنے کو بھی مرکبِ دُخانی چاہیئے

ساقیِ سرمست شائق ساغر و مینا کے ہیں
روبرو ہردم شرابِ ارغوانی چاہیئے

ہمارا حسنِ تعلق وفا بنے نہ بنے
وہ عشوہ سنج ہے فرّخ لقا بنے نہ بنے

چلے ہیں شوق میں ہم یا خدا بنے نہ بنے
وہ کیا سلوک کرے دلربا بنے نہ بنے

کیا تصوّرِ مقصود نے ہمیں حیراں
یہ منتہائے نظر مدّعا بنے نہ بنے

سفینہ بحرِ تعشّق میں اب تو ڈال چکا
جو آشنا ہے میرا ناخدا بنے نہ بنے

فریبِ جلوہ ہے نقش و نگارِ فطرت میں
جو محوِ دید ہو حیرت ادا بنے نہ بنے

شہیدِ کیفِ تمنا ہے عاشقِ بیتاب
بہارِ حسن صفا ہمنوا بنے نہ بنے

فسونِ خیال ہے تحریکِ شوقِ رعنائی
وہ مستِ ناز میرا خود نما بنے نہ بنے

بندھی ہے خندۂ زیرِ لبی سے کچھ امید
وہ زود رنج ہے زود آشنا بنے نہ بنے

وہ جذبِ قلب کے نیرنگ کا ہوا قائل
ہمارا آئینہ حیرت نما بنے نہ بنے

کبھی تو جامِ عنایت کا ہو غنی ساقی
یہ بے نیاز تیرا بینوا بنے نہ بنے

نہ آؤ گے یہاں دھوکا دھڑی ہے
ہمیں اپنی تجھے اپنی پڑی ہے

وہ روپوش نظر ہے اے عجب کیوں
جو صورت روبرو ہردم کھڑی ہے

سمجھ اے سادہ پندِ پیرِ دانا
بڑوں کی بات بھی ہوتی بڑی ہے

جو تھی معمورۂ حسن تماشا — وہ بستی عشق کی سونی پڑی ہے
کہاں تعمیر محکم ہے تصور — اُٹھائی جو عمارت گر پڑی ہے
تماشائے نظر عین تماشا — ہماری آنکھ بھی کس سے لڑی ہے
نہ آیا بلبل کشمیر گلرو — تمنا منتظر در پہ کھڑی ہے

لگا دے ایک ٹھوکر اس کو ظالم
یہ لغزش ساقی بکیں پڑی ہے

نہوں محروم جلوہ جانِ جاناں دیکھنے والے — ترے دلدادہ نیر اروئے تاباں دیکھنے والے
ہوئے کیوں منتشر اے فتنہ ساماں دیکھنے والے — پریشاں سازی حالِ پریشاں دیکھنے والے
کبھی مدِ نظر بنکر جلیسِ بزمِ خلوت ہوں — تمہارے شیفتہ لطفِ نمایاں دیکھنے والے
تماشا گاہِ ویرانی زیارت گاہِ حیرانی — بنا عبرت نگر گنجِ شہیداں دیکھنے والے
کبھی اے صبح روشن مہر تابانِ تمنا ہو — ہماری مدتوں سے شامِ ہجراں دیکھنے والے
ہم آغوشِ محبت ہو تجھے سب حال کھل جائے — ہمارا منتشر وضبطِ ارماں دیکھنے والے
وہی دریا دلی کا دور ہوا ے پیرِ میخانہ — یہ ہے مقصودِ رندانِ کیفِ قصاں دیکھنے والے
موحد ایک ہیں تو ہیں جو تو ہے نام کا مومن — نظر تجھکو کہاں اے نامسلماں دیکھنے والے
کہاں محرم ہوا تو بلبل کشمیر کا ناصح — وہ ہیں صاحب نظر گلہائے خنداں دیکھنے والے

چلے آتے ہیں مستانہ ادا وہ ساقیِ میکش
تماشا دیکھ لے نیرنگِ مستاں دیکھنے والے

وہ جلوہ گر ہوا چمن آرا کہیں جسے — نقشِ مُراد و شاہدِ رعنا کہیں جسے
شوریدہ حال حسن کا رسوا کہیں جسے — میرا ہی دل ہے جلوہ تمنا کہیں جسے
وہ بیخبر ہے دل کا مداوا کہیں جسے — ہم دردمند رشکِ مسیحا کہیں جسے
اپنا جمال دیکھ تماشا کہیں جسے — آئینہ ہے ترا دلِ شیدا کہیں جسے

وہ دلربا سراپا گلِ رعنا کہیں جسے
صبح بہار طلعتِ زیبائے یار ہے
امیدوارِ شوق ہے محصورِ انتظار

میں دلفگار داغِ تمنا کہیں جسے
نورِ سحر وہ آئینہ سیما کہیں جسے
وابستۂ حصارِ تمنا کہیں جسے

اے رم شعار طالبِ دیدار ہے تیرا
یہ خاکسار ساقیؔ شیدا کہیں جسے

ہے بیقرار جانِ حزیں تیرے واسطے
امیدِ بازدید ہوئی وجہ انبساط
محوِ خرامِ ناز نگاہِ کرم نہیں
پہلو کو دلکو دیدۂ دیدار جو کو دیکھ
نیرنگیوں کا تیری کرشمہ عجیب ہے
صحرا نوردیوں میں جنوں اور بڑھ گیا
امید و بیم وعدۂ صبر آزما - فراق
دربان تیرا حریف ہمارا اپنا رہا
کوئی نہی اتنو صورتِ تسکین نہین رہی

ہم ہوگئے ہیں نزع قریں تیرے واسطے
وا ہو گئی ہے چشمِ یقیں تیرے واسطے
مدت سے ہم ہیں راہ نشیں تیرے واسطے
کتنی عمارتیں یہ بنیں تیرے واسطے
کوئی ہے شاد کوئی حزیں تیرے واسطے
بستیاں بیاباں جو ہیں نہ گئیں تیرے واسطے
سب آفتیں دوچار ہوئیں تیرے واسطے
گو بیشتر خوشامدیں کیں تیرے واسطے
بیتاب دل ہے قلبِ حزیں تیرے واسطے

عرضِ نیازِ عشق کا ساقیؔ ہو کامیاب
لایا دلِ نیاز قریں تیرے واسطے

صاحب نظر ہے محوِ تماشا کہیں جسے
موجِ خیالِ رم کا تماشا کہیں جسے
وہ جلوہ نورِ دیدۂ موسیٰ کہیں جسے
غیب و شہود وحدت و کثرت کے رنگ ہیں
جاسوسِ قلبِ خلوتِ دل میں چھپا ہوا

وہ روبرو ہے آئینہ سیما کہیں جسے
مدِ نظر ہے دامنِ صحرا کہیں جسے
محجوب کس نظر سے ہو پیدا کہیں جسے
سالک وہی ہے اسم مسمیٰ کہیں جسے
وہ جلوۂ بطون ہے معما کہیں جسے

رنگِ نگاہ مرکزِ ادوار بنگیا
ناگاہ جسکو جلوۂ دیدار ہوگیا
رندانِ مست کا ہے وہ اک جامِ واژگوں

خالِ رُخِ نگار سویدا کہیں جسے
وہ عیش ہے کہ عیشِ مُہیا کہیں جسے
حدِّ نگاہ گیندِ مینا کہیں جسے

پیمانہ نوش ساقی سرمست آگئے
جامِ شراب ہو لبِ دریا کہیں جسے

نیرنگ نما عشق ہوئے تیرے سبب سے
اے محوِ نظر عارفِ شب خیز ہیں محرم
کیا جذبِ نمایاں نے کوئی کام نبایا
روشنگرِ آثارِ سلف جب نہوئے ہم
کیا صاحبِ کیفیت و خوشحال بنیں گے
وہ منعم و معطی ہے وہی باسط و مغنی
ہم خطۂ کشمیر کے ہیں صاحبِ تمکیں
بیواسطہ کس رنگ سے ہو دل کا تعلق
پروانگیٔ جلوۂ دیدار نہیں ہے
ہم بلبلِ کشمیر جو ہیں سالک و مجذوب

عالم کی نظر میں نظر آتے ہیں عجب سے
ہم زندہ دلِ عشق ہیں بیداریٔ شب سے
ہم پوچھتے ہیں اس دلِ دیوانہ لقب سے
کیا نام ہوا اس طنطنۂ فخر نسب سے
اے کیفِ نظر اس دلِ آرام طلب سے
اے طالبِ زر دور ہے کیوں طاعتِ رب سے
آزاد رہے کشمکشِ ہند و عرب سے
آشفتہ نہ ہو عاشقِ دیدار طلب سے
یہ سوزِ جگر ہم کو ملا شمعِ طرب سے
مخمور ہوں کیا ساغرِ سرشار طلب سے

وہ رندِ نظر باز نہیں ساقیٔ رعنا
روپوش ہے کیوں ساقی پیمانہ طلب سے

کیا کام بنے شائقِ بیداد غضب سے
برداشتہ دل ہوگئے سامانِ طرب سے
حیرانِ تمنا تھے شہیدانِ کرشمہ
مقصودِ تمنا کبھی ناکام نہ ہوتا

آفت میں پہنچی جان دلِ وصل طلب سے
امیدِ کرم محو ہوئی چشمِ غضب سے
آسانی مشکل ہوئی شمشیر کے لب سے
گر بات میرے دل کی نکلتی ترے لب سے

مجذوب ہوا بلبلِ کشمیر ہمارا
انگشت نما کیوں نہوا اطوارِ عجب سے

ساقیؔ یہ کبھی قطع تعلق نہیں ہوگا
منسوب ہوے روزِ ازل بنتِ عنب سے

جذبِ قلبی کی اوسے خود ہی خبر ہو جائیگی
معنوی نسبت دلیلِ عشوہ گر ہو جائے گی

شوخِ بے پروا عناں گیرِ فسوں بازی ہوا
اے تمنا تو غبارِ رہگزر ہو جائے گی

عشوہ فن تیغ آزما حیرت نظر ہو جائیگا
میری تمکینِ وفا کیشی سپر ہو جائیگی

عرش منزل شیوۂ حسنِ وفا ہو جائیگا
خاکساری جب میری مدِ نظر ہو جائیگی

اے ہوائے آمدِ جاناں ہوئی کیوں سینہ سوز
شمع امید و طرب رقصِ شرر ہو جائیگی

تذکرہ بے مہر شوخوں کا نہ کر ہم سے ندیم
آتشِ شوقِ تماشا تیز تر ہو جائے گی

جاں نثارِ عشق ہوں ہم فنا مجھکو نہیں
میرا چرچا شہرتِ بید ادگر ہو جائے گی

ساقیِ سرمست کیوں دیوانۂ دیدار ہی
پھر جنوں رنگی وہی شوریدہ سر ہو جائیگی

جلوہ مشرب ہو نظر حسن اثر ہو جائیگی
شامِ ہجراں صورتِ نورِ سحر ہو جائے گی

بسملِ دیدار کا ہے جلوۂ رخ فتح باب
زندگی رشکِ مسیحا و خضر ہو جائے گی

کیفِ قلبی کو فروغ آنی بنا اے محوِ شغل
چشمِ باطن روکشِ شمس و قمر ہو جائے گی

گر زمانی راز سے سالک ہوا تجھکو وقوف
اور ہی کچھ صورتِ شام و سحر ہو جائے گی

نالہائے نیم شب ہونگے دعائے مستجاب
دلگدازی گر شریکِ چشمِ تر ہو جائے گی

منعم و معطی نے آخر کامراں ہم کو کیا
اب توقع ہو گئی اچھی بسر ہو جائے گی

ساقیِ تائب کا میخانے میں اب کیا کام ہے
قلقلِ مینا سے دورانِ سر ہو جائے گی

ہدف تیر نہ ہو گا دیکھ خنجر کھینچنے والے
شہیدِ جلوہ ہوں ای جانِ مضطر کھینچنے والے

فدائے رنگِ صہبا ہوں شہیدِ رُوئے مینا ہوں
توجہ اتحادی ہو بسلوکِ عار فانہ رہو
تیری پیکر تراشی حیرتِ عینِ تمنا ہے
کبھی مسکیں نوازی ہے کبھی بیرخ ادائی ہے

نہ کر بسمل مجھے حلقے کے باہر کھینچنے والے
تیرا مجذوب ہوں قلبِ قلندر کھینچنے والے
یہ کیا حکمت ہے تصویرِ مقدر کھینچنے والے
یہ کیا انگیز ہے نقشِ دو پیکر کھینچنے والے

سرورِ کیف میں یارانِ میخانہ یہ کہتے ہیں
وہ ساقی ہیں شرابِ روح پرور کھینچنے والے

حیرت خیالِ جلوۂ ماہِ مبین رہے
وہ خشمگیں رہے تو ہم اندوہگیں رہے
یکرنگ شیوہ ہو کے تغیر نہیں رہا
اے شوخ رم کرشمہ یہی التماس ہے
نقشِ قدم پہ تیرے کیا جان و دل فدا
جانِ مراد جانِ تمنا وہی جو تھا
ہیں زندشش جہت نگراں ہو کے دم بخود
دیکھا نہ اپنے شغلِ جمعیت میں تفرقہ
اے دردِ عشق خانۂ دل کو نہ چھوڑیو
فرشِ زمین و سطحِ فلک دیکھ بھال کر
نقشِ فنا میں حسنِ بقا کا نشان نہ تھا

وارفتۂ حجابِ رُخِ شرمگیں رہے
ہم بزم ہو کے بھی نہ مسرّت قریں رہے
نزدیک دور ہم سے رہے وہ کہیں رہے
جو عرضِ مدعا ہے مراد دلنشیں رہے
خورشید جلوہ صورتِ داغ جبیں رہے
دم بھرتے ہم اسیکا دمِ واپسیں رہے
آشفتہ حال زاہد صورت نشیں رہے
ہم محوِ ذکرِ قلب دمِ واپسیں رہے
آباد وہ مکاں ہے کہ جسمیں مکیں رہے
ہم کیوں اسیرِ جلوۂ روئے زمیں رہے
کیوں محوِ دیدِ لالہ رخانِ حسیں رہے

سرمستِ جامِ ساقی مینا پرست ہوں
لبریزِ کیفِ عشق میرا ساتگیں رہے

انا لیلیٰ تصور نگئے تھے جذبِ کامل سے
ملا داغِ محبت کیوں ہمیں رعنا شمائل سے

دلِ وارستہ پھر مجنوں ہوا شورِ عنادل سے
ہمارا سوزِ قلبی آج شرمندہ ہوا دل سے

موثر ہو کے سب کہتے ہیں اس بمہر قاتل سے
یہ کیا آواز آئی ہے سنا ہی قلبِ بسمل سے

تعرّف پر تصرّف ہو نہیں سکتا ہے نامحرم
بہ آئینہ ملا ہے عارفِ آگاہِ منزل سے

دلِ مشتاقِ جلوہ مست لاعقل نہ ہو جائے
کرشمے ہو رہے ہیں اس نگاہِ عشوہ مائل سے

جفائے یار کا بسمل ہوا ہوں کچھ سمجھ کر میں
الجھتے ہیں عبث احباب جا کر میرے قاتل سے

حصولِ مدعا کا شوق کیوں دل سے نہیں جاتا
ہمیں کیا منفعت ہوتی ہے اس تحصیلِ حاصل سے

شہیدانِ تعلق ہیں نہ شادی مرگ ہو جائے
اشارہ ہو رہا ہے کچھ تیری تیغِ حمائل سے

ہوائے شوق میں پروانہ بسمل ہوا رقصاں
بغلگیرِ تمنا ہے نگاہِ شمعِ محفل سے

قتیلِ عشق تھا انجام ظلِّ عاطفت پایا
مشرّف ہو گیا یہ سایۂ دامانِ قاتل سے

پریشاں سازیِ تجدیدِ عشوہ شانِ نیرنگی
سلوکِ بے نیازی کیوں ہوا در پہ سائل سے

برنگِ بوئے گل آزادِ فطرت بن نہیں سکتے
رہے باغِ جہاں میں گو الگ قیدِ سلاسل سے

تو ہم نے ہیں گرداب کے چکر میں ڈالا ہے
ملیں کس طور ساقی ہم سبکسارانِ ساحل سے

وہ گلرو پیکرِ حیرت بنا تقریرِ بلبل سے
کرشمہ ہے عیاں نیرنگیٔ تاثیرِ بلبل سے

ہمارے نالہائے زار باغِ آرزو نکلے
کہ وہ گلرو ہے خنداں خندۂ تقدیرِ بلبل سے

بہارِ لالہ و گل شانِ قدرت کا کرشمہ ہے
اگر دیکھو چمن کو دیدۂ تصویرِ بلبل سے

یہ اے یارِ خدا کیسا طلسماتِ عجائب ہے
وہ بدظن کیوں ہوا گل پیرہن تسخیرِ بلبل سے

یہی ایک ہمنوا گلزارِ فطرت میں نظر آئی
شگفتہ بلبلِ کشمیر ہے تقریرِ بلبل سے

وہ مصحف رخ بنا حیرت نظر ادراک کا ساقی
فریبِ دوستی ظاہر ہوا تفسیرِ بلبل سے

سلامِ شوق کہنا میرے شوخِ بے مروت سے
اسیرِ نامرادی کیوں بنا رکھا ہے مدت سے

جفا سے بھی نہ ہو محرومِ تمنا وائے ناکامی
ستمگر باخبر ہے میرے ارمانِ شہادت سے

کستا کش دلربا ناز و نیازِ حسنِ باطن کی
تیرا مجذوبِ الفت تیرا شیدا چاہنے والا

وہ کھچتا ہی اُسے ہم کھنچتے ہیں جذبِ نسبت سے
بر آشفتہ نہ ہو دیوانہٗ نازک طبیعت سے

ہماری شان بھی ہی آج ساقی شکلِ رعنائی
کیا ہی شاہدِ موزوں نے سرخوش جامِ الفت سے

پریشاں کر رہا ہے کیوں محبت آزمانے سے
دلِ بیتاب ہم کو چین ہی لینے نہیں دیتا
الٰہی کس طرح ہمدم کریں اس آفتِ جاں کو
ہمارا ہو گیا اب وہ کسی کا ہو نہیں سکتا
تجھے پہچانتا ہے بلبلِ کشمیر اے پُرفن

جوابِ صاف ہی دیدے کہ ہم بیٹھیں ٹھکانے سے
بلائیں آج اُسکو یا خدا ہم کس بہانے سے
مزاجِ عشوہ پیکر ہے جدا سارے زمانے سے
یہ اطمینان ہم کو ہو گیا اُلفت بڑھانے سے
یہ دھوکا کھا نہیں سکتا تری باتیں بنانے سے

وہ منظورِ نظر کل باغ میں جب مل گیا ساقی
ہم آغوشِ محبت ہو گیا ہے بُلانے سے

تجھے خلق کہتی ہے خودنما تجھے ہم سے کیوں یہ حجاب ہے
تیرا جلوہ تیرا ہے پردہ در تیرے رُخ پہ کیوں یہ نقاب ہے
تجھے حُسن مایۂ ناز ہے دلِ خستہ محوِ نیاز ہے
کہوں کیا یہ قصۂ راز ہے میرا عشق خانہ خراب ہے
یہ رسالہ عشق کا ہے ادق تیرے غور کرنے کا ہے سبق
کبھی دیکھ اس کو ورق ورق میرا سینہ غم کی کتاب ہے
تیری جذب میں ہے ربودگی تیرے سُکر میں ہے غنودگی
نہ خبر شہود و وجود کی نہ ترنگِ موج سراب ہے

یہ وہی ہے ساقیِ شیفتہ جو ہے دل سے تیرا فریفتہ
یہ ہے تیرا بندہ گریختہ کہ جو خستا کسارِ تراب ہے

چشم میگوں دیکھ کر ہم بھی ہیں متوالے ہوئے
نرگسی چشموں کے سب دورے ہیں یہ ڈالے ہوئے

عاشقانِ خستہ دل کا امتحاں ہو جائیگا
بوالہوس بھی اب تمہارے چاہنے والے ہوئے

اِن ستمگاروں نے آخر خونِ ارماں کر دیا
یہ بھرے ارماں بڑے نازوں سے تھے پالے ہوئے

وہ بھی دن ہو گا کبھی بارِ خدا ہم کو نصیب
پاس بیٹھیں گے گلے میں ہاتھ وہ ڈالے ہوئے

نالہائے نیم شب سے ہو گیا تسخیر وہ
اب میرے معجز نما سحر آفریں نالے ہوئے

آپ ہیں محوِ تغافل ہم ہیں محوِ انتظار
پردے یہ حیرت نے کیوں آنکھوں پہ ہیں ڈالے ہوئے

پھونک ڈالا آتشِ غم نے ہمارا سارا جگر
لختِ دل ساقی ہمارے جل جل کے سب چھالے ہوئے

خودشناسی خدا پرستی ہے
بیخودی کیا ہے جوشِ مستی ہے

ہے تماشا عجب یہ نقشِ فنا
ایک نیرنگ رنگِ ہستی ہے

رندِ قلّاش ہیں عجب بیباک
مفلسی میں بھی فاقہ مستی ہے

نقدِ جاں دیکے عشق لے ساقی
یہ گرانمایہ جنس سستی ہے

وہ پھر جلوہ افزا ہوا چاہتا ہے
نیا فتنہ برپا ہوا چاہتا ہے

کوئی دم کی مہمان ہے جانِ فقیر
جدا وہ شکر لب ہوا چاہتا ہے

شہیدانِ تیغِ نگہ جاں بلب ہیں
ستمگار کیا خوں بہا چاہتا ہے

ہوئے ہیں عبث مضطرب خواہشوں سے
وہی ہو گا جو کچھ خدا چاہتا ہے

ستاتا ہے کیوں باغباں بلبلوں کو
جو گلشن کا نشو و نما چاہتا ہے

وہ شوخِ جفا جو غضب عشوہ گر ہے
جفا میں بھی شکرِ جفا چاہتا ہے

سنبھل ساقی مستِ پندارِ غفلت
کوئی دم میں ساغر بھرا چاہتا ہے

پھر وہی اس کی عشوہ بازی ہے
حیلہ جو کی بہانہ سازی ہے

تیرِ مژگاں کی ہے صف آرائی
تیغِ ابرو کی ترکتازی ہے

وہ یہاں آئیں اور پوچھیں حال
یہہ کہاں اون میں دلنوازی ہے

بوالہوس کا نہیں ہے کام یہاں
سرفروشی یہہ عشقبازی ہے

خاکساری سے سربلندی ہے
پائمالی سے سرفرازی ہے

عاشقی کا ہے رنگِ یک رنگی
یہہ حقیقی یہی مجازی ہے

ان کا راز و نیاز حیرت ہے
بوالعجب اس کی بے نیازی ہے

بے دہن ہو کے ہے یہ طولِ کلام
کس سے سیکھی زباں درازی ہے

نیرِ اشعارِ سحر ہیں ساقی
نظمِ دلکش فسوں طرازی ہے

میں تو شید اہوں تمہارا تم میرے قاتل بنے
واہ وا قسمت سے میری آپ کیا عادل بنے

کیا عروجِ عشق ہے سر حلقۂ عشاق ہیں
نقشِ تسخیرِ محبت کے جو ہم عامل بنے

دل میں اپنے ہو گیا دریائے وحدت موج زن
جوشِ طغیاں یہ ہوا ہم بحرِ بے ساحل بنے

اے خوشا طالع ہمارا ہم شہیدِ ناز ہیں
درد کے طالب تھے ساقی عشق کی بسمل بنے

غم کی روداد وہ پوچھیں تو بتائے نہ بنے
شکوۂ غیر سنائیں تو سنائے نہ بنے

پردہ در ہو گئے آخر یہہ سرشکِ غماز
عشق کو دل میں چھپائیں تو چھپائے نہ بنے

شکل آئینہ کیا آئینہ رونے حیراں
اب سکندر سے بھی آئینہ بنائے نہ بنے

بات کر سکتے نہیں خوف سے اُن کے آگے
وہ بگڑ جائیں تو پھر بات بنائے نہ بنے

در پہ دشمن کو بٹھایا ہے ستم ہے ساقی
ہاتھ الفت سے اُٹھاؤں تو اُٹھائے نہ بنے

تو رشکِ مہر و ماہ ہے زیبا جمال ہے
اب کیا فروغِ حسن کا تجھکو خیال ہے
ارزاں ہوئی ہے جنس شرافت جہان میں
شایستگی عجب ہے مروت کا کال ہے
ملتا نہیں نشان کسی مردم شناس کا
کیا وقت ہے زمانے میں قحط الرجال ہے
یکتائے دہر فردِ زمانہ وہ کیوں نہو
جس کو ہے پاسِ وضع عدیم المثال ہے

تجھکو خبر نہیں یہ ہے تیرا ہی جاں نثار
کیا پوچھتا ہے ساقیؔ شوریدہ حال ہے

مظہرِ عشق ہے یہ تیرا جمال اچھا ہے
تیرے عاشق کے نگاہوں میں کمال اچھا ہے
تیرے ہی نور سے پُر نور ہے سارا عالم
تو بھی اچھا ہے تیرا نورِ جمال اچھا ہے
سر میں سودا ہو تیرا یاد ہو دل میں تیری
تیرا ہر دم ہو تصوّر یہہ خیال اچھا ہے
قالِ بیحال سے کس طرح ہو تسخیرِ قلوب
حیرت انگیز جو ہو وہ ہی مقال اچھا ہے
ہجر میں ذوقِ طپیدن نے عجب لطف دیا
کون کہتا ہے کہ ہجراں سے وصال اچھا ہے
وجد بے کیف میں کچھ لطف نہیں ہے صوفی
جلوۂ عشق ہو جسمیں وہی حال اچھا ہے
راہِ توحید ہوئی خضرِ طریقت ہم کو
اس کا آغاز بھی اچھا ہے مآل اچھا ہے

ساقیؔ سوختہ جاں بھی ہے تیرا دیوانہ
تیرا پروانہ یہہ اے شمع جلال اچھا ہے

خود نما شوخ ہمیں محو لقا رہنے دے
حسن سے عشق کا کھٹکا یہ لگا رہنے دے
عشق کہتا ہے مجھے دل میں چھپا رہنے دے
دیکھ پچھتائے گا پردہ نہ اُٹھا رہنے دے
میں نگاہِ غلط انداز کا دیوانہ ہوں
سامنے جامِ مئے ہوشربا رہنے دے
قتلِ عشاق جو منظور ہوا ہے تجھکو
اب یہ لازم ہے کہ تسمہ نہ لگا رہنے دے
خاکساروں کی اڑا خاک نہ اے بانیٔ ناز
خستہ جانوں کو تہِ خاک دبا رہنے دے
ڈھیر حسرت کا ہے اسکو نہ مٹا اے ظالم
یادگاری کو مزارِ شہدا رہنے دے

ہے کرم عام تیرا سارے جہاں پر منعم
ہم فقیروں کو بھی اس در پہ لگا رہنے دے

کاوشِ عشق سے بیتاب نہ ہو لطف تو دیکھ
دل میں کانٹا جو چبھا ہے تو چبھا رہنے دے

میں بھی ہوں بلبلِ شوریدہ کسی گلرو کا
آشیاں باغ میں گلچیں یہ میرا رہنے دے

دشمن و دوست میں تمیز نہیں گو تجھکو
مجھکو منجملۂ ارباب وفا رہنے دے

جاں نثاروں میں ہے تیرے یہ دعاگو تیرا
ساقیؔ زار کو کوچے میں پڑا رہنے دے

شوخ عیار جفا پیشہ ستمگر نکلے
جاں نثاروں کی دل آزار یہ دلبر نکلے

سرو شمشاد اُسے دیکھ کے ہوں سر بسجود
سیر گلشن کو جو وہ رشکِ صنوبر نکلے

سنگدل ہیں یہ ستم کیش بتانِ خود بیں
نرم دل ہم تو سمجھے تھے یہ پتھر نکلے

حوریں ہو جائیں گی سو جاں سے ہماری شیدا
کیفِ مے میں جو کسی دن سرِ کوثر نکلے

حسرت و یاس نے گھیرا ہے سراپا ساقیؔ
دل کا ارمان جو نکلے بھی تو کیونکر نکلے

پہلے دل میرا لے لیا تم نے
اور پھر مجھکو دی دغا تم نے

شوخی و ناز و دلبری و ادا
کوئی باقی رکھی جفا تم نے

تشنۂ شربتِ وصال تھے ہم
زہرِ ہجراں پلا دیا تم نے

زخمِ دل پر میرے نمک چھڑکا
خوب کی دل رُبا دوا تم نے

پسِ مردن مزار پر آئے
کشتہ اپنا جلا دیا تم نے

غیر روٹھے اگر بناوٹ سے
منتوں سے منا لیا تم نے

ہم سے سیدھی طرح کبھی نہ ملے
ایسی سیکھی ہے کج ادا تم نے

اب تو بلواؤ آخری دم ہے
جیتے جی تو ستا لیا تم نے

لائے دشمن کو میری تربت پر
پسِ مردن بھی کی جفا تم نے

ساقیؔ زار کو کیا بیدل
کیا۔ کیا شوخ دلربا تم نے

روز و شب انتظار رہتا ہے
مثل لالہ کے ہے جگر میرا
غم فرقت میں چشم فتّاں کی
اب تو تسکین دو میرے دل کو
بیقراری کا میری ہے یہ حال

دل میرا بیقرار رہتا ہے
دل میرا داغدار رہتا ہے
دل وحشی نزار رہتا ہے
روز و شب انتظار رہتا ہے
تم کو کیوں نکر قرار رہتا ہے

ساقیؔ زار قطع الفت کر
کیوں سدا بیقرار رہتا ہے

زلف پُر پیچ دکھاتے ہیں مجھے
تیری الفت کا ہوا ہوں ملزم
تیر مژگاں کا تیرے بسمل ہوں
یار کرتے ہیں میرے قتل کا عزم
ہوتے ہیں پردہ در پردۂ راز

دیکھو دیوانہ بناتے ہیں مجھے
واجب القتل بتلاتے ہیں مجھے
دلمیں پیکان نظر آتے ہیں مجھے
قید غم سے وہ چھڑاتے ہیں مجھے
بات پردے میں سناتے ہیں مجھے

عمل حبّ نہیں چلتا ساقیؔ
بغض لِلّٰہ جتلاتے ہیں مجھے

الٰہی شکر مجھے تم کہو کہ تو کیا ہے
ہوئے ہیں عشق میں ہم آب تیغ سے ٹھنڈے
اُدھر عدو کو شکایت اِدھر گلہ ہم کو
کہاں دل اب کہ کریں نذر غمزۂ قاتل
فروغ مہر تجلّی یار کے آگے

سنائے جاؤ اسیطرح آرزو کیا ہے
ہمارے سامنے دشمن کی آبرو کیا ہے
کسی پہ کھل نہیں سکتا تمہاری خو کیا ہے
یہ جان بوجھ کے پھر آج جستجو کیا ہے
ضیائے مہر درخشاں کی آبرو کیا ہے

وہ شوخ دشمنِ عشاق ہو گیا ساقی
نوید وصل کی اب تم کو جستجو کیا ہے

ٹھکانا بے ٹھکانوں کا کہاں ہے
کبھی صحرا کبھی کوئے بتاں ہے

تلاشِ یار میں سارا جہاں ہے
نشاں کیا جو مکینِ لامکاں ہے

یہی جو رنگِ نیرنگِ جہاں ہے
اسی سے رنگِ قدرت کا عیاں ہے

یہ کس کا طرۂ عنبر فشاں ہے
کیا جس نے معنبر اک جہاں ہے

خدا جانے کہا کیا مدعی نے
بہت وہ آج ہم سے بدگماں ہے

جسے کہتے ہیں سب گردوں گرداں
ہماری آہِ سوزاں کا دھواں ہے

تنِ خاکی وفورِ سوزِ غم سے
مجسم نالۂ آتش فشاں ہے

بنے ہو دیدہ و دانستہ انجاں
ہمارا حال سب تم پر عیاں ہے

پتہ ملتا نہیں جس کا کسی کو
ہماری بیخودی اس کا نشاں ہے

نظر آتے ہو کچھ افسردہ خاطر
کہو کیا غم نصیبِ دشمناں ہے

اُٹھے پہلو سے ہیں وہ درد بنکر
کہاں تو آج مرگِ ناگہاں ہے

پسِ مردن تمنا دل کی نکلی
سرِ مدفن ہجومِ گلرخاں ہے

تمہارا کوچہ ہے یا مقتلِ عام
کہ ہر جا اک ہجومِ کشتگاں ہے

مجھے لے چل وہیں ہمراہ اے مرگ
غمِ ہستی سے چھٹکارا جہاں ہے

نہیں جو کوچۂ گلرو میں واعظ
وہ کیا جنت میں شاخِ زعفراں ہے

کسی پردہ نشیں کا غم ہے شاید
عیاں جو دمبدم دردِ نہاں ہے

عجب ٹوٹی ہے آفت دل پہ ساقی
سناؤں کیا کہ غم کی داستاں ہے

آپ سے ملنے کو سچ ہے میری صورت کیا ہے
پر اس ارشاد کی کہئے تو ضرورت کیا ہے

نور افزائے نظر ہوتا ہے جب کوئی حسیں — لوٹ جاتی ہے ہماری بھی طبیعت کیا ہے
کیا بتاؤں تمہیں کہتے ہیں کسے فتنۂ حشر — دو قدم دیکھ تو چلکر کہ قیامت کیا ہے
میرے دل سے کوئی پوچھے لبِ شیریں کے مزے — کیا بتاؤں لبِ جاناں میں حلاوت کیا ہے
کوچۂ یار میں آرام سے سونے والے — پوچھتے بھی تو نہیں گلشنِ جنت کیا ہے

رشک اغیار خدا سازنہ سمجھ رکھا ہے
ورنہ ساقی میرے دشمن کی حقیقت کیا ہے

دل کی پھر بے سروسامانی کے ساماں ہونگے — عنبر افشاں جو تیرے گیسوئے پیچاں ہونگے
پاؤں وحشت نے نئے سر سے نکالے ہیں غرض — پھر وہی دشت وہی کوہ و بیاباں ہونگے
جل اُٹھا ہوں طپشِ سوزِ دروں سے ہمدم — داغ سینے کے میرے سرو چراغاں ہونگے
ہم تو اس ہجر کے معنی بھی سمجھتے ہیں وصل — وہ بھی ہونگے جو تیرے وصل کے خواہاں ہونگے
عرصۂ حشر میں اک روز قیامت ہو گی — گر وہاں بھی وہ اسیطرح خراماں ہونگے
اپنے مرنے کی دعا مانگوں تمنا ہے یہی — میرے ارمان بھی اب آپکے ارماں ہونگے

شکوہ ایفا کا کبھی اُن سے نکرنا ساقی
پھر وہی قول وقسم پھر وہی پیماں ہونگے

ہر وقت دل کو ایک نیا اضطراب ہے — مانند زلفِ یار مجھے پیچ و تاب ہے
کون و مکاں سے ہے دلِ وحشی کنارہ گیر — اس خانماں خراب کی مٹی خراب ہے
جی بھر کے اب تو خوب کریں بادہ نوشیاں — یہ موسم و بہار یہ عہدِ شباب ہے
ہر وقت کب ہے صحبتِ احباب بدلہ سنج — رنگِ حیات نقشۂ موجِ سراب ہے
یہ اضطراب کشمکشِ شوقِ دید ہے — اُس شعلہ رو کے چہرہ پہ ہر دم نقاب ہے
آتا نہیں ہے خواب میں بھی وہ کبھی نظر — اُس شوخ شرمگیں کو نیا اک حجاب ہے
طالب ہیں ہم بھی اک نگۂ التفات کے — تیری نظر سے [illegible] جہاں کا ثبات ہے

کھل کھیلیں انتونشہ میں اُس مست ناز سے
ساقی ہے دور جام وشب ماہتاب ہے

خبر لے جلد اپنے ناتواں کی
کمیں میں ہے قضا اس نیم جاں کی

تیری صورت بسی ہے دل میں ایسی
تجھے دیکھا نظر ہم نے جہاں کی

فراکیونکر نہ ہو فرقت میں اُسکی
نشانی ہے یہ اس آرام جاں کی

چلے جاتے ہیں سب ملکِ عدم کو
خبر کچھ بھی نہیں آتی وہاں کی

یہ چکر گردشِ تقدیر کا ہے
شکایت کیا ہے جورِ آسماں کی

ہوئے ہیں اس قدر محو تعلق
خبر کچھ بھی نہیں سود و زیاں کی

اسی دم چھوٹ جائیں درد وغم سے
عنایت گر ہو مرگِ ناگہاں کی

اُسے کچھ بھی نہیں پروائے عشاق
عبث اوقات ساقی رائگاں کی

واہ کیا ہم کو بنایا اور بنا کر رہ گئے
وصل کا مژدہ سنایا اور سنا کر رہ گئے

لیگیا شوق اُس کے در تک پھر کمی ہمت نے کی
حلقۂ در کو ہلایا اور ہلا کر رہ گئے

ہیں نے جو اپنے دلِ گم گشتہ کی پوچھی خبر
سر ہلایا مسکرائے مسکرا کر رہ گئے

غیرتِ دشمن کی خاطر میری غیرت لائی رنگ
مجھکو محفل میں بلایا اور بلا کر رہ گئے

کام رونے سے بھی ساقی اپنا کچھ نکلا نہیں
لکھا قسمت کا مٹایا اور مٹا کر رہ گئے

کیا ہو عروج پست خیالوں کے سامنے
قدرِ کمال کب ہے رذالوں کے سامنے

کہتے نہیں ہیں راز کبھی پختگانِ عشق
ان نیم خام ہرزہ خیالوں کے سامنے

دلی پہ رشک تم کو ہے کیوں اہلِ لکھنؤ
آؤ نواس کے سحر مقالوں کے سامنے

اہلِ زباں وہی ہیں یہی اُن کو ناز ہے
شرمندہ ہو گئے اُن کے کمالوں کے سامنے

ساقی ہمارے شعر مرصع ہیں۔ دلربا
ہے ناز ہم کو سادہ خیالوں کے سامنے

دربدر خوار و خجل رسوا ہوئے — عاشق ہیں ہم بھی کیا سے کیا ہوئے
سرو بھی تم سے خجل شمشاد بھی — تیرے ہمسر کب قد بالا ہوئے
اب قیامت کا کوئی لیگا نہ نام — تیرے قد سے فتنے یہ برپا ہوئے
پردہ داری پردہ در آخر ہوئی — تم تو پردے میں بھی بے پردا ہوئے

مفلس و قلاش ساقی کردیا
شیفتہ سیمیں تنوں کے کیا ہوئے

رسم و الفت آپنے کیوں یار جانی چھوڑدی — ہوگئے نا مہرباں وہ مہربانی چھوڑدی
پاس سے انفاس کے غافل ہوا اچھا نہیں — تونے سالک اپنی دل کی پاسبانی چھوڑدی
وہ گل رعنا ہوا ہے ہمدم و ہمراز غیر — ہم نے بھی بلبل چمن میں نغمہ خوانی چھوڑدی
ناتوانی اور پیری نے کیا افسردہ حال — ہم نے آخر یاد ایام جوانی چھوڑدی
یہ جو ناشنوا ہوئے عیار پر فن تند خو — اس لئے عشاق نے دل کی کہانی چھوڑدی

نالہ و افغاں سے اپنا کام کچھ نکلا نہیں
ساقی اب ہم نے بھی وہ طرز فغانی چھوڑدی

نگاہیں شرمگیں ہیں اور صورت بھولی بھولی ہے — لب شیریں ہیں شور انگیز پیاری پیاری بولی ہے
دُرِ دنداں کے غم میں آٹھ آٹھ آنسو ئیسے رو رو کر — سرشکِ تار غم کی یہ لڑی ہم نے پرولی ہے
ہوئے ہم حیرتی آئینہ رخسار کے تیرے — اسی حیرت میں ہم نے راہ اک حکمت کی کھولی ہے
ہوئے ہم خاک ہو کر کیمیائے عشق ای ہمدم — رہِ پیر مغاں کی مدتوں تک خاک رولی ہے
عجائب ہیں جہاں کے تیرے کشکولِ گدائی میں — فقیر رند مشرب ہوں کرامت کی یہ جھولی ہے
پتہ کیا پوچھتا ہے سالکا راہِ الفت کا — سبیلِ عشق ہے وہ لے تیری عاشق نے جو لی ہے

چلو رندانِ عشق آؤ پیؤ جامِ مئے ساقی
ذرا دیکھو تو پیرِ مغ کی کیسی پیاری بولی ہے

تیری یہہ موہنی مورت بھلی معلوم ہوتی ہے
کیا آتشکدہ ہے سینۂ عشاق کو اس نے
ہوا ہے آج جمگھٹ عاشقوں کا اُنکو کوچے میں
تمہاری چاند سی صورت چھپائی زلف کاکل نے
جوابِ تلخ میں ہے یہ لبِ لعلِ شکر خارا
کیا چاکِ گریباں بلبلِ نالاں نے درپردہ
وہ گلرو آج گلشن میں ہوا ہے محوِ بوئے گل

تیری تصویر سانچے میں ڈھلی معلوم ہوتی ہے
ہمیں یہہ آہِ سوزاں دل جلی معلوم ہوتی ہے
جدھر دیکھو اُدھر اک کھلبلی معلوم ہوتی ہے
وہ گوری گوری صورت سانولی معلوم ہوتی ہے
تیری دشنام مصری کی ڈلی معلوم ہوتی ہے
قبائے تنگ گلرو بے کلی معلوم ہوتی ہے
کھلی ہر ایک غنچہ کی کلی معلوم ہوتی ہے

بسکہ ہے اس قدر دل میں خیالِ غنچہ لب ساقیؔ
کہ موجِ بوئے گل بھی ایک کلی معلوم ہوتی ہے

مہر و مہ تم سے خجل ہیں کیا ہو ہمسر چاندنی
تیرے جلوے سے ہوئی ہے اتنو گھر گھر چاندنی
آسمانِ حسن پر تو نے لگائے چار چاند
حسن تیرا دیکھکر تارے نظر آنے لگے
سب تیرے جلوے سے ہیں آتش بجاں خورشید رو
خاکساری سے فروغِ روح ہوتا ہے نصیب
ماہِ تاباں بھی تیری صورت پہ ہے دل سے نثار
آسماں سے ناز کر کے نور میں پر آ گئی

آفتابِ حسن تو ہے اور اختر چاندنی
لوٹتی ہے خاک پر شرمندہ ہو کر چاندنی
کس طرح آئے تیرے رخ کے برابر چاندنی
تکگئے تارِ نظر بھی اب سمٹ کر چاندنی
شعلۂ جوّالہ برق و مہر و آذر چاندنی
دیکھ لو تاباں ہوئی ہے خاک ہی پر چاندنی
تو جو مہتابی پہ بیٹھا ہے بچھا کر چاندنی
اب کہاں جائے گی کھا کر تیری ٹھوکر چاندنی

کس کے حسنِ باصفا کا رشک اُس کے دل میں ہے
ہوگئی ساقیؔ یہہ کیوں ایسی مکدّر چاندنی

ہائے خلافِ وعدہ سے شرمندگی چھوٹے ہوئے
شمع بھی گریاں ہے سوزِ عشق سے خالی نہیں
کر شکستِ شیشۂ دل سے حذر آئینہ رو
حسرت واریاں میرے باری ہوئی یکجان و دل

جانتے ہیں وہ نہیں ملتے ہیں دل ٹوٹے ہوئے
عشق میں جلتے جو پروانے نہیں پر ٹوٹے ہوئے
دیکھ شیشے جڑ نہیں سکتے ہیں پھر ٹوٹے ہوئے
بعد مدت کے ملے ہیں آج یہ چھوٹے ہوئے

عشق کی دولت نے ساقی کر دیا جمشیدِ وقت
رشکِ جامِ جم میرے ساغر ہیں یہ ٹوٹے ہوئے

آج گلشن میں جو اُس گل کی سواری آئی
خوابِ راحت ہے کہاں جاں کے ہجر انگیں
ہوئے اغیار سے برہم جو طلب ہم کو کیا

ناز کرتی ہوئی یہ بادِ بہاری آئی
پھر شب آئی وہی انفاس شماری آئی
اے خوشا بخت کہ نہیں یاد ہماری آئی

کچھ شکایت نہیں گو دُردِ تہ جام ملا
دورِ آخر میں جو ساقی میری باری آئی

تیزی کیفِ نفس کا تقاضا تلخی دشنام نہ تھی
کر دیا ایک نظر میں دل شیدا کو دو لخت

امتحاں عشق کا تھا گردشِ ایام نہ تھی
ایسی عیار تیری نرگسِ یا دام نہ تھی

تلخی عمر ہے ساقی ہمیں اب شام فراق
بیخبر رہتے تھے فکرِ سحر و شام نہ تھی

جلوۂ دیدار تو ایک بات ہے
آشنا جس کا ہے تو آرام جان
بوسۂ رخ دے زکوۃ حسن ہے
آئینہ خانہ بنا ہے میرا دل
جان و دل تھا نذر تیری کر چکا
گریۂ عشاق پر ہیں خندہ زن

لن ترانی عاشقوں کی گھات ہے
وہ جہاں میں موردِ آفات ہے
اے حسیں یہ داخلِ حسنات ہے
دیکھ لے کیا خوشنما مرآت ہے
تیرے عاشق کی یہی اوقات ہے
کہتے ہیں کیا خوشنما برسات ہے

ہجر کی شب ہے ہجوم صد بلا
خاتمہ بالخیر ہو جائے کہیں

میں ہوں تنہا اور خدا کی ذات ہے
شرم اپنی اب خدا کے ہاتھ ہے

زندگی ہے چار دن کی چاندنی
پھر وہی ساقی اندھیری رات ہے

جو بشر ہر وقت محو ذات ہے
جس کو شغل نفی و اثبات ہے
صحو ہوتا ہے کبھی ہوتا ہے محو
نامرادِ دہر فردِ دھر ہے
ہوں صفاتِ نفس جسکے قلب روح
صاحبِ نسبت کا رتبہ ہے بلند
بسط میں جب قبض کا دورہ ہوا
وہ تعین ہی کے پھندے میں رہا
مغ بچہ ہو جاؤ تم بھی بے نیاز

قلب اُس کا مظہر دل مرآت ہے
وہ ہی صاحبدل ہی خوش اوقات ہی
کیا مزے کا اپنا یہ دن رات ہے
وہ جہاں میں قاضی الحاجات ہے
وہ بشر کب ہے وہ حسن ذات ہے
گرچہ زاہد صاحب الدعوات ہے
ہے قیامت نزع کی سکرات ہے
جو یہاں پابند محسوسات ہے
پیر مغ تو قبلۂ حاجات ہے

ہم بھی ہیں ساقی تلاشِ یار میں
وہ جو ملجائے تو پھر کیا بات ہے

دل سے وہ شوقِ سیر مشقِ ستم کہنے لگے
اعتبارِ عاشقانِ زار کیوں جاتا رہا
دیکھ کر گم گشتۂ کنجِ دہن عشاق کو
سیرِ باطن میں جو دیکھے تھے مقامِ صحو و محو
اہلِ ظاہر وحدت و کثرت کی صورت دیکھکر
جم گیا ہے دل پہ نقشِ روئے زیبائے صنم

سرفروشانِ محبت بھی نہ تم کہنے لگے
رازِ سربستہ جو ہم سے آپ کم کہنے لگے
رہسپارِ جادۂ ملک عدم کہنے لگے
سالکانِ عشق اُس کو شوق و رم کہنے لگے
اُس عدم کو بھی منقسم کہنے لگے
اپنے دل کو ہم بھی ساقی جام جم کہنے لگے

عشق کا جلوہ ہے انجو یہ نرالا طور ہے
بے خبر تجھکو خبر کیا یہہ تماشا اور ہے

بے سر و ساماں ہیں عاشق اور ہر دم محو ہیں
ہیں مقامِ بیخودی میں بے ٹھکانے ٹھور ہے

دیکھ ترکِ ماسوا خود ہے دلیلِ راہِ عشق
جو کوئی اس رہ چلا پوہنچا وہاں فی الفور ہے

کر تعلق قطع اس دنیا کا گر ہے راہ رو
جو کوئی اس میں ملا پھر حالِ دل بطور ہے

ساقی سرمست ہے مستانۂ صہبائے عشق
دور دورِ عشق ہی پیرِ مغاں کا دور ہے

بے نیازی خود نمائی سے تجھے زینت ملی
بیکسی اور خاکساری کی ہمیں طینت ملی

دولتِ بیدار تو ہے تیرا جلوہ دیکھ کر
جانتے ہیں ہم یہی دولت ملی ثروت ملی

ہے تصوّر بھی ترا مجموعۂ راز و نیاز
تیرے ملنے کی ہمیں بس ایک ہی صورت ملی

ذکر تیرا ہو رہا ہے اور تصور ہے تیرا
انجمن میں بیٹھکر بھی ہم کو یہ خلوت ملی

عزّت و دولت نہیں کچھ صرف ہی وہم و خیال
ہم کو کیا وسواس گر عزّت ملی ذلت ملی

تیرا کوچہ گلشنِ فردوس ہے اے گلعذار
بلبلِ شیدا ہیں تیرے ہم کو کیا جنت ملی

دلگدازی سینہ سوزی سرفروشی جانکنی
عشق کی سرکار سے ہمکو ہے یہہ دولت ملی

عشق کی دولت ہے ہر بوالہوس کے نے نصیب
جو ہوا بے خانماں اسکو ہی یہہ دولت ملی

تیری صورت دیکھ کر ہم نقشِ حیرت ہو گئے
اس سے پھر ثابت ہوا حیرت میں تھی حکمت ملی

ہے دلیلِ راہ ترکِ ماسوا اس راہ میں
تارکِ اللّذات کو ہے یہہ وحدت ملی

ساغرِ مے کے ہیں شیدا اس لئے ساقی یہاں
عمر بھر میخانے کے در کی ہمیں خدمت ملی

مجذوبِ عشق سالکِ عالی مقام ہے
جاذب و سلوک ہی میں حضورِ دوام ہے

باخود ہوا وہی جو ہے اپنے سے بیخبر
خود بیں اگر نہ ہو تو وہ جلوہ مدام ہے

یکساں نظر میں اسکی ہیں رد و قبولِ خلق
عاشق ہوا جو تیرا وہ بے ننگ و نام ہے

اغیار و یار کی نہیں تخصیص کچھ یہاں
ہے صلح کل یگانگی خاص و عام ہے

کیوں قبض و بسط سے ہی مکدر ہو صاف دل
گھٹ کر ہلال بدر ہیں ماہِ تمام ہے

سود و زیاں کا شوق ہی سودائے عشق ہیں
ای ننگِ عشق تیرا یہ سودائے خام ہے

ہے آستانِ پیر مغاں مصدرِ فیوض
رندانِ عشق آؤ یہاں فیضِ عام ہے

ہے مستِ شوق اور مکرّم ہے عشق سے
جو محو ذوقِ بادۂ کاسِ کرام ہے

وہ لالہ رخ نہ آئے تو کیا لطفِ میکشی
ساقی اگرچہ پاس مئے لعلِ فام ہے

منور اپنے دل میں آفتاب روئے جاناں ہی
تجلیِ جلالی ہی فروغ ذوقِ وجدان ہے

کیا ہی خندۂ زیر لبی نے دل کو صد پارہ
شہید ناز ہوں تیرا جگر میں زخم خنداں ہی

کیا ہی چاک داماں اس ہلال ابرو کی فرقت میں
ہلالِ چرخ کا روکش میرا چاک گریباں ہی

چلا ہی جاں بلب تو چھوڑ کر بیمارِ الفت کو
مریضِ عشق کا تیرے خدا ہی اب نگہباں ہی

نہیں دیکھا ہی مدت سے جو اسکی صبح عارض کو
فروغِ صبح صادق ہم کو ساقی شامِ ہجراں ہی

جنونِ مستانِ صحرائی یہ سیرِ اہل دریا ہے
تماشائے عجائب ہی یہاں دریا میں صحرا ہی

صفات و ذات کا نیرنگ دیکھا نور برزخ میں
کہیں دریا میں آتش ہی کہیں آتش میں دریا ہی

جمالِ ہستیِ صرفہ ہے اعدامِ اضافی میں
خم و پیچ تعین میں طلسمِ لا و الا ہے

سوادِ قلب کا مرکز بنا ہے جلوہ بیضا
تجلی عکس آئینہ میرا نقشِ سویدا ہے

کسے ہے ہمتِ رفتارِ جولاں گاہِ تنزیہی
کہ ہر نقشِ قدم رہرو نشانِ پائے عنقا ہے

دمِ بسمل ہم اپنا سر تیرے زیر قدم دیکھیں
شہادت کا ہمیں اے شوخ شوقِ بی محابا ہے

صراطِ مستقیم عشق پایا فضلِ رہبر سے
کوئی خطرہ نہیں ہمکو یہ ساقی جادہ وا ہے

کس طرح مشکل ہو آساں منزلِ دشوار کی
ہے بہت پر پیچ و خم یہہ راہ نرآکار کی

جلوۂ تنزیہہ مطلق میں عجب نیرنگ ہے
کچھ جھلک بڑھتی نہیں تشبیہہ کے انوار کی

آگئے افتان و خیزاں ہم بھی اس میدان میں
ای دلیلِ راہ اب ہمت نہیں رفتار کی

رہنمائی ہو تو پوہنچیں منزلِ مقصود پہ
ہے مسافر کو ضرورت کارواں سالار کی

ہو کا عالم ہے یہاں نظّارہ حیرت خیز ہے
اس بیاباں میں کہیں صورت نہیں اشجار کی

ہے مقامِ بوالعجب منظر خرد آشوب ہے
ناطقہ حیران ہے قوت نہیں گفتار کی

ذرہ ذرہ سے یہاں شانِ جلالی ہے عیاں
لایزال و لم یزل تنویر ہے انوار کی

لامکاں کہتے ہیں اسکو ہے مقامِ ذاتِ بحت
بارگاہِ قدس ہے نرلیپ نرآدھار کی

پردۂ آفاق و انفس سے ہو باہر حبیب بشر
صورت آتی ہے نظر اس مطلعِ انظار کی

یہہ نگاہِ کیمیا تاثیر رہبر کا ہے فیض
معرفت ہم کو ہوئی نیرنگی ہنجار کی

ساقیؔ شیوا یہاں مرموز ہے وحدت کا رنگ
بے محابا گفتگو اچھی نہیں اسرار کی

ہے تجلی خود نمائی میں نہاں ستّار کی
پردۂ اخفا ہے شوخی جلوۂ اظہار کی

شوق درم میں مستتر ہے جلوۂ ذات و صفات
ہے تجلی کشمکش میں مشرقِ انوار کی

دل ہمارا بنگیا ہے جلوہ گاہِ حسنِ دوست
ہے تجلی خیز منزل آئینہ رخسار کی

رازِ سربستہ ہوا مکشوف ذہنی فیض سے
کچھ نہ تھی اسکی سوا صورت کشودِ کار کی

ہے جہاں میں حسن کا مظہر حیاتِ عاشقاں
عشق کا جلوہ ہے یہہ صورت نہیں دلدار کی

رازہائے معنوی کا سینہ گنجینہ بنا
مل گئی مفتاح ہم کو مخزنِ اسرار کی

اے خوشا طالع ہمارا عشق کی نسبت ملی
کیا سعادت ہو بیاں اس دولتِ بیدار کی

کر دیا پیرِ مغاں نے ہم کو بھی سرمستِ عشق
کیفیت آئی خمارِ ساغرِ سرشار کی

جلوۂ عشقِ مجازی حسنِ معنی بن گیا
نورِ برزخ ہے تجلی حسنِ روئے یار کی

تحرز رہتا ہے لازم نکلوا اے رندان عشق
شعر تر میں ہے ہمارے جلوۂ باغ و بہار

تیغ کو علت ہوئی ہے نخوت و پندار کی
دھوم عالم میں ہوئی رنگینیٔ اشعار کی

ساقیٔ شیدا دکھایا خوب نیرنگ سخن
نالۂ موزوں نہیں شوخی ہے یہ گفتار کی

یاد آئی پھر ہمیں اُس شوخِ گل رخسار کی
پھر ہوئی ہم کو تمنا جلوۂ دیدار کی

ہیں جفائیں سہتے سہتے اب تو خوگر ہو گیا
دل سے جاتی ہے کہیں لذت تیرے آزار کی

خستہ جانوں کا بنیگا ایک دن مشہد یہاں
ہم دمو ہے خاک دامنگیر کوئے یار کی

خانماں برباد گر ہم کو کیا حیرت نہیں
اس میں بھی حکمت ہے کوئی خالقِ ادوار کی

وہ فسوں پرداز محوِ نازِ ساقی ہو گیا
کس طرح تسخیر ہو گی اس بتِ عیار کی

وہی رنگ ہے وہی بزم ہے وہی بادہ ہے وہی جام ہے
یہ عجیب کیف ہے عشق کا کہ جہاں میں دورِ مدام ہے

وہی نورِ عشق چراغ ہے دلِ مہ میں اس کا ہی داغ ہے
وہ بہار و زینتِ باغ ہے وہی مہر و ماہِ تمام ہے

وہی ہے تلاطمِ اشکِ تر وہی ہے فغانِ جنون اثر
کبھی آکے دیکھ تو فتنہ گر نہ قرار ہے نہ قیام ہے

جو ہوں رازدارِ خیال ہم تو ہوں کائناتِ وصال ہم
ہوئے محوِ لافِ مقال ہم یہ جو ہے تصورِ خام ہے

تری چشم شعبدہ باز ہے تیرا عشوہ سحر طراز ہے
تیرا حسن سینہ گداز ہے تیری چال فتنہ خرام ہے

یہ وہی ہے ساقیٔ مبتلا جو ہے دل سے تم پہ مٹا ہوا

یہہ ہے تیرا شیفتہ دلربا تیرا جان نثار غلام ہے

چمن آرائے ہستی کا یہہ نیرنگ تماشا ہے
نگارستان فطرت کیا بہار روح افزا ہے

فروغ حسن رعنائی گلستان تماشا ہے
ادائے شان برنائی بہار گلشن آرا ہے

شکست آرزو کا غم نہیں تسلیم شیوہ ہیں
یہہ اندیشہ ہے کیا انجام آشوب تمنا ہے

نواسنجی دکھا رعنائی پرواز اندیشہ
ہمیں بھی نغمہ سنجان سخن سے آج ملنا ہے

کیا ہے دم بخود شوریدگان جلوہ شیدا کو
طلسم راز نیرنگ نگاہ شوق افزا ہے

تعشق امتزاج اتحادی ہے کشاکش میں
جدا پیراہن یوسف سے کب دست زلیخا ہے

فسون مایل ہوا وہ دلربا پیمان گسل میرا
فریب شوق اس کا عہد تجدید تمنا ہے

مسرت ہے کہاں بلبل کو آزاد قفس ہو کر
پس دیوار گلشن ہجر گل میں نالہ فرسا ہے

تماشائی ہوئے ہیں جلوہ حسن معرا کے
دلیل راہ رنگ شوق عشق بے محابا ہے

خیال انجمن آرا ہیں ہم ہیں پیکر حیرت
تصور آج کیفیت میں کیوں ہنگامہ آرا ہے

ہوا درماندہ پرواز آہنگ تجسس میں
ہمارا طائر ادراک مرغ رشتہ برپا ہے

ہوا ہے شوق مائل رم شعار فتنہ جو میرا
مسرت خیز نظارہ یہہ اعجاز تمنا ہے

جنون سر دادہ شوق لقا کیا تنگ دل ہونگو
تماشائے نظر ہیں وسعت دامان صحرا ہے

ہوئے ہیں جامگی خوار ہی کاسہ بھی متوالی
در پیر مغاں آج میخواروں کا میلا ہے

بشارت ہو گئی ہے شبکو اس یوسف کے ملنے کی
ہمارا مدعا ہمپایہ خواب زلیخا ہے

عدو کا بھی تعلق ہے ہماری دلنوازی میں
ہمرا اے شوخ رم شیوہ یہ نیرنگ ادا کیا ہے

خرد آشوب منظر ہے ادائے دلربا اس کی
کیا حیرت نظر ہم کو یہہ کیا انداز ایما ہے

تماشائے تجلی ہے وہ بحر حسن رعنائی
میرا ذوق نظر حیرت خیال موج دریا ہے

کیا مجذوب سالک دل کو رنگ جذب کامل نے
قلندر حیرت آباد جنون کا جادہ پیما ہے

وہی فرد مجرد ہے جسے ہے شغل باطن کا
شریک انجمن ہو کر بھی وہ ہر دم اکیلا ہے

یہ نیرنگِ تجلی خوب ہے سیرِ لطائف میں — کہیں دریا میں آتش ہے کہیں آتش میں دریا ہے

سلوکِ انفس و آفاق اپنا طے ہوا سالک — یہہ سیرِ انکشافی ہے تعرف کا تماشا ہے

صفاتِ ذات کی تنویر ہے تشخیصِ عرفاں کی — یہ تمکینِ تصور ہیں تجددِ شوق ورم کا ہے

صراطِ مستقیمِ عشق پر ہیں فضلِ رہبر سے — کوئی خطرہ نہیں ہے سالکوں یہہ جادہ وا ہے

ہوئی جمعیتِ خاطر وہ جمعیت میں رہتے ہیں — یہہ شغلِ رابطہ اہلِ نظر معمول جن کا ہے

نشاط آہنگ سرمستِ مئے سرجوش ہیں ساقی — ہمارا شاہدِ رعنا شریکِ جامِ صہبا ہے

بریلی آگئے ہیں ساقیؔ مجذوب دہلی سے
خلیلِ محتشم کے شوقِ نظارہ نے کھینچا ہے

کیا طرزِ نو آئین ہے نیرنگیِ فطرت کی — دریردہ تجلی ہے انوارِ حقیقت کی

دل میں ہوسِ دنیا ظاہر میں عبادت کی — کیا راہ نکالی ہے زہاد نے طاعت کی

پھر آج نمکپاشِ زخمِ دلِ بسمل ہے — شوخی تو ذرا دیکھو اُس کانِ ملاحت کی

مقبولِ اثر یا رب ہو اپنی دعائے دل — کر فضل کے احسان سے دمساز اجابت کی

ہے سرِ خفیِ جاناں یہہ رازو نیازِ عشق — کیوں درپئے افشا ہو کیوں ضد ہے وضاحت کی

وہ جلوہ نما ہونگے گھر گھر ہے یہی چرچا — معلوم نہیں کس نے یہ شہر میں شہرت کی

آئینہ بنایا ہے دل جلوہ پرستوں کا — ہے نورِ صفا طلعت اُس جانِ صباحت کی

اس پاکئ طینت سے انگشت نما ہم ہیں — مجبورِ طبیعت ہیں عادت ہے نفاست کی

کر پاسِ نفس ہر دم گر طالبِ عرفاں ہے — تلقینِ ہدایت ہے یہہ اہلِ طریقت کی

حیران ہے کیوں سالک تجدیدِ مثالی سے — تلوینِ مظاہر میں تبدیل ہے صورت کی

آزاد ہوئے اس دم اس قیدِ تعین سے — نیرنگِ تماشا میں جب سیرِ حقیقت کی

تقریبِ توصل ہے تفصیلِ عدم صورت — تاثیر ہوئی آخر یہہ شغلِ محبت کی

ہوں ساقیؔ مستانہ صہبائے تصوف کا — آنکھوں میں تجلی ہے خم خانۂ وحدت کی

جلوۂ صورت ہیں نیرنگ طلسم راز ہے
شوخ بے پروا ہمارا ہمدم و دمساز ہے
سینہ بریاں جب ہوئے ناسازی قسمت گئی
محرم راز و نیاز دلبران شنگ ہیں
جس نے دیکھا والۂ حسن و کرشمہ ہوگیا
خود گرفتہ ہو کے محسود خلایق ہوگئے

حسن معنی کو نگاہ عشق شاہد باز ہے
جذبۂ سحر آفریں دلکش تیرا اعجاز ہے
سرنوشت کلک فطرت خوب سوز و ساز ہے
کیا نیاز و ناز حسن و شوق کا انداز ہے
محو انگیز ادا شوخ سراپا ناز ہے
شیوۂ تمکیں ہمارا تفرقہ پرداز ہے

وہ گل نوخیز مشتاق نواسنجی ہوا
ساقی شوریدہ نوا آئیں ادا پرداز ہے

پارہ پارہ دل مہجور ہوا نالہ نے
زمزمہ تیرا ہے مجذوب نما نالہ نے
یہ ہے چندلی زندگی موج ہوا
دم بخود آج ہوئے منتظر شوق لقا
خستۂ ہجر کی آنکھوں میں دم آیا آخر
جوش پر آ ہی گیا رک نہ سکا سیل سرشک
آگ سینہ میں دبی تھی وہ بھڑک اٹھی ہے
گریۂ صبحدم و نالۂ شبگیر کے ساتھ
سد باب رہ دلدار ہوئی کیوں حیرت
مضطرب آج بہت ہے دل افسردہ میرا
خاک جل جل کے ہوئے تھے جو مریضان فراق

چاک ہو جائے نہ ہستی کی قبا نالہ نے
لوٹے آشفتہ کو آشفتہ کیا نالہ نے
کیوں نہ ہو ہمنفسو تلخ نوا نالہ نے
نقش حیرت نہ بنا ہوش ربا نالہ نے
شور من انگیز نہ ہو بہر خدا نالہ نے
ضبط کی تاب رہے تا بہ کجا نالہ نے
آتش شوق کا شعلہ نہ بجھا نالہ نے
اہل دل خوب یہ ہوتا ہے رسا نالہ نے
ہم تصور میں تھے آغوش کشا نالہ نے
ہاں میرے مطرب خوش لہجہ سنا نالہ نے
ہے یہ خاکستر دل خاک شفا نالہ نے

دل غمدیدہ کی روداد سنائی تو نے
یو نہیں ساقی شوریدہ نوا نالہ نے

ہمدمِ عاشق جانباز ہوا نالہ نے
جانفزا روح فزا شوق فزا نالہ نے
قدرتِ حق کا تماشا ہے یہ کیا نالہ نے
واہ وا نے پردۂ ہم سازِ نوائے توحید
مونسِ جانِ حزیں باعثِ جمعیتِ دل
دلِ شوریدہ کو حیرت نظرِ شوق کیا
قلب تسخیر کیا زمزمۂ دلکش نے
ہوش در دم نہ رہا محوِ تماشا ہو کر
صوتِ سرمد سے ہمیں اُسنے ہی آگاہ کیا
دلکشائی کا سبب چاہتے ہیں اہلِ سماع
شیفتہ اُس کے ہیں صاحب نظرانِ معنے
سالکِ عشق اُسے سنکے ہوئے ہیں سرخوش
زندہ دل تیرے ہی دم سے ہیں یہ مہجورِ فراق
صوتِ دلکش سے تیری ہم بھی ہوئے محرمِ راز
کیفِ وجدان میں کہاں کیف و کم چون و چرا
دلِ دمساز یہ کیا دولتِ بیدار ملی
صبحدم تیری دل آویزیِ الحان سنکر
محرمِ راز ہیں جانان کے حریفِ بشاطر
پردۂ دل میں جو ہے شاہدِ رعنا روپوش
گرمجوشی میں کہاں مانسکے ہمارے گل نے
خود گرفتہ نہ رہا ساقیِ تمکیں مشرب

جلوۂ حسن کا ہے پردہ کشا نالہ نے
جذبۂ شوق کا ہے راہنما نالہ نے
حق نما نور نما جوش نما نالہ نے
کیا ہم آہنگیٔ نغمہ ہے خوشنا نالہ نے
فی الحقیقت ہے یہ اندوہ ربا نالہ نے
رقص میں ہے صنمِ ہوشربا نالہ نے
دمِ اعجاز ہے نیرنگ نما نالہ نے
حالتِ وجد میں جب ہم نے سنا نالہ نے
طالبِ شوق ہے یہ جادۂ وا نالہ نے
فتح بابِ رہِ دلدار ہوا نالہ نے
حرمِ دل میں یہ کرتا ہے ضیا نالہ نے
نشۂ بادۂ سرجوش ہے کیا نالہ نے
نہ رہی کشمکشِ بیمِ فنا نالہ نے
دیکھ لی ہم نے فنا ہی میں بقا نالہ نے
کر دیا سالکِ مجذوب ادا نالہ نے
دلِ شیفتۂ صحبتِ خاصانِ خدا نالہ نے
وجد کرتا ہے دمِ بادِ صبا نالہ نے
کنزِ مخفی کا نہ کچھ حال کھلا نالہ نے
کاش ہو جائے وہ اب جلوہ نما نالہ نے
نالۂ بلبلِ کشمیر ہے یا نالہ نے
تیرا نغمہ ہے مئے ہوشربا نالہ نے

یہاں دم بھر کو آجاتے تو اعجازِ فسوں کرتے
ہماری دورِ حرماں کو وہ حیرانِ فسوں کرتے

کسی سے وعدۂ فردا کسی سے قولِ فیصل ہی
وہ نیرنگِ نمایاں سے ہیں کارِ ذوفنوں کرتے

یہ کیا اسلوب ہے تیرا نورِ عشق حیرت زا
ہوئی ہے ایک مدت ہمکو بھی عشقِ جنوں کرتے

یہ نفی جاودانی کیوں ہوئی اثبات ہو یارب
تمنا ہی میری روداد پر وہ آج ہوں کرتے

ہم اپنے شیوۂ تمکین کو رسوا کیا کریں یارو
یہہ ہر دم چھیڑ کیوں ہم سے ہیں اغیارِ جروں کرتے

خرد آشوب نظارہ ہے اس کے ہم نہیں شاکی
تری وابستہ ہو کر کیا یہاں دنیائے دوں کرتے

تمنائے شہادت کیا نویدِ جاں فزا آئی
وہ کتنے ہیں کہیں ملتا تو ہم سائی کا خوں کرتے

شہیدِ جلوۂ مینا ہے ساقی پیرِ خمخانہ
کبھی تو کیفِ مسرورِ شرابِ لالہ گوں کرتے

چشمِ حیرت سے تماشائے جہاں دیکھا کیے
عالمِ نیرنگ کی نیرنگیاں دیکھا کیے

حسنِ فطرت محرمِ رازِ جہاں دیکھا کیے
جو نہاں روئے نظر سے تھا عیاں دیکھا کیے

نقشِ پا بنکر غبارِ کارواں دیکھا کیے
خاکِ رہ ہو کر نشانِ رفتگاں دیکھا کیے

آگیا جس دم ہمیں عمرِ رواں کا کچھ خیال
ہم حبابِ موجۂ آبِ رواں دیکھا کیے

منزلِ مقصود کا کوئی نشاں ملتا نہیں
آمد و رفتِ نفس کو جاوداں دیکھا کیے

چشمِ حق بیں نے کیا عشاق کو صاحب نظر
بے محابا جلوۂ حسنِ بتاں دیکھا کیے

وہ تعین بنگیا یہہ بوالعجب ہے ماجرا
جلوہ شیدا کیوں حجابِ درمیاں دیکھا کیے

گو سکیسر رندِ مفلس تھے میانِ میکدہ
چشمِ ساقی جانبِ رطلِ گراں دیکھا کیے

طالبِ دیدار سوئے آستاں دیکھا کیے
گردشِ رنگِ نگاہِ پاسباں دیکھا کیے

بنگئے حیرت نظر نیرنگِ جہاں دیکھا کیے
نالۂ جانسوز میں سوزِ نہاں دیکھا کیے

چشم پُرنم ہو گئے سب گریہ ہائے زار سے
یہہ تماشا وہ لبِ آبِ رواں دیکھا کیے

حسرتا کرسی نشیں ہوتا نہیں نقشِ مراد — خاکسارِ عشق تاثیرِ فغاں دیکھا کیے

صورتِ بہبود جب کوئی نہیں آئی نظر — دل شکستہ آج سوئے آسماں دیکھا کیے

ہم کو دورِ منقلب نے کر دیا حیرت نظر — مہربانوں کو جو ہم نامہرباں دیکھا کیے

ہم رہے شوریدہ اس چرخِ کہن بنیاد کے — انتظارِ جلوۂ بختِ جواں دیکھا کیے

کوچۂ دلدار میں ہر گام پر نیرنگ تھا — عشوۂ حسن کرشمہ ہم وہاں دیکھا کیے

مردمِ چشمِ تحیر بن گیا تارِ نظر — ناظرِ جلوہ تجھے حیرت کناں دیکھا کیے

ساقیِ بسمل پھڑکتا ہی رہا دیدار کو
یہ تجاہل کیش سیرِ نیم جاں دیکھا کیے

مقتل میں گر وہ جاتے خنجر کو لال کرتے — ہم دیکھتے تماشا کس کو نہال کرتے

مدِّ نظر جو ہوتی یہ وضع خاکساری — وہ فرشِ رہ سمجھ کر کیوں پائمال کرتے

ای جذبِ نارسا تو شرمندہ کر رہا ہے — حسنِ کشش سے اُن کو محوِ خیال کرتے

نقلِ مکاں سے اکثر ہوتے ہیں رو بصحت — کوچے میں تیرے دلبر ہم انتقال کرتے

مشتاق تیرے دلبر حیراں ہیں دم بخود ہیں — یہ دلفگار کس سے اظہارِ حال کرتے

زہادِ نابلد ہے بادہ یہ مرد افگن — گر جامِ عشق پیتے فوراً اُچھال کرتے

بیدار دل ہیں سالک ہر وقت خود گرفتہ — پیدا حواس میں کب یہ اختلال کرتے

ای دل دکھائیں کس کو حسنِ خیال اپنا — صاحب نظر کہاں ہیں قدرِ کمال کرتے

وہ مستِ ناز ساقی پیشِ نظر جو ہوتا
شربِ مدام زاہد شتاباً حلال کرتے

ہمارے ہم نفس کاش اس بتِ خود سر کو سمجھاتے — اگر آپے میں ہم ہوتے تو دنیا بھر کو سمجھاتے

عتاب بے محابا ہے اداے شانِ رعنائی — یہ دل گردہ کہاں اس فتنۂ محشر کو سمجھاتے

اقارب ہیں پریشاں حال سب احباب مضطر ہیں — کٹی ہے رات اے بے مہر سارے گھر کو سمجھاتے

قفس میں نالۂ درد آفریں سے مخلصی ہو گی
کیا سرداد وحشت ہمیں اس فتنہ ساماں نے
دلِ شوریدہ سرگشِ وادیٔ پُر ہول میں لایا

شکستہ دل نہ ہو یہہ بلبلِ بے پر کو سمجھاتے
کہاں بُوتہ جو اس شوقِ جنوں پیکر کو سمجھاتے
جو ہوتے خضر اس آشفتہ سر رہبر کو سمجھاتے

اُڑاتے ریشِ قاضی ساقیؔ سرشار دریا دل
دکھا کر روئے مینا خندۂ ساغر کو سمجھاتے

دیکھہ جاتا ہے کہ ہر دل کے جلانے والے
نظرِ لطف پہ درباں سے اُلجھ بیٹھے ہم
اب ہے بے سود پسِ مرگ پشیماں ہونا
دلربا کے کبھی دل میں نہیں کرتے تاثیر

نقشِ ہستیٔ مرادِ دنیا سے مٹانے والے
آپ ہیں کون ہیں در سے اُٹھانے والے
جا کے دنیا سے یہہ عشاق ہیں آنے والے
نالۂ دل ہیں مرے عرش ہلانے والے

ساقیؔ رند سیہ مست ہیں اے بادہ فروش
بے پیئے ہم نہیں میخانے سے جانے والے

کہاں گیا ہے وہ عشوہ پیکر ہمیں تو کچھ بھی خبر نہیں ہے
وہ جلوہ دیکھیں کیا ہم چشم و رخ کا کہ جن کو پائے نظر نہیں ہے
ہوئے ہیں وہ خود نمائے عالم کہ اب حجابِ دگر نہیں ہے

یہہ کیا ہمارا ہے جذبِ دلکش کہ جس میں رنگِ اثر نہیں ہے
وہ خود ہوئے ہیں اسیرِ زنداں جنہیں خیالِ سفر نہیں ہے
وہی نہ دیکھے گا کورِ باطن کہ جس کو ذوقِ نظر نہیں ہے

میرا جو نالہ سنا تو ساقیؔ کہا ہے اہلِ انجمن سے
یہہ کیا سبب ہے کہ آج محفل میں میرا شوریدہ سر نہیں ہے

عیاں دردِ نہاں با خاطرِ ناشاد کیا کرتے
ہماری دلفگاری پر اگر اُن کو ترس آتا
سنا ہے آج وہ بے مہر بہرِ سیر نکلا ہے
ہمیں کرنا ہی دل کو حسرت آبادِ تمنا تھا
تماشا حسنِ فطرت کا ہے جلوہ رنگِ قدرت کا

وہ سنتے ہی نہیں کچھ شکوۂ بیداد کیا کرتے
تو یہہ بیداد شیوہ ناروا بیداد کیا کرتے
گئے افغاں و خیزاں ہر چہ بادا باد کیا کرتے
ہمارے خانۂ ویراں کو تم آباد کیا کرتے
نظر جن کو نہیں وہ کورِ مادرزاد کیا کرتے

تمہارا حسن مظہر اُن کو حیرت سنج کر دیتا
خرد آشفتہ ہو کر مانی و بہزاد کیا کرتے

گدائے میکدہ ساقی ہیں اک ساغر نہیں ملتا
تیری دریا دلی پیرِ مغاں ہم یاد کیا کرتے

وہ اس رنجِ کشاکش سے ہمیں آزادِ غم کرتے
نگاہِ مہر افزا مرکزِ کافِ کرم کرتے

حکایت میں حکایت ہے شکایت میں شکایت ہے
یہی تھی مصلحت جھگڑا نہ تم کرتے نہ ہم کرتے

وہ آتا ہی نہیں ہے جانِ جاناں شاہدِ رعنا
تشفیٔ خاطرِ مہجور کی کیا شامِ غم کرتے

مجھے پروانۂ جانسوز سمجھا اپنی صورت کا
منور کیوں نہ یہ گلرو میری شمعِ حرم کرتے

شکر خندہ کہاں اُن کا نمکپاشِ جراحت ہے
کہ وہ دشمن سے ہنسکر عسلِ خالص کو ہیں سم کرتے

حصولِ مدعا ہوتا تو پیمانِ وفا ہوتا
یہ سادہ رو ہیں ہم سے اور بھی قول و قسم کرتے

ہماری بے نوائی میں بھی شانِ بے نیازی ہے
نہ ہوتا شیوۂ تمکیں تو فکرِ بیش و کم کرتے

سبیلِ عشق کا جادہ نہیں آسان ہے طے کرنا
دلیلِ راہ سے ملتے خضر کو ہم قدم کرتے

تمہارا بلبلِ کشمیر ہے مشتاق مدت سے
کبھی اے مہرباں ممنونِ الطافِ کرم کرتے

اگر وہ شوخِ میگوں چشم اپنا ہم قدح ہوتا
دلِ زندہ کو ساقی رشکِ صد جامِ جم کرتے

جب تک شہیدِ قلب نہ اپنا کرے کوئی
ممکن نہیں کہ رابطہ پیدا کرے کوئی

مشتاقِ جلوہ محو نظر اُن کے ہو گئے
وہ دل کہاں کہ وقفِ تمنا کرے کوئی

اک محشرِ خیال بنا رنگِ انتظار
کیا انبساطِ وعدۂ فردا کرے کوئی

اے فرشِ خاک منظرِ حیرت بلند ہے
پرواز تا بعرشِ معلّٰے کرے کوئی

رنگِ فسونِ خیالیٔ عشاق دیکھنا
یہ آرزو ہے محوِ تماشا کرے کوئی

ہم بھی دکھائیں جلوۂ رعنائی خیال
اس شوخِ رم شعار کو پیدا کرے کوئی

سر دادۂ جنوں کا ہے منظرِ رم نگاہ
لوحِ خیال دامنِ صحرا کرے کوئی

سالک نہیں ہے معرفت نظر جلوۂ بطوں
پیتے نہیں ہیں وام کی مے رند ہوشمند

روشن ضمیر دیدۂ بینا کرے کوئی
کیا کیف ہو جو آگے تقاضا کرے کوئی

عرضِ نیاز ساقیِ میخوار ہے یہی
ہم کور ہیں ساغرِ صہبا کرے کوئی

نیاز مندِ کرم ہیں گدا نواز کرے
خیال ہے اُسے رنگِ خاکساری کا

دعا یہی ہے خدا عمر کو دراز کرے
وہ آج بزم میں کچھ میرا امتیاز کرے

ہمارا عیشِ مہیا ہو رنگِ نقشِ مراد
یہہ بات کیا ہے توجہ ادھر نہیں ہوتی

وہ ماہ جلوہ جو دم بھر کو ترکِ ناز کرے
جو عرضِ حال کوئی از سرِ نیاز کرے

امیدوار ہے حسرت نگار مدت سے
دو نیم راہ اسیوقت طے ہو ارماں کی

شہیدِ ناز کو پھر وہ شہیدِ ناز کرے
ادھر نظر وہ اگر چشمِ نیم باز کرے

کسی کا ہم کو زمانے میں اعتبار نہیں
کرشمہ عشق کے نیرنگ کا نمایاں ہو

جسے یقین نہو پیدا حریفِ راز کرے
جو اُن کو محو نگاہِ نظارہ باز کرے

دلیلِ راہ نے گر نگاہِ جلوہ پرست
وصالِ یار کا وہ مستحق ہے خستہ جگر

دکھائے رنگِ حقیقت اگر مجاز کرے
جو سوزِ ہجر میں گھل گھل کے دل گداز کرے

فروغِ رابطہ ہو جائے شکلِ راز و نیاز
اگر ہو ترکِ تمنا بشیوۂ احسن

وہ مہر تہر فزا ہو جو سوز ساز کرے
شکوہ وضعِ زمانے سے بے نیاز کرے

وہی ملیگا مقدر ہوا جو روزِ ازل
خیالِ خام ہے اہلِ ہوس جو آز کرے

یہہ کامراں ہو اگر ساقی تہی کاسہ
دعائے خیر تیرا رندِ پاکباز کرے

وہ سراپا ناز رشکِ نوبہار آنے کو ہے
اس خزاں دیدہ چمن میں پھر بہار آنے کو ہے

ای دلِ افسردہ خنداں ہو یار آنے کو ہے
وہ میرا سروِ چمانِ موزوں نگار آنے کو ہے

ہو گئے مسرور سارے ہمصفیرانِ چمن
بلبلِ آزاد سوئے شاخسار آنے کو ہے

ہو گیا پایانِ فرقت آ گیا عہدِ وصال
ای زہے تقدیر یارِ غمگسار آنے کو ہے

زندۂ جاوید ہوں گے جان نثارانِ وفا
وہ مسیحا بر سرِ لوحِ مزار آنے کو ہے

کام آئیگا ہمارے عاقبت صبرِ جمیل
ای دلِ دمساز وقتِ سازگار آنے کو ہے

کہہ رہے ہیں میکدے میں شاہدانِ مے فروش
ساقیؔ سرمست رندِ بادہ خوار آنے کو ہے

کہیں متروک ذوقِ نالہ فرسا ہم سے ہوتا ہے
تہی کاسہ یہ کب رنگِ تمنا ہم سے ہوتا ہے

یہ کیا وحشت جنوں مظہرِ تماشا ہم سے ہوتا ہی
کہ جو ملتا ہی وہ مجذوبِ سودا ہم سے ہوتا ہے

کیا شوریدہ سر رنگِ نوردِ عشق نے ہم کو
کہاں جلوہ تیرا شوقِ جنوں زا ہم سی ہوتا ہی

کیا ہی دم بخود اس شاہدِ موزوں نے درپردہ
کہیں یہ رازِ پنہاں آشکارا ہم سے ہوتا ہے

بہت نادم ہیں دل میں کیا کریں مجبورِ الفت ہیں
وہ دلبر صاحبِ تمکین بھی رسوا ہم سے ہوتا ہے

یہ کیا انگیز عشوہ ہو گیا بد نظر پُر فن
یہ کیوں جھگڑا دمِ عرضِ تمنا ہم سے ہوتا ہے

یہ ہار ہوشِ نظر کیسا کیا جذبِ نمایاں نے
کہ روپوشِ نگہ دامانِ صحرا ہم سے ہوتا ہے

نویدِ تازہ آئی آج وہ دلدار آئے گا
ہم آغوشِ طربِ عیشِ مہیا ہم سے ہوتا ہے

شناسا ہی نہیں تو ساقیؔ سرمست سے زاہد
یہ کیا کہتا ہے ترکِ جامِ صہبا ہم سی ہوتا ہے

شفا کس طرح ہو بےرخ مسیحا ہم سے ہوتا ہے
دلِ بیمار تیرا کیا مداوا ہم سے ہوتا ہے

اگر ہم بارِ خاطر ہیں نہ آئیں گے نہ آئیں گے
تمہارے مدعا کا بول بالا ہم سے ہوتا ہے

ترے محکوم ہیں ہم خاکسارِ عشق ہیں تیرے
عدولِ حکم اے جانِ تمنا ہم سے ہوتا ہے

تماشا کر رہا ہی رنگِ نیرنگِ فسونگر کا
اشارہ غیر سے ہوتا ہے ایما ہم سے ہوتا ہے

کرم فرما ہوئے تھے شکوہ سنجی نے کیا برہم
غضب ہے آپ آشوبِ تمنا ہم سے ہوتا ہے

ہمارے پاس کیا چھوڑا ہے تو نے ترکِ غارتگر
یہی جبرت ہے کس شے کا تقاضا ہم سے ہوتا ہے

حجابِ ناز حائل ہوگیا ہے خود نمائی میں
جب اُن کے سامنے ہوتے ہیں پردا ہم سے ہوتا ہے

بنایا نُقلِ محفل آج ہم کو خاص خلوت میں
زہے تقدیر مشتاقِ تماشا ہم سے ہوتا ہے

کہا گھر وائے یاروں سے چلو ساقی سے مل آؤ
بہت دلشاد وہ محبوبِ شیدا ہم سے ہوتا ہے

دل افسردہ تمہارے عشوۂ پیہم سے ہوتا ہے
کہ اطمینان کب اس وعدۂ محکم سے ہوتا ہے

حجابِ ناز کیوں مدِّ نظر اے دلستاں ٹھیرا
کہ پردہ تو جہاں میں غیر و نامحرم سے ہوتا ہے

تماشا دیدنی ہے شیوۂ نیرنگیٔ قاتل
مگر خوش قتیلِ عشق کے ماتم سے ہوتا ہے

مزاجِ دید نازک ہے کریں عرضِ تمنا کیا
حصولِ مدعا کب غمزۂ برہم سے ہوتا ہے

کسی کو رنجشِ بیجا کوئی ہے دشمنِ جانی
بھری محفل میں جھگڑا اک ہمارے دم سے ہوتا ہے

تصور کیا اُلجھتا ہے پریشاں ہے نظارے دل
تعلق کیا کسی کی زلفِ خم در خم سے ہوتا ہے

بُرا کہتے ہیں جو ہم کو پشیماں آپ ہوتے ہیں
ہمیں سود و زیاں کیا رنگِ مدح و ذم سے ہوتا ہے

سلیماں منزلت ہوتے ہیں فضالِ الٰہی سے
کہیں دیو لعیں کو فائدہ خاتم سے ہوتا ہے

عتابِ حق کہاں وہ تھی دلیلِ راہ کی صورت
نہ دیکھے جلوۂ فطرت کہیں آدم سے ہوتا ہے

توکل پیشہ صاحبدل ہیں اطمیناں رکھتے ہیں
نہیں اندیشہ اُن کو فکرِ بیش و کم سے ہوتا ہے

دلِ مشتاق مدہوشِ نظر ہے روئے مینا کا
ہمیں کیا کیف ساقی ذکرِ جامِ جم سے ہوتا ہے

جنونِ عشق سمجھانے سے پیدا اور ہوتا ہے
یہ سودائے محبت میں تماشا اور ہوتا ہے

گلوگیرِ تمنا عقدۂ مشکل ہے الفت کا
جو آسانی سے کھل جائے وہ پھندا اور ہوتا ہے

فسوں بیکار ہے تو جلوہ فسونگر کیوں بن جائے
تیرا مشتاق مشتاقِ تماشا اور ہوتا ہے

ہوا کیوں مضطرب اے ساقیٔ مستانہ مینا
ابھی حلقے میں دورِ جامِ صہبا اور ہوتا ہے

ہمارا مدعا رشکِ بتانِ آذری سن لے
قیامت کیوں نمایاں نفس ہو داورِ محشر
یہہ حق الامر صورت ہی تصنع سے بری سن لے
وہ پر فن شوخ بے پروا جو عرضِ داوری سن لے

مقرر ساقیٔ شیریں زباں ہی درخورِ تحسیں
کبھی یہہ ریختہ ای نوش لبِ شکر دری سن لے

جب وہ مستانہ ادھر فتنہ شعار آتا ہے
گرم جولاں وہ پئے سیر و شکار آتا ہے
کیوں نہ ہو منتظرِ صید وہ ناوک افگن
عشق صادق ہی اسی کا جو ہو منصور نمط
کوئی سنتا ہی نہیں ہائے فغانِ عاشق
تو نے تسخیر کیا ہی دلِ عالم کیسا
دلِ بیتاب رہے گا نہ ہمارے بس کا
دلگدازی نے کیا ہی وہ جگر خستہ ہمیں
غمزہ ہوتا ہے ہمیں عشوہ بیسار آتا ہے
ہاں دلِ زار سنبھل ترک سوار آتا ہے
روبرو آج کوئی تازہ شکار آتا ہے
کوئی کم ظرف کہیں بر سرِ دار آتا ہے
دمبدم در پہ وہ جا جا کے پکار آتا ہے
بن کے ہر فرد تیرا عاشقِ زار آتا ہے
شوق و ارماں سے وہ اب ہو کے دوچار آتا ہے
بات کرتے ہیں تو ایک نالۂ زار آتا ہے

پے بہ پے جام اڑا ساقیٔ مدہوشِ نظر
دیکھ وہ موسمِ پایانِ بہار آتا ہے

بلائے جانِ مشتاقاں ادائے شانِ برنائی
کہیں مدِ نظر ہو دلربا لطفِ شناسائی
اگر وہ ماہ پیکر جلوہ افروزِ مسرت ہو
کیا مجذوب سالکِ مجذوب کو آخر
کسی مہجورِ دیرینہ کی یہہ عرضِ تمنا ہی
کبھی مدِ نظر ٹھہرے کبھی محوِ نظر ٹھہرے
شہیدِ ناز کو اے لالہ رخ دلشاد کرنا تھا
جنوں آموزِ تمکیں کیوں نہ ہو محوِ خود آرائی
دلِ دیدار حیراں حسنِ صورت کا ہی شیدائی
فروغِ صبح روشن ہو ہماری شامِ تنہائی
خرد آشوب منظر ہی تیری شوخی و رعنائی
توجہ کر ادھر اے نوبہارِ عالم آرائی
یہہ شوق و رم کا ہی نیرنگ پنہائی و پیدائی
یہہ تیرا بلبلِ کشمیر ہی مشتاق شیدائی

بگڑ کر پھر ہوئے پیرِ مغاں خوشنود رندوں سے
وہی دریا دلی ہے خوب میخواروں کی بن آئی

چلے آتے ہیں رندانِ قدح کش طالبِ صہبا
ہوا حلقے میں ساقی پھر وہ دورِ جام مینائی

وہ زلف و رخِ یار کا سودا نہیں رکھتے
جو دیدۂ بینا دلِ دانا نہیں رکھتے

خوش وقت ہوں کس رنگ سے احرابِ عقبےٰ
وہ عیش ہے کیا عیش جو پیا نہیں رکھتے

ملتے نہیں ہم اُن سے ہمارا ہے یہہ شیوہ
جو حسن ادا رنگ مدارا نہیں رکھتے

گلزارِ لطوں میں ہے تماشائے تجلّی
ہم دل میں کوئی خارِ تمنّا نہیں رکھتے

کیوں عہد فراموش ہوئے عشوہ گرِ ناز
کیوں یاد یہہ شوخانِ خود آرا نہیں رکھتے

مایوسِ تمنا نہیں اے مایۂ فیضاں
امید تیرے لطف سے کیا کیا نہیں رکھتے

ہم نیرم نہیں طالب دیدار تمہارے
یوں محوِ نظر انجمن آرا نہیں رکھتے

وہ گل جو ملا آج ہمیں بلبلِ کشمیر
مسرور رہیں کچھ بھی غمِ فردا نہیں رکھتے

کیا ساقی سرمست بھی اب ہوگئے تائب
کیوں پیشِ نظر ساغر و مینا نہیں رکھتے

فروتنی سے کشادہ رہِ سلامت ہے
جھکا ادھر جو وہ سروِ کشیدہ قامت ہے

وصال ہوکے جُدائی جنوں علامت ہے
یہہ رنگِ نقشِ تصور بھی کیا قیامت ہے

تمہارے حسن ادا میں ہے کارفرمائی
کبھی جو ہم سے ملو کیا کوئی قباحت ہے

خیالِ عیش یہ از عیش کیوں نہ ہو ہم کو
امید وعدۂ دیدار خوابِ راحت ہے

جو اہلِ راز ہیں اخفائے راز رکھتے ہیں
نگار خانۂ فطرت طلسمِ حیرت ہے

وہ بے نیاز ہے لیکن بڑا غریب نواز
تیرا حجاب تماشا غرورِ طاعت ہے

جو کیف مست ہیں وہ خود نما نہیں ہوتے
کہاں یہہ راہ ملامت رہِ سلامت ہے

کبھی تو وعدۂ فردا وفا بھی ہو جائے
ستم ظریف قیامت کی یہہ ظرافت ہے

وہ یاد کرتے ہی رم شیوہ آ گیا اپنا | یہی تو کشف ولی ہے یہی کرامت ہے

یہی جمعیتِ خاطر کا ہے سبب ساقی
عجب فیضِ رساں شیوۂ قناعت ہے

ہے بوالعجب تماشا اپنے نہیں کسی کے | صدقے تیری محبت قربان دل لگی کے
روشن چراغِ عشرت ہیں آج مدعی کے | ارمانِ سوختہ دل سب ہیں ہمارے جی کے
اغیار کو ہوئے ہیں دعوے برابری کے | ہم بھی ہیں کشمکش میں کیسی کشاکشی کے
کیا محتسب نے رند و سب ضبط کر لئے ہیں | میخانے میں نہ دیکھے آلات مے کشی کے
ناکام بسملوں کے نوکِ زباں یہی ہے | اے آرزوئے کشتہ اب کیا کریں گے جی کے
مصحف رخوں سے ملنا یدِ نظر جو چھڑا | کرتے ہیں بر زباں ہم اشعار مصحفی کے
وہ ہم سے ہیں کشیدہ دیدہ ہوا شنیدہ | نقشِ مراد نکلے ارمان مدعی کے
جو بے غرض ہو محسن وہ ہے فرشتہ سیرت | انسان تو وہی ہے کام آئے ہر کسی کے
بے تجربہ کسی سے اچھا نہیں تعلق | کھلتے ہیں مدتوں میں اطوار اجنبی کے
کیا رنگ ہے تمہارا کیا ڈھنگ ہے تمہارا | بنتی نہیں کسی سے دشمن ہوئے سبھی کے
کیسی یہ دلربا ہے مینائے مے کی قلقل | رندانِ مست دیکھے انداز توتلی کے
اعزاز کیوں نہ ملتا وہ داد گر ہیں قیصر | مداح ہو گئے تھے ہم شوکتِ شہی کے
دلبر جو تو ہوا ہے گل میں شگفتہ ہوں بلبل | ہوں چہچہے چمن میں مل کر ہنسی خوشی کے
ہر پھیر کے اُن سے شاید ہو راہ و رسم پیدا | کرتے ہیں روز پھیرے دلدار کی گلی کے
گر گوش لب سنیں گے یہ ریختہ ہمارا | شائق کبھی نہ ہوں گے وہ قندِ پارسی کے

وہ مستِ ناز ساقی ساغر بدست آیا
جاگیں گے بھاگ اپنے کیا کاسۂ تہی کے

سرمست ہی نہیں ہیں جو کیفِ باطنی کے | مسرور کس طرح ہوں صہبائے معنوی کے

حق ناشناس کیوں ہو مشتاق بیخودی کے
خود منحرف ہوئے ہیں جادے سے راستی کے

حیرت نظر کیا ہی اُس خود نمانے ہم کو
کیا کیا ہوئے کرشمے رنگِ فسونگری کے

لو حسن سے بھڑا ہی کیا عشق سورما ہے
تم جو صلے تو دیکھو اس ناتواں قوی کے

نادر کرشمہ ہوگا پھر دلستاں کا زندہ
حلقے میں آج آئے وہ جامِ بادہ پی کے

عیار ہی وہ پُرفن پہچانتا ہے تیور
ایسا نہیں جو آئے قابو میں ہر کسی کے

حسن کرشمہ کیسا دامِ فریب نکلا
عشوے نہیں ہیں اُن کے پھندے ہیں دلبری کے

کر دل گداز اپنا اے طالبِ حقیقت
ہو جائیں گے ہویدا اسرار عاشقی کے

عرضِ نیاز اپنا حسنِ قبول ہونا
عشق آفریں جو تم ہو خواہاں ہیں منصفی کے

نوشیں لبوں سے ملنا مسرورِ وصل ہونا
بس لطف تو یہی ہیں دنیا میں زندگی کے

ہم سادہ لوح واقف عیاریوں سے کیا ہوں
سیکھے ہیں ای فسونگر لٹکے کسی گنی کے

یہہ سترِ جذب اپنا معمولِ ہر نفس ہے
ذکرِ جلی کے شیدا عامل ہوئے خفی کے

ای سالکِ طریقت کر تو بھی قلبِ ہیئت
نیرنگ دیکھ لینا قلبِ صنوبری کے

الحاد کا ہے رہبر یہہ فلسفہ جدیدہ
ہوں معترف موحد کیا رازِ فلسفی کے

عبرت نما جہاں میں اک دم کا ہے تماشا
نظارہ گی ہیں غافل ہم بھی رواروی کے

حاتم کا نام اتنک ہے روشناسِ عالم
نقشِ فنا ہوئے ہیں شہرے کہیں سخی کے

سنتے ہیں اہلِ وجداں اشعارِ عارفانہ
بے کیف کی نظر میں رنگین بھی ہیں پھیکے

ایمائے وصل اُن کا درپردہ ہو گیا ہے
ہم کو بتا رہے ہیں انداز خامشی کے

شطار سالکوں کا ہمرہ نہیں ہے صوفی
تو ہی بھٹک رہا ہے پہنچے ہیں وہ کبھی کے

ہو جائیں اہلِ باطن رنگِ سخن کے شیدا
اشعار گر ہوں ساقیؔ ہم طرز مغربی کے

یہہ وارداتِ قلبی جذبِ سلوک مظہر
سرمستِ عشق ساقیؔ مجذوبِ معنوی کے

جو رازِ عشق کو دلمیں چھپا نہیں سکتے — وہ شاہراہِ حقیقت کو پا نہیں سکتے
کیا ہے منتشرِ کشمکش فسوں شیدا — فریبِ ناز کا پردہ اُٹھا نہیں سکتے
بنا ہے شیوۂ تمکیں مخالفِ دیدار — یہ بزمِ یار کے مشتاق جا نہیں سکتے
کہاں وہ منتظرِ شوق و محوِ جلوہ ہیں — جو فرشِ راہ پہ آنکھیں بچھا نہیں سکتے
فراقِ یار ہے گو رنگِ انبساط نہیں — وہ عیشِ وصل کبھی ہم بھلا نہیں سکتے
یہ رازدار کہاں دشمنِ مراد ہیں سب — پر افسانۂ ہجراں سنا نہیں سکتے
ہوا ہے منحرفِ اُنس رنگ دلبر کا — وہ ہم سے روٹھ گیا ہے منا نہیں سکتے
کبھی تو بوسۂ شیریں کے سیر چشم نہیں — یہ تُجمّل ایک برہمن رجھا نہیں سکتے
تمہارا بلبلِ کشمیر منتظر ہی رہا — کبھی اُسے گلِ رعنا بلا نہیں سکتے

یہ کیوں ہیں منقلبِ لطفِ رندِ مے آشام
جو ایک جام بھی ساقی پلا نہیں سکتے

وہی کرشمۂ حسنِ نگار دیکھیں گے — جو ایک عمر رہِ انتظار دیکھیں گے
نویدِ آمدِ جاناں ہے منارج اس میں — ہزار بار یہ پیغامِ یار دیکھیں گے
وقوفِ روزِ ازل کاش ہم کو ہو جاتا — فریبِ ہستیِ ناپائدار دیکھیں گے
زہے نصیب خدا نے یہ دن دکھایا ہی — وہ عہدِ ہجر گیا روئے یار دیکھیں گے
وہ مہرِ جلوہ جو مل جائے بلبلِ کشمیر — ضیائے حسن کی باغ و بہار دیکھیں گے

ہماری وضع نرالی ہے ساقیِ سرشار
جو مست ہیں وہ ہمیں ہوشیار دیکھیں گے

عشوہ گر حسنِ ادا نیرنگیٔ قاتل میں ہے — آرزوئے دل مبدّل حسرتِ بسمل میں ہے
اضطرابِ شوق کیوں ہر دم دلِ بسمل میں ہے — آج نفسِ مدعا کیا آمدِ قاتل میں ہے
ذوقِ نظارہ پریشاں مطلبِ مشکل میں ہے — دلبرِ ناآشنا اغیار کی محفل میں ہے

آج اعجازِ نمایاں جذبۂ کامل میں ہے
ہر نفس ای بوالہوس کیوں فکرِ لاطائل میں ہے
کنزِ مخفی عشوۂ نیرنگِ جانان بن گیا
عشقِ صادق نامرادی ساز ہو سکتا نہیں
مطمئن ہونا بہت دشوار ہے عصرِ جدید
انفس و آفاق کا جلوہ ہوا ہے متحد
جلوۂ رعنا جمالان کیوں نہ ہو روحِ رواں
طالبِ حسن عقیدت شاہدِ مقصود ہے
امتحان شوق آزما ہے مدعا ناکامراں
زندہ دل مسرورِ مشتاقِ شہادت کیوں نہوں
ہو گیا رنگِ تصور آج حیرت سنجِ شوق
شاہدِ مستور اپنا بنگیا نقشِ مراد
ہو گیا خونِ تمنا مدعا حسرت شہید
خوف ہے ہم کو تلاطم کا نہ کوئی بیم موج
شوق و ارماں سے تامل دلربا دیر آشنا
جب حصولِ مدعا کا ہے حصر دیدار پر
غمزۂ برہم تمہارا کیوں نہ ہو خاطر شکن
ہوں شہیدانِ تمنا کا مگارِ التفات

شوخِ رم شیوہ ہمارے روبرو محفل میں ہے
منفعت طولِ امل جب حسرتِ حاصل میں ہے
جلوۂ حسن تماشا پردۂ حائل میں ہے
اک امیدِ جانفزا بھی سعیِ بے حاصل میں ہے
جدّتِ تحقیق گو آسانیِ مشکل میں ہے
شک یہہ کیسا تجھکو سالک شکلِ مدانظل میں ہے
نسبتِ عشقی مخمر اپنے آب و گِل میں ہے
کشفِ کونینہ نگاہِ عارفِ کامل میں ہے
کیوں نہ نکلے وہ زباں سے جو تمہارے دل میں ہے
جب دمِ اعجاز جوہر خنجرِ قاتل میں ہے
آ گیا وہ شوخِ رعنا نامہ بر منزل میں ہے
بوالعجب تشبیہ تنزیہی ہمارے دل میں ہے
نقشۂ رنجِ شہیداں سینۂ بسمل میں ہے
کشتیِ امیدپی دامنِ ساحل میں ہے
کیا طلسمِ حیرت افزا عشق کی منزل میں ہے
نامہ بر کا واسطہ تحصیلِ لاحاصل میں ہے
جو ہمارے دل میں ہو وہ کب تمہارے دل میں ہے
اے زہے تقدیر پھر خنجر کفِ قاتل میں ہے

لطفِ تازہ آج ہے رندانِ مےکش نقد وقت
کیفِ نو جامِ سرورِ ساقیِ محفل میں ہے

سوہانِ روح نکلے جو وہ دلستاں رہے
تسکینِ قلب و تابِ تحمل کہاں رہے

افسانہ ہائے شوق ہوں تصویرِ حسنِ عشق
کیا بات ہے یہہ کس نے کیا ہم کو دم بخود

ہیجانِ عشق نے ہمیں مجذوب کر دیا
کیا جاوہ ریزہ شاہدِ مستور دل میں ہو

امیدِ باز دید نے امین بنا دیا
حلقے میں ہم کو پیرِ مغاں نے کیا ہے یاد

افسردگی میں نقشِ تمنا ہی مٹ گیا
تنہا بھٹک رہے ہیں کدھر جائیں کیا کریں

بے خانماں سرے گا یہہ گلچیں کا مدعا
حسرت نگار شوق کا ہے نفسِ مدعا

گر نالہ ہائے زار نہیں ذکرِ وصل ہو

ذوقِ نظر کا عکس جو رنگِ بیاں رہے
ہم نامراد صورتِ مُہر وہاں رہے

وحشت خرام جادۂ کوئے بتاں رہے
چشمِ بطوں جو ہو تو وہ پردہ کہاں رہے

گو پائمالِ یادِ غمِ رفتگاں رہے
آخر شریکِ صحبتِ دُردی کشاں رہے

نیرنگِ عشق کیا ہو جو بادِ خزاں رہے
حیرت نظر غبارِ پسِ کارواں رہے

اے عندلیب باغ میں کیا آشیاں رہے
کچھ روئے التفات دمِ امتحاں رہے

بیکار ایک دم نہ دمِ عاشقاں رہے

ساقی وہ رند اہلِ نظر پاکباز ہیں
جو فیض یابِ حلقۂ پیرِ مغاں رہے

کس طرح سرمست ہوں ساغر کشانِ موج مے
تجربے نے کر دیا ہے رازدانِ موجِ مے

صورتِ حالِ لقا عبرت نشانِ موجِ مے
قلقلِ مینائے ہے حسن تماشا کیوں نہ ہو

گو ہوا دورِ پیاپے مے کشانِ شوق مست
شاہدِ سرمست ہم پہلو ہے دورِ جام ہے

کاش ہو لطف نظر اے ساقیِ پیماں شکن
رندِ مے آشام ہیں سرشارِ صہبائے نشاط

ہے لبِ ساغر کہاں نوکِ زبانِ موجِ مے
ہو گیا دورانِ سر سے امتحانِ موجِ مے

مستِ استغنا ہو کیوں اے ناظرانِ موجِ مے
خندۂ ساغر بنا ہے ہمزبانِ موجِ مے

ایک دم بھر کی ہے یہہ عمرِ روانِ موجِ مے
اے نرے قسمت ہوئے حاجت روانِ موجِ مے

ہم بھی ہیں منجملۂ ہم ساغرانِ موجِ مے
ابرِ رحمت ہے نظر میں سائبانِ موجِ مے

کیوں نہوں بالغ نظر سرمست عشق آہنگ شوق
یہہ رفیع الشان ہے برجِ مکانِ موجِ مے

زاہدِ افسردہ دل سرگرمِ کیفیت ہوئے
آتشِ سیال ہے پیرِ مغانِ موجِ مے

ذوقِ نظارہ نے ہم کو محوِ نظارہ کیا
جلوہ زارِ رنگ شوقِ گلستانِ موجِ مے

کیا دمِ اعجاز سوزِ سینہ مے کش ہیں
گنبدِ مینا بنا رنگِ دُخانِ موجِ مے

ہم شہیدِ میکدہ ہیں بسملِ صد انتظار
فرقتِ ساقی نہ ہو ہم کو سنانِ موجِ مے

شیفتہ اپنا کیا حُسن نے گلرنگ نے
شاہدِ رعنا ہے یہہ نیرنگِ شانِ موجِ مے

غرقِ دریائے تحیر زاہدِ سادہ نہ ہو
رندِ دریا دل ہیں بحرِ بیکرانِ موجِ مے

کیوں خم و پیچ خیالِ خام میں ہیں مبتلا
وا یہہ ہو سکتا نہیں عقد اللسانِ موجِ مے

شوخِ میگوں چشم کے رنگِ نظر کو دیکھ کر
ہوشیاری سے یہہ کھینچی ہے کمانِ موجِ مے

پیرِ میخانہ کا رند و فیض ہے سحرِ حلال
کیوں نہ ہو تارِ دسحر کامرانِ موجِ مے

جلوۂ گلزارِ معنی بن گیا حسنِ خیال
ہمصفیرِ نغمہ ہائے بلبلانِ موجِ مے

ہو حقِ مستانِ وحدت نغمۂ دلکش نہ ہو
سحر فن کیسے ہیں یہہ خنیاگرانِ موجِ مے

نو بہارِ عشوۂ چشم تماشا دیکھنا
ساغر و مینا ہیں شکلِ گلرخانِ موجِ مے

آج کیوں اتنے ہوئے ہو شائقِ طوفانِ تجل
دورِ ساغر ہو کہیں دریا دلانِ موجِ مے

بن گئے حیرت نظر مینائے مے کے شیفتہ
دم بخود کیسے ہوئے آشفتگانِ موجِ مے

دورِ آخر میں جو دُردِ تہ نشین ہم کو ملا
کیوں نہ سمجھیں فتنۂ آخر زمانِ موجِ مے

جام لبریز شرابِ حسن کے ہیں مشتری
ہیں کہاں آلاتِ مے سوداگرانِ موجِ مے

کیوں نہ مسرورِ طرب ہو جائیں ساری مے فروش
شوخِ گلچہرہ ہوا ہے مدح خوانِ موجِ مے

ساقیِ سرمست سے ردِ قدح کیا ہو سکے
ہے فروغِ انجمن روحِ روانِ موجِ مے

لامکاں ہم کو نظر آیا مکانِ موجِ مے
حیرت افزا ہیں زمین و آسمانِ موجِ مے

ہے طلسم راز آہنگ فغان موج مے
یہ معما کیا ہے ای مہر دہان موج مے

ہو گئے مجذوب وحدت مشربان موج مے
نعرۂ یا ہو بنا رنگ فغان موج مے

دید جان و جان جاناں آج حلقے میں ہوئی
حسن نظارہ ہے یا حیرت نشان موج مے

موج غفلت نے ہے جن کو خواب آسودہ کیا
کیا خبر ہو اُن کو ای افسانہ خوان موج مے

کل نہیں سکتے کہیں منزل میں یاران طریق
ہو گیا تنہا سبکرو کاروان موج مے

کیا سبب کوئے مغان شہر خموشاں ہو گیا
کس طرح یارب ملے ہمکو دکان موج مے

سالک مجذوب بھی مدہوش نظارہ ہوئے
دیکھ کر حسن کرشمہ سالکان موج مے

قلزم ذخّار معنے قطرہ قطرہ شکل ہیں
عالم صورت ہے یا آب روان موج مے

زاہدان متقی مشتاق صہبا کیوں نہوں
جادۂ تسخیر ہے رند و اذان موج مے

التفات پیر مغ سے کشف کو نینہ ہوا
بنگئے مجذوب میکش ترجمان موج مے

یہ مستی نے بخشا اوج پرواز خیال
بادۂ سرجوش ہے عرش آشیان موج مے

محرم اسرار عالم ہو گیا وہ مے پرست
جس نے کی ہے کیف میں سیر جنان موج کی

ساغر سرشار میں آخر ہوئی صورت نما
باطن مینا میں ہے روح روان موج مے

کیف رقصاں ہو رہے ہیں آج رند بادہ نوش
ہو گیا اخفا بدعیاں راز نہان موج مے

پیر دانا دل نے شب کو ساغر عرفاں کیا
کیوں نہوں صاحب نظر شیدا بیان موج مے

کیف میں موزوں کئے ہیں ہم نے یہ اشعار کیف
کیف وجداں کیوں نہوئے طالبان موج کی

سالک مجذوب پیکر مست نظارہ ہوئے
جام حیرت آفریں تھا سالکان موج مے

جادۂ ساغر نے آخر کر لیا اپنا مرید
معتقد دل سے ہوئے دلدادگان موج مے

عشوۂ نیرنگ ساقی کے خرد آشفتہ ہیں
چشم میگوں پر نہ ہو ہم گمان موج مے

مغ بچوں کی دیکھ کر موج تبسم کی ادا
ہو گئے رند قدح کش رازدان موج مے

کیوں سبکسر جرعۂ مے کے لئے ساقی نہیں
ہے کہاں نقد روان رطل گران موج مے

بہار آتے ہی پھر ہم جنون خیال ہوئے
اگرچہ دورِ خزاں میں خراب حال ہوئے

یہ تمام ہیں وہ جو کبھی ہلال ہوئے
یہ ماہ جلوہ غضب صاحبِ کمال ہوئے

زخود رمیدہ کیا جلوۂ تماشا نے
ہمیں جو بدِ نظر عشوہ گر غزال ہوئے

ہوا تھا مائلِ صحبت نگارِ شوخ ادا
یہ راز دار میرے دشمنِ وصال ہوئے

کیا شہیدِ ادائے جمالِ رعنائی
شکوہِ وضع سے وہ اور بے مثال ہوئے

سمجھ گئے مائلِ شکوہ ادائے طرزِ کلام
وہ عرضِ حال پہ آمادۂ جدال ہوئے

نشاطِ وصل اچنبھا سا ہو گئی ہم کو
فراقِ یار میں جب خستہ ملال ہوئے

کیا تعلقِ بصرفہ نے ہمیں آزاد
تمہارے عشق میں سروِ چماں نہال ہوئے

صدا سے عار ہے آزاد بینواؤں کو
یہ بے نیاز نہ منت کشِ سوال ہوئے

ہوا جراحتِ تازہ کا غم کیوں بیدرد
وہ کہنہ زخم ابھی تک نہ اندمال ہوئے

جنوں خرام نہ ہو جائے شیوۂ تمکیں
ہم اپنے حال کے خود پاسبانِ حال ہوئے

کیا تھا شوق نے بیتاب شک نے بدظن
تمہارے آنے میں کیا کیا نہ احتمال ہوئے

ہوئے کشیدہ ہیں ساقی وہ بے سبب ہمسے
بہت زمانہ ہوا اُن سے بول چال ہوئے

ہجومِ عام جو یہ ساتھ یار لے کے چلے
بنائے تو کہاں نو بہار لے کے چلے

وہ باخبر جزِ مرگ سے نہ تھا شاید
کہا یہ کس کو ہیں سوئے مزار لے کے چلے

تمہارا وعدۂ دیدار داغِ دل نکلا
شہیدِ جلوہ بھی یادگار لے کے چلے

بہت دنوں میں ہوئے شاد ساقیِ سرمست
شراب کوئے مغاں سے اُدھار لیکے چلے

یہ خوب جلوہ ہوا دلربا جلا کے چلے
شگوفہ ناز کی نیرنگیاں دکھا کے چلے

کسی کو محو کسی کو کیا پریشاں حال
ہجومِ عام کو وہ آپ ہی مٹا کے چلے

یہہ خوف تھا کہ نہ مجذوب ہو گریباں گیر ۔۔۔ ہمارے پاس سے نکلے نظر بچا کے چلے
شہیدِ جلوہ تمہارا تھا بلبلِ کشمیر ۔۔۔ یہہ کیا کیا کہ اُسے خاک میں ملا کے چلے
ہمارا حسنِ تصور سراب ہی نکلا ۔۔۔ جوابِ صاف کا وہ آئینہ دکھا کے چلے
پری جمال کا جلوہ کہیں نظر آئے ۔۔۔ ہوائے شوق کو ہم رہنما بنا کے چلے
قیام تھا یہہ دمے چند کچھ خبر نہوئی ۔۔۔ فریبِ ہستی ناپائیدار کھا کے چلے

کریم رد نہیں کرتے سوال سائل کا
تمہارے کوچے میں ساقی صدا لگا کے چلے

وہ ہم سے روز ملتا تھا ہمارا عشوہ گر پہلے ۔۔۔ ہوئی انجبار کی جانب نظر تھی جو ادھر چلے
کشیدہ ہو گئے وہ اور جذب منقلب کیسا ۔۔۔ وہ گم کیوں ہو گیا یارب جو تھا رنگِ اثر پہلے
ہماری وضعداری شانِ تمکیں پیچ کچھ دکھا گئی ۔۔۔ نہو وہ رابطۂ الفت جو رہا باہم مگر پہلے
بنا ہی عیش منزل کس لئے حسرتکدہ آخر ۔۔۔ وہ بیدل کیوں ہوئے ہم سے کیا تھا ملیں اکثر پہلے
کیا ہے سینہ سوزاں فرقتِ جانگاہ نے اُنکی ۔۔۔ نیے ہیں اشکِ تر جو تھے میری لختِ جگر پہلے

کیا ہے سینہ چاکِ ہجرانِ رعنا جمالوں نے
پریشاں حال کب تھے ساقی شوریدہ سر پہلے

نیازِ ہیچ ہے مجھ جہاں کہاں سے بنے ۔۔۔ دلِ شکستہ دلِ شادماں کہاں سے بنے
ہوئی گریز کی شائق ادائے عشوہ گری ۔۔۔ وہ رم شعار میرا ہمعنان کہاں سے بنے
کیا ہے وقفِ زبیں ہم کو رنگِ فطرت نے ۔۔۔ ترے حریف جو ہوں آسماں کہاں سے بنے
کیا ہے منتشرِ یاس جورِ گلچیں نے ۔۔۔ ہمارا باغ میں اب آشیاں کہاں سے بنے
ہوئی کشاکشِ ہجراں حجابِ صبحِ نشاط ۔۔۔ سیاہ بخت جو ہو کامراں کہاں سے بنے
خیالِ وصل ہمیں شادماں بناتا ہے ۔۔۔ یہہ سوزِ ہجر غمِ جاوداں کہاں سے بنے
یہہ رند مضطربِ رنگِ کیف حیراں ہیں ۔۔۔ ملا نہ جامِ مئے ارغواں کہاں سے بنے

کہاں وہ حلقۂ یاراں نوائے بربسط ونے	سنیں جو نغمۂ خنیاگراں کہاں سے بنے

بگڑ کے جاتے ہیں حلقے سے ساقی مجذوب
ہوا یہہ تجلی تو پیر مغاں کہاں سے بنے

فدائے روئے زیبا حسن صورت دیکھنے والے	سراسیمہ نگرائے رنگ الفت دیکھنے والے
ہوئے محو لقا صانع کی صنعت دیکھنے والے	تمہارے شگفتہ ہیں شان قدرت دیکھنے والے
نمکپاش جراحت خندۂ دنداں نما نکلا	رہے ناکام اے کان ملاحت دیکھنے والے
نشاط وصل اک خواب پریشاں کا تماشا تھا	گرفتار بلا ہیں طول فرقت دیکھنے والے
ہمارے کیف باطن سے تجھے آگاہ ہونا تھا	ہوا شوق آزما کیوں حسن طینت دیکھنے والے
تماشائے تجلی ہیں شکوہ ناز کا پردہ	یہہ کیوں محروم ہیں آئے مروت دیکھنے والے
ہجوم عام ہیں سے ورہر گز ہو نہیں سکتے	تمہاری امتیازی خاص خلوت دیکھنے والے
ہمارا دلربا کیوں تیرہ ساز رنگ جلوہ ہے	بنے صبح وطن کی شام غربت دیکھنے والے

قلندر ساقی سرمست رند لاابالی ہے
تیرا مجذوب شیدا جوش الفت دیکھنے والے

مانع قاتل ہوئی ہے سینہ بریانی میری	یہہ یکسر ہو نہیں سکتی گمرانجانی میری
ہے پشیمانی کی ہم پیکر پریشانی میری	راحت جاں تجھکو سمجھا دا ے نادانی میری
آشکارا ہو نہ جائے سینہ بریانی میری	کوئی ہے وجہ تسلی درد پنہانی میری
فضل غفراں ظل رحمت بنگیا فرجام کا	شرم عصیاں کی خبر ہے پاکدامنی میری
ہے خیال وصل مجھکو اس کو زعم ناز حسن	ہو گئی سوہان جاں بصیرتہ حیرانی میری
حبس ارماں پر ہوا ہے کس لئے قصر مراد	آرزوئے دل ہے کیوں محصور زندانی میری
گو تہی کاسہ گدا ہوں دل ہے بحر بیکراں	ہے وسیع المشربی کا رنگ عریانی میری
شوخی بے پرواہ ہیں انتشار قلب ہے	بوالعجب تاثیر نکلی سبحہ گردانی میری

وہ ہم آغوشِ محبت خود ہوا گلگوں قبا
کامرانی پیرہن ہے دامن افشانی میری

شاہدِ مے نوش نے محفل میں ہم ساغر کیا
کیفِ رقصاں ہو رہی ہے طبع وجدانی میری

شوقِ دامنگیر دستِ نارسا ہرگز نہ بن
عشوہ پیکر دیکھتا ہے گرم جولانی میری

لے لیا ایک بوسۂ رخ اضطرابِ شوق میں
کیا خطا ایسی ہوئی اے دلبرِ جانی میری

تم کو دو باتوں میں حیرت سنجِ معنی کر دیا
بارکہ سجی دیکھ لی - دیکھی زباندانی میری

مست وجد ہاں کیوں نہ ہو ہر سازِ مشتاقِ ذوق
بہ گلِ نغمہ ہے آہنگِ غزل خوانی میری

حسنِ مظہر کا میری آخر ہوا حیرت نگر
تو نے کیوں رلائے رزمیں مانی نہ اے مانی میری

سعیِ بیجا حاصل نہوا ے کامرانی آشنا
زندگی مشکل ہوئی ذوقِ تن آسانی میری

فتنۂ خوابیدہ سے ہشیار رہتا ہوں مدام
تیری شوخی حیلہ فن ہے جانی پہچانی میری

بے نیازانہ بسر ہوتی ہے تیرے فضل سے
ہے نیاز بندۂ الٰہی شانِ سلطانی میری

اس کو شوقِ کامگاری شوخ میرا رم گریز
کیوں تمنا ہوگئی یارب ہے دیوانی میری

سرحرہ و تجھسے دلِ مہجور میں اُسوقت ہوں
جب دعائے قلب ہو مقبولِ یزدانی میری

جذبِ افسوں گر میرا شاید محرک ہو گیا
ہوگئی تائیدِ غیبی یاد آجانی میری

حلقۂ رنداں کا ساقی کر دیا ساقی مجھے
دیکھتے پیرِ مغاں ہیں کاسہ گردانی میری

ادھر رخ ہی نہیں ہوتا ہے کب تقدیر پھرتی ہے
تمنا حسرت آگیں شوقِ دامنگیر پھرتی ہے

سراپا شوق بنجاتا ہوں اے جانِ تمنا میں
میری آنکھوں کے آگے جب تیری تصویر پھرتی ہے

بنایا نیم بسمل کیوں مجھے ناوک فگن تو نے
جگر کے پار ہو کر کب یہ نوکِ تیر پھرتی ہے

پھنسا ہے دیدہ و دانستہ یہ دامِ محبت میں
جفائے ناروا سے خاطرِ نخچیر پھرتی ہے

کسی کی ابتدا اچھی کسی کی انتہا اچھی
کبھی تقدیم فرخ ہے کبھی تاثیر پھرتی ہے

تجھے ہے کیا غرض حق ناشناسِ حالِ مشتاقاں
طبیعت کب ادھر تیری بتِ بے پیر پھرتی ہے

خواست الٰہی کی شکل بنجاتی ہے آیا وہ
اُلٹ جاتی ہے پھر تدبیر جب تقدیر پھرتی ہے

کیا ہے شیفتہ حسن کلام نغز نے کیسا
میری طبع رواں گرد طرز میر پھرتی ہے

توجہ اس طرف ہے گلرخ نیرنگ شائق کی
تیری تقدیر شاید بلبل کشمیر پھرتی ہے

نوید وصل نے بشاش ہم کو کر دیا ساقی
مسرت کی طرف یہ خاطر دلگیر پھرتی ہے

پردہ غیب کا خود پردہ کشا ہوتا ہے
وہ جو روپوش تھا اب جلوہ نما ہوتا ہے

ذکر تیرا ہی یہاں صبح و مسا ہوتا ہے
شغل ہی عاشق مہجور کا کیا ہوتا ہے

حسرت ذوق طلب مانع پرواز ہوئی
طائر شوق کہاں بال کشا ہوتا ہے

کیوں نہو حسن بتوں آئینہ سیما اُس کا
جو کوئی خاک رہ اہل صفا ہوتا ہے

حیرت جلوہ ہوئی شان ادا کی شوخی
وہ فسوں عشوہ تیرا کان حیا ہوتا ہے

شوکت شان سمجھ حسن عقیدت کا صلہ
اُس کا حصہ جو انیس الفقرا ہوتا ہے

جو ہے برجیس قدر سر پہ ہے ظل محدود
روکش سایہ ہمہ بال ہما ہوتا ہے

فیض الطاف سے ہر دم کا ملا قرب حضور
عام کب خادم خاصان خدا ہوتا ہے

بیم و امید نے بیتاب تماشا رکھا
یہی ڈھر کا رہا اب دیکھئے کیا ہوتا ہے

ساقی رند نظر باز ہے بیگانہ کیف
کیوں یہ ناکام تہی کاسہ گدا ہوتا ہے

کبھی تقدیر کے شاکی نہوئے ہم ساقی
وہ ہی ہوتا ہے جو قسمت کا بدا ہوتا ہے

جس کو ہے ذوق نظر حسن خدا ہوتا ہے
خود نما عشوہ جو آئینہ نما ہوتا ہے

جس کا ہمرنگ کوئی ماہ لقا ہوتا ہے
ہر نفس غنچۂ دل اُس کا کھلا ہوتا ہے

تجربہ منجد مطلب دل ہے شاید
شوق جو غرض تمنا سے جدا ہوتا ہے

نگہ شوخ نے یک لخت کیا قلب شہید
ناوک انداز تیرا تیر خطا ہوتا ہے

خارِ صحرا سے جنوں مضطربِ شوق نہ ہو
گامزن آج کوئی آبلہ پا ہوتا ہے

دیکھ قاتل یہہ کہیں مظہرِ نیرنگ نہ ہو
تیرے کوچے میں جو خونِ شہدا ہوتا ہے

عہدِ ہجرانِ ستمگر ہو نصیبِ اعدا!
صرف بصرفہ یہہ دورانِ بقا ہوتا ہے

ہم کو آغازِ محبت میں کہاں تجربہ تھا
کون ہے رنگ میں پایانِ جفا ہوتا ہے

یہہ جفا شیوہ ازل کے ہیں، بتانِ بے مہر
ان حریفوں کو کہیں خوفِ خدا ہوتا ہے

تم کو پیمانِ وفا دیدِ نظر دل سے نہیں
کس تکلف سے یہہ اقرارِ وفا ہوتا ہے

شوق بیتاب تھا مشتاقِ تماشا نہ ہوں
نازشیوہ میرا آغوشِ کشا ہوتا ہے

ہے نیرا ساقیٔ مشتاق نثارِ جلوہ
حسن صورت پہ یہہ دیوانہ فدا ہوتا ہے

ہے جنوں پیکرِ اداوحشت لب عریانی میری
دامنِ صحرا سے کیا ہوگی نگہبانی میری

صورتِ عینِ الیقیں تشخیصِ عریانی میری
عالمِ کثرت بنی غم کی فراوانی میری

کیوں نہ ہو حیرت نما عرضِ گراں جانی میری
ہے سبکسارِ جفا شکلِ پریشانی میری

کیوں نہ ہو جائے رگِ گردن پریشانی میری
سینہ چاکی کر رہی ہے خود گریبانی میری

واشدِ دل ہو گئی مشکل بآسانی میری
جان لی اُس عشوہ پیکر نے پریشانی میری

کاش ہو جائے متاعِ مدعا سہل الحصول
یاد آئی اُس کو یادِ طاقِ نسیانی میری

ننگیا حسن تلافی ہمنوائے التفات
عینِ تسکیں ہو گئی عرضِ پریشانی میری

ننگِ وحشت نے کیا مضمونِ خطرِ وشن سواد
آئینہ روکا تماشا عرضِ عنوانی میری

وہ گلِ رعنا بہارِ دل کشا ہوتا نہیں
حسرتِ دلگیر ہے یہہ خس بدندانی میری

کیوں پریشاں کر رہا ہے عشوہ گر شہر غزال
ہر تمنا بن گئی غولِ بیابانی میری

دمِ بخود بنکر ہوا بید ادشیدہ سہمناک
نقش دیکھی دور سے جب خوب غلطانی میری

وہ نگارہ بازگشتی لفظِ مطلب کب ہوئی
رنگِ نومیدی ہو و نہال گردانی میری

یہ نیرنگِ مدارا حیرتِ ادراک ہے
خانۂ دشمن میں کیوں ہوتی ہے مہمانی میری

وہ ستمگر بے نیازِ اُنس ہیں مشتاقِ دید
ہے شکستِ مدعا خوں نابہ افشانی میری

یہ خزاں رنگی ہے یا نشو و نمائے مدعا
یاس منظر باغِ دل حسرت خیابانی میری

ناخدا نے نشتر کیسا کیا منجدھار میں
دیکھئے کس جا لگے یہ ناؤ طوفانی میری

ہے جراحت میں بھی وہ یادِ نشاطِ وصلِ گل
خارِ صحرا دیکھتے ہیں گل بدامانی میری

کیا تصور ہے جمالِ یار کا حیرت ادا
ہو گئی محو نظر تصویرِ حیرانی میری

صفدرِ غازی ہے میرا ریختہ اہلِ عجم
تیغِ ہندی دلکش تیغِ صفاہانی میری

خندہ زن وہ بلبلِ کشمیر گلرو ہو گیا
بن گئی حسنِ ادا طرزِ گل افشانی میری

ساقیِ سرمست ہوں سرشارِ جامِ ذوق و شوق
جاذب کی حالت ہوئی اے کیفِ جدانی میری

برقِ خرمن سوز ہر دم داغ سامانی میری
سوختہ دل کر رہی ہے سینہ بریانی میری

پھر جنوں شیدا ہوئی ہے طبعِ ہیجانی میری
موجِ دریا کا تماشا ہے یہ جدانی میری

میرا حسنِ عشق ہے آئینۂ صورت نما
شوخِ سادہ تو نے بھی صورت نہ پہچانی میری

جلوۂ دیدار اُس کا ہے دمِ بسمل نشاط
حسرتِ خونِ تمنا کیفِ روحانی میری

شوقِ دامنگیر دستِ نارسا ہرگز نہ تھا
عشوۂ پیکر دیکھتا ہے گرمِ جولانی میری

نامہ بر میرا یہ کہتا ہے خدایا کیا کروں
ہر قدم کے ساتھ بڑھتی ہے ہراسانی میری

ہجرِ غارتگر بنا ہے پیکرِ دیو لعیں
خوانِ یغما ہو گئی مہرِ سلیمانی میری

اے پریشاں سازِ دردِ دروں سے بے خبر
یہ بلائے جاں نہ تھی ہو گی پریشانی میری

بلبلِ کشمیر ہوں تیرا دعا گو ہوں تیرا
باعثِ آشفتگی ہے کیوں ثنا خوانی میری

سلکِ مروارید ہر شعرِ صحیح ہے میرا
دیکھ اے زہرہ جبیں یہ گوہر افشانی میری

ساقیِ مجذوب تھا سمجھا مجھے بابِ شکست
آبگینہ بن گئی شکلِ پریشانی میری

شانِ کفرِ معنوی ہے نامسلمانی میری
کیوں توکّل پیشگی ہو گی پریشانی میری
ہر نفس افزوں نہ ہو فکر و ہراسانی میری
اُس کو دورانِ بقا ہی مدتوں سمجھا کیا
کیوں تصور میں ہوا پیکر تراشی کا جنوں
نورِ برزخ سے فروغانی بطوں سالک ہوا
ہے سلوکِ جاذب میں آفاق و انفس کی کشش
تونے یہہ تعمیر الفت کس لئے مسمار کی
دیدہ و دانستہ کیوں محوِ تغافل ہو گیا
ان مظاہر کی تجلی ہو بہو آئی نظر
پیرِ دانا دل ہو بارش پہ میرے دستگیر
ہے دوائر سے نکلکر حُبِ صرفہ کا مقام
جس بیجا کیا کرے گا اب خیالِ بے وفا

عورِ باطن تونے صورت ہی نہ پہچانی میری
کیا ہے تسلیم و رضا سے دامن افشانی میری
کر رہا ہے کوئی در پردہ نگہبانی میری
ہے یہہ دم بھر کا تماشا ہستیِ فانی میری
واہمہ خلاق ہے تصویرِ انسانی میری
مہرِ عالم گیر ہے شمع شبستانی میری
اور کیفیت ہوئی اِک کیفِ وجدانی میری
کیا ہے تقصیرِ نمایاں اے جفا بانی میری
یہہ غلط فہمی ہوئی ازراہِ نفسانی میری
حق شناسی جب ہوئی تشخیصِ عرفانی میری
ہمت و فیضان میں ہے مشکل کی آسانی میری
عالمِ ہو کا ہے چلر سیرِ عریانی میری
بن گئی جمعیتِ خاطر پریشانی میری

انقلابِ سحر کیوں رجعت نمائے وصل ہے
آرزوئے دل ہے ساقی شکلِ حیرانی میری

تیرا ہی جلوہ دیکھا جہاں تک نظر گئی
پاسخ کوئی ملا نہ ہمیں شوخِ تند خو
وہ اشتیاقِ دید ہمیں بھی نہیں رہا
افسردہ حال اے دلِ شوریدہ کیوں ہوا
اے عشقِ ناز کس پہ ہے کیا تجھ سے ہو سکا
عہدِ نشاطِ خواب فراموش بنگیا

مستی میں کب نگاہ ہماری بکھر گئی
ہم سے بگڑ کے حسنِ ادا کیا سور گئی
اب مطمئن ہیں کرب کی حالت گذر گئی
یہہ فکر ہے شرارتِ ذوقِ نظر گئی
حکمت بھی تیری جانبِ حسن اثر گئی
یارب وہ عیشِ صحبت و خلوت کدھر گئی

نیرنگ تھا کرشمۂ نوردِ نگاہ میں
پرواز شوقِ بلبلِ کشمیر ہو کہاں

کوئی عجیب شے ہیں مشتاق کر گئی
کنجِ قفس میں ہمتِ بے بال و پر گئی

بے مہر شوخ ملتفتِ حال تک نہیں
الفت تیری نہ ساقیؔ شوریدہ سر گئی

بہارِ جلوۂ گلزار نیرنگِ شیوں سمجھے
یہہ جذبِ قلب ای دل بدل وا ایثارِ جنوں سمجھے
تجھے ای زاہدِ سادہ ہم از خلوت بروں سمجھے
تجلی خیز منزل منظرِ فیضِ بطوں سمجھے
سنا دیکھا نہیں ہے حال مجذوبانِ وحدت کا
سمجھ اے بلبلِ کشمیر خاموشی مناسب ہے

طلسمِ ہستی اسرارِ رازِ بیچگوں سمجھے
ہوئے سرمست جب ہم کیفِ جذبِ ذو فنوں سمجھے
طرازِ سادہ لوحی تیرا نیرنگ و فسوں سمجھے
یہہ نورِ لم یزل ہے اس کو اپنا رہنموں سمجھے
جو تھے نا آشنائے رازِ بابِ کشت و خوں سمجھے
کبھی اس واردِ قلبی کو نا محرم جنوں سمجھے

سلوکِ جذب تیرا ساقیؔ مجذوبِ نوآئیں
تجھے سرمستِ جلوہ صاحبِ اسرا بطوں سمجھے

جو عرضِ حال ہے وہ داستاں سنو تو سہی
یہہ میری درد بھری داستاں سنو تو سہی
غلط خیالی پیدا مرے نا خوش تھے
نگاہِ تیز ہراساں بنائے دیتی ہے
تمہارے بلبلِ کشمیر کی جو ہے روداد

بگڑ کے جاتے ہو کیوں مہرباں سنو تو سہی
حکایتِ دلِ ناشاد ماں سنو تو سہی
کوئی بھی آج نہیں درمیاں سنو تو سہی
بالتفاتِ دمِ امتحاں سنو تو سہی
ستم ظریف نہ ہو جانِ جاں سنو تو سہی

یہہ کاسہ کیش گدا ساقیؔ نیاز آگئیں
مریدِ عشق ہے پیرِ مغاں سنو تو سہی

جو وہ خورشید رو ساغر بکف سستِ شراب آئے
کشاکش کیوں نہ ہو بیم رجا کی عرضِ مطلب میں

تیرا ای طالعِ فرخ شرف میں آفتاب آئے
وہ ہر کجباز ڈرتا ہوں کہیں الٹا جواب آئے

یہہ اعجوبہ تماشا ہے یہہ حیرت خیز نظارہ
تحیر کیوں نہ ہو ہم کو طلسم راز فطرت کا
بنے ہیں فرش راہ شوق جب گلگے نعل توسن کے
شریک جام ہو جائے جو وہ گلفام نوشیں لب
عجب تسخیر عالم ہے نگاہ عشوہ پیما میں
منغص عیش ہو جائیگا رندان قدح کش کا
مسرت آشنا کیونکر نہ ہو ناکام دیرینہ
ادائے بے نیازی نے کیا ہے منتشر ہم کو

حجاب ناروا ہے کیوں گلے مل کر حجاب آئے
بہٹک کر کیا ہوا کیوں جانب دیر خراب آئے
وہ شان حسن رعنائی یہ انجم رکاب آئے
نشاط خندہ ساغر بھی ہو کیف شراب آئے
تیرے مہجور جلوہ نیکے طفل شیخ وشاب آئے
پریشاں ساز محفل واعظ عالی جناب آئے
ہم آغوش تمنا جب دعائے مستجاب آئے
گئے امیدوار مدعا ناکامیاب آئے

تماشا دیکھئے ہنس ہنس کے مست ناز کہتا ہے
وہ دیکھو زید بکیں ساقی مست خراب آئے

تیری برہم مزاجی دلبر بیداد فن کیوں ہے
ہمارا حسن ظن ہے آپ کا یہہ سوء ظن کیا ہے
تمہارے خندہ زیر لبی کے دیکھنے والے
بلائے شام ہجراں صبح محشر کیوں نہ بن جائے
یہہ نوآئیں تماشا شیوۂ موزوں نہ سمجھیں گے
وداع یار نکلی جاں سناں باور نہیں آیا
شہید واشد مقصود کیوں آشفتہ دل ہوتے
خیال جلوۂ دلدار میں اک گونہ تسکیں تھی
دل غمدیدۂ ہجراں تجھے ناز محبت تھا
بہار جلوہ ہے عبرت نظر حیراں جنازے پر
حسد نے کیوں بڑھایا ہے تعلق کی کشاکش کو

حریف بے سبب یہہ غمزۂ خاطر شکن کیوں ہے
طراز عشوہ سنجی بوالعجب ہے حیلہ فن کیوں ہے
یہہ کیا حسن ادا ہے پاسخ دنداں شکن کیوں ہے
وہ یہ طلعت میرا اوروں کا شمع انجمن کیوں ہے
گرفتار تحیر دل ربا خلق حسن کیوں ہے
تجھے شک ہے اگر ہمدم فراق روح و تن کیوں ہے
خزاں آغوش حسرت یہہ مرادوں کا چمن کیوں ہے
حریف مدعا یارب کمر دل کی جلن کیوں ہے
مرے حال زبوں پر عشوہ پیکر خندہ زن کیوں ہے
شگفتہ بے سبب اپنا گل چاک کفن کیوں ہے
فراست میں جہالت رنگ یاران وطن کیوں ہے

وہ ہم مشرب کبھی ہو جائے توحیدِ وجودی کا
جو کافر ماجرا کہتا ہے ساقی برہمن کیوں ہے

ستا رہا ہے تیرا دردِ انتظار مجھے
کیا اسیرِ الم کیوں جفا شعار مجھے

خراب حال نہ کر شوقِ ہرزہ کار مجھے
کہ پایۂ رفع نہ سمجھے سُبک وقار مجھے

نورِ رنگ کی روداد کہہ نہیں سکتے
کیا ہے عشوہ ادا نے جو رازدار مجھے

شکستِ عہد نے ہشیار کر دیا آخر
کہاں وہ درد جو رکھتا تھا بیقرار مجھے

گلِ مراد بنا میرے شوخِ رعنا کو
کیا جو شیفتہ اے جلوۂ بہار مجھے

چلے ہیں ساتھ یہ رندانِ شوخ جام فدا
کریں نہ ساقیِ رعنا سے شرمسار مجھے

کیا ہے پائے بدامن کشیدہ تمکیں نے
کسی کے در پہ ملی ہے جو زینہار مجھے

خلاف ہو نہ سکے مغبچوں کی ان بن سے
سمجھ کے پیرِ مغاں رندِ خاکسار مجھے

کیا ہے منتشر حال طولِ فرقت نے
وداع کہنے کو ہے عمرِ مستعار مجھے

نیرا ہوں بلبلِ کشمیر اے وفا دشمن
نہ کر شہیدِ الم رشکِ نوبہار مجھے

کیا ہے نشۂ جامِ سرور نے ساقی
شریکِ حلقۂ رندانِ بادہ خوار مجھے

یارب وہ کہیں ہم کو محبوب نظر آئے
مقصود نظر آئے مطلوب نظر آئے

خوشنود ہوں تجھ سے جب اے دادِ طلب قاصد
جب ہاتھ کا دلبر کے مکتوب نظر آئے

مائل ہی نہیں ہوتا دل اور کسی گل پر
ایک تم ہی ہمیں گلرو مرغوب نظر آئے

کچھ حال نہیں کھلتا نیرنگ نمایاں کا
اغیار کے حلقے میں محسوب نظر آئے

میخانے میں کہتا تھا وہ شوخِ پری جلوہ
میخواروں میں ایک ساقی مجذوب نظر آئے

کیا یہ قدرت کا کارخانہ ہے
منقلب گردشِ زمانہ ہے

ہر نفس خارِ آشیانہ ہے — کیا قفس ہی میں آب و دانہ ہے

عشق سے حسن کی نہیں ان بن — خانہ جنگی کا ایک بہانہ ہے

کس کو سر پھوڑنے کا شوق ہوا — منتظر سنگِ آستانہ ہے

درہم داغ زخم سینہ شگاف — بسملوں کا یہی خزانہ ہے

وصل سے شکلِ ہجر محو ہوئی — اب وہ بھولا ہوا زمانہ ہے

شاد قاتل ہوا دلِ مجروح — شوق کے تیر کا نشانہ ہے

خاکساروں کے ڈھیر پر دیکھو — ابرِ رحمت کا شامیانہ ہے

جلوۂ گل نہ ہمنوا کوئی — اب قفس میں جو آشیانہ ہے

رندِ بیہوش ہیں کدھر جائیں — کس طرف کوئے شراب خانہ ہے

رندے نوش محوِ حیرت ہیں — کیا طلسمی شراب خانہ ہے

حسن کے مجرم ہیں دیکھنے والے — نگہِ قہر تازیانہ ہے

دل کہاں دل کشا تجلیوں کا — بند قفلِ درِ خزانہ ہے

حیرت انگیز ہے میری روداد — پردۂ راز کا فسانہ ہے

ہیں یہ مست ساقیٔ مے کش
دورِ ساغرِ مغانہ ہے

عشق تیرا ابھی کیا فسانہ ہے — شیفتہ جس کا اک زمانہ ہے

تذکرہ وارداتِ دل کا ہے — بذلہ سنجی کا ایک بہانہ ہے

رنگِ باطن کے دیکھنے والو — دلِ زندہ چراغِ خانہ ہے

رات بھر کا مقام ہے غافل — صبحدم کارواں روانہ ہے

کوئی آزاد ہو نہیں سکتا — زندگی کا وہ قیدخانہ ہے

نفی اثبات کا نہیں شاغل — ہم نفس ایک نیا زمانہ ہے

دل ہیں ہیں نقش ہائے بوقلموں
حیرت افزا نگارخانہ ہے

کوئی تشویش کی نہیں صورت
بیخودی کا بھی کیا زمانہ ہے

پیرِ میخانہ کیا ہے بدِ نظر
آج حلقہ مناظرانہ ہے

حسنِ ظن کوئی بھی نہیں رکھتا
دیکھنا کیا برا زمانہ ہے

فوتِ مقصد ہیں اتحاد کہاں
یہہ سلوکِ منافقانہ ہے

کیوں تبسم کے ساتھ ہے اغماز
کیوں تجاہل یہہ عارفانہ ہے

رندِ مجذوب ہوگئے سالک
ساغرِ جذب عارفانہ ہے

گل ہیں مسرور بلبلِ کشمیر
کیف نغمہ فسوں ترانہ ہے

جامِ مے دیکھ کر ہوا روپوش
زاہد سادہ کیا زمانہ ہے

کیوں نہ ہوں منفرد جدا ساقی
عام ہیں خاص عامیانہ ہے

سلوکِ جذب ہیں جو اہلِ وجد و حال ہوئے
وہی سبیلِ طریقت ہیں باکمال ہوئے

جو اہلِ درد و محبت ہیں بے مثال ہوئے
فدائے جلوۂ رعنائی خیال ہوئے

نوردِ عشق یہہ کیسا شگرف منظر ہے
جو طور سمجھے تھے آساں وہی محال ہوئے

ہوا ہے جمع ہیں کیوں تفرقہ یہہ اہلِ سلوک
یہہ اتصال ہیں کیوں رنگِ انفصال ہوئے

نہ ہیں یہہ ناظرِ جلوہ نہ ذکر و فکر کا شوق
یہہ کس قماش کے اب سالکانِ حال ہوئے

کیا وجودِ شہودی نے ہم کو محوِ لقا
کہ شکرِ جذب سے مستغرقِ خیال ہوئے

یہہ کیوں حجابِ تعین ہے مانعِ دیدار
یہہ رہ فتادہ ترے شوق پائمال ہوئے

شہیدِ عشق ہوئے نامرادِ عشق نہیں
کہ شوقِ دید ہیں جن کے یہاں وصال ہوئے

دیا تھا پیرِ خرابات نے وہ ساقی جام
ہوا یہہ کیف کہ مستِ مے خیال ہوئے

متفرقات

تمہیں کچھ بھی نہیں ہے درد میرے حالِ ابتر کا
گرفتارِ محبت ہوں اسیرِ دامِ الفت ہوں
دکھا کر موہنی جلوہ مچایا شورِ عالم میں
ہوئے سرسبز سارے بن بنا فردوس نندن بن
ملایک کو تمنا تھی کہ ہم بھی برج میں ہوتے
سنی جب گھور بنسی کی ہوئیں سب گوپکا شیدا
چلیں بیتاب ہو کر وہ رہِ الفت کی مدماتی
گھمنڈ آیا جو بنسی بٹ پہ تیرے پریم کا ساغر
ہوئی جنموں کی پورن کامنا بھگتی کا ثمرہ ہے
نکالا آپ نے بھگتوں کو سب مایا کی وحشت سے
پریچھپت کی حفاظت کی ہی تم نے پیٹ میں جا کر
یہ دلداری ہے بھگتوں کی تمہیں منظور ناگر نٹ
کیا سنگھار دشٹوں کا جو تھے بھگتوں کے نمارتگر
دھرو کو رتبۂ اعلیٰ ملا ہے پرم بھگتی سے
چھوڑانا برج گوپالوں کو جنیا سا گر کی گھاتوں سے
دُشاسن نے جو کھینچا چیر محفل میں دروپدی کا
ہوئی یہ جامہ کو وسعت کہ عالم ہو گیا حیراں
بچایا آپ نے عشاق کو دا و انل اگنی سے
کری بیگھوں نے جو پرلے کی برکھا برج منڈل پر

تمہارا عاشقِ شیدا ہوں میں بندہ ہوں شنکر کا
ہوا ہوں شیفتہ مادھو تیری زلفِ معنبر کا
جہاں میں غلغلہ ہے جلوۂ روئے منوہر کا
ہوا جب برج میں جلوہ تمہارے روئے انور کا
مگر وہ کیا کریں مجبور ہیں لکھا مقدّر کا
یہ اِچھا تھی ملے ہم کو بھی درشن شیام سندر کا
رہی پروا نہ کچھ گھر کی خیال آیا نہ شوہر کا
شری جمنا کی لہروں میں تھا عالم موجِ کوثر کا
ہوا جلوہ بِپن میں جب تیرے قدِّ صنوبر کا
بھرم آیا جو نارد کو بنا یا چہرا اندر کا
دکھایا اپنے بھگتوں کو خزانہ شیرِ مادر کا
نشانہ خود بدولت بن گئے بھیشم کے چکر کا
گلو اُن کا پیاسا تھا تمہارے آبِ خنجر کا
بلندی پر ستارہ ہے تیرے فرخندہ اختر کا
کہ جس کی گاؤزوری سے تھا برپا شورِ محشر کا
نہیں دیکھا گیا حالِ پریشاں بھگتِ مضطر کا
کرشمہ ہے یہ بھگتی کا نہیں نیرنگ چادر کا
بڑھا دریائے رحمت یہ ہوا عالم سمندر کا
وہ توڑا برج بھوشن تو نے سارا گرب اندر کا

ہس عالم گیر طوفاں ہیں ہوا بھگتوں کا سکھدائی — ترن تارن ہے پرشوتم تو اس سنسار ساگر کا
ہوا بھی بہت جو اندر گرا یہ کہکے چرنوں ہیں — چھپا ایرادہ ہوا ے ناتھ اس آدمین اندر کا
وہ شہر ناگت میں جو آیا تو پایا تاج بھگتی کا — بجا ترلوک ہیں ڈنکا تیرے اوہ بہت چرتر کا
فقیر بینوا ہوں تیرا اسایل ہوں تیرے در کا — ہے عالمگیر ہبندہ تربھوں ہیں تیرے لنگر کا

ٹھکانا اپنی شہر ناگت کا دو گوبند چیتن کو
سہا جاتا نہیں اب جور یہ چرخ ستمگر کا

کریں ہم کس زباں سے شکر اس الطاف بیحد کا — ہوا پرکاش کے ورشن ہیں جلوہ عشق سرمد کا
تعشق ہیں ملا یک گوپ کل ہیں ہو گئے پیدا — ہوا جب برج ہیں شہرہ تمہاری آمد آمد کا
یہ براندبن نہیں گولوک آیا برج منڈل ہیں — بیغچوں ہیں کھلا غنچہ تمہارے عشق سرمد کا
تمہاری گھور سے بنسی کی عالم محو و شیدا ہے — ترنم تھم گیا ہر قلب ہیں شیدا ناحد کا
ترا اسم مقدس مظہر کل کشف معنی ہے — کہنیا سے معما حل ہو حرف مشدّد کا
تیری توحید مطلق کو فقط ویدوں نے گایا ہے — بچایا شرک سے ہم کو کیا منسوب مفرد کا
تیرے جلوہ سے بھارت ورش کو ہے فخر عالم ہیں — تیرے دیدار نے اعزاز بخشا ہے پرم پد کا
ہوئی توحید کی تلقین تیرے مہارشیوں سے — مصفا ہو گیا ہے قلب ہر زندیق و مُرتد کا
قدامت پر ہے ناراں دھرم میرا دھرم حامی ہے — مجرّب کون ہو سکتا ہے تیرے دین بیحد کا
پڑی جب دھرم ہیں ہل چل مظاہر کا ہوا جلوہ — یقین کیونکر نہ ہو ہم کو تیرے قول موکد کا
ہوئے اغیار گو آکر مخلل شادمانی کے — مگر ہے لطف بھگتوں کو وہی عیش مخلد کا
کشش سے جذبۂ دل کی تجھے عشاق نے کھینچا — کوئی عشوہ نہ کام آیا تیرے حسن موید کا
جہالت تو ملی عشاق کو انداز سے تیرے — تیری صورت ہیں جلوہ ہو گیا روح مجرد کا
دیا پھر اسفل و اعلی کو حصہ عشق کا تو نے — جہاں ہیں غلغلہ ہے تیرے اوتار مجرّد کا
تیرے فیضاں سے خالی نہیں ہے کوئی بھی مشرب — تیرے فیض و کرم نے قفل کھولا سب کے مقصد کا

بھیکھن جب شمرن آیا لگد کوٹ شانتن سے
دیا لنکا کا راج اس کو خوشا طالع ہے اسود کا

کرم سے گیا یم دہرپال نشکلجی کو بھگتی دی
تفضل سے ہے تیرے رتبہ اعلیٰ نیک سے بد کا

چڑھایا عاشقی کا رنگ تو نے اپنے بھگتوں پر
کوئی نیرنگ کام آیا نہ اس فیروز گنبد کا

ہوا اودھو نرا کاری جو ساکاری کرشمہ ہے
سلوک و جذب میں مضمر ہے جلوہ فیضِ ارشد کا

تکبر سے جو آیا اندر لے طوفانِ باراں کا
وہ توڑا نہ ورسا را برج میں اس جزر اور مد کا

یقین ہی میں بخشش سے یسر ہو گیا ہم کو
یہ سب فیضان ہے چیتن ہمارے دینِ احمد کا

دلِ شب میں ہوا جلوہ ہمیں گھنشام گل رو کا
سفر یہ تھا وطن کا اب کہاں رم ہی تگاپو کا

دلِ شیدا میرا وابستۂ زلفِ مسلسل ہے
وہ عنبر بیز کاکل ہی تماشا خالِ مشکو کا

یہیں ہے مظہرِ کل چشمِ باطن کھول کر دیکھو
ہوئے محبوبِ دلہا دہر میں مظہر یہ وشنو کا

صفا کیوں نہ ہو صافی دلو آئینہ باطن کا
صفائے قلب میں ہے عکس اس آئینہ رو کا

نمایاں موہنی مورت کے جلوے میں کرشمہ ہی
تماشا جلوۂ برزخ میں دیکھا رنگِ دل جو کا

ظہورِ نورِ مطلق ہو گیا ہے حسن مظہر میں
ہوا منظور وہ مستور جلوہ روئے نیکو کا

ملا یک ہاتھ گل افشاں تھی چرن کملو میں کالندری
ہوا او تار جسبدم مدہ پوری میں ہیری پربھو کا

حیاتِ روح ہے گنشام سو بھا دھام کا جلوہ
مشامِ جاں بنا ہے طبلہ عطار خوشبو کا

زہے قسمت کہ سنت کا تعلق ہے جدھ پت سے
تعشق کے تعرف نے کیا منسوب جادو کا

کیا ہے عاقبت محمود جن کو شام سندر نے
وہ جمعیت میں رہتے ہیں نہیں خطرہ کسی سو کا

عیاں تلوینِ کثرت سے وہی تمکینِ وحدت ہے
کیا الہام دیدوں نے بہر صورت ہمہ او کا

سلوک و جذب کی بھی معتدل موزوں ہی کیفیت
مساوی رنگِ تمکیں میں ہے ہر پلہ ترازو کا

وصالِ انفس و آفاق سیرِ اتفاقی ہے
تقرب عکس کا ہے شخص سے پہلو بہ پہلو کا

سراپا ہو گئے سرشار عشقِ شام مادھو میں
مداوا چارہ گر کرتے ہو کیوں اے دل مترارو کا

[illegible]کھا د و شام سندر جلد اپنے روئے تاباں کو
اندھیرا ہر طرف چھایا ہوا ہے شام گیسو کا

سلوک رابطہ سالک دلیل راہِ معنے ہے
کیا ہے جلوۂ صورت نے شاغل ذکر ہو ہو کا

ملی خلوت میں کیفیت یہ کیفیت کی ہی قسمت
عمل اُس شغل کا کرتے ہیں جو ہی اپنے قابو کا

تمہاری شکل پر شو تم شری رگھبر سے ملتی ہی
تمہارے رنگ میں ہے جلوۂ انوار پربھو کا

جسے سیناس من کا ہو جسے بیراگ بھگتی ہو
وہی پردھان جوگی ہے وہی ہی بھگت وشنو کا

کہاں ہیں سنت سجن۔ سدھ یوگی چھپ کے بیٹھے ہیں
اسادھو ہو پُچھ رہے ہیں کس کو ہے پرنام سادھو کا

دلِ زندہ تنِ بسمل زبان ذاکر دم شاغل
تیرا معمول ہو ساقی یہہ ہے ارشاد پربھو کا

ہم تو عاشق ہیں شنو و شام ہمیں دونوں ایک
گوری اور رادھکا ہیں نام ہمیں دونوں ایک

گوپکا اور ہیں گھنشام ہمیں دونوں ایک
گوپ جن اور ہیں بلرام ہمیں دونوں ایک

شنو شرے کرشن ہوے شام ہوئے شنکر روپ
نام وشنو شِو و گھنشام ہمیں دونوں ایک

ہم کو درشن ہیں جو پرکاش سے پرمان ملا
نام کا روپ کا پر نام ہمیں دونوں ایک

ہم کو شنکر نے شرن میں جو لیا ہے چیتن
سہیئے ہیں شانتی و کام ہمیں دونوں ایک

ہو کہیں نج روپ کا جلوہ شری گوپال لال
ہوں تمہارا عاشق شیدا شری گوپال لال

وصلِ عریاں آپ کا جس طرح میراں کو ہوا
بس وہی ہے ہیری بھی اچھا سری گوپال لال

وشو ناتھ اور آپ دونوں ہو گئے کاشی میں ایک
ہو گیا درشن ہری ہر کا شری گوپال لال

کال بھیروں ڈنڈ پانی اور ہری ان پورنا
آپ کا جلوہ ہے یہ سارا شری گوپال لال

کیوں نہ ہو کاشی پوری ترلوک میں مکتی کا چھتر
ہیں جو انتر باہنی گنگا شری گوپال لال

ہے شری سد ہشوری درگا سی سدھ پیٹھ
سدھ پیٹوں کا ہوا باسا شری گوپال لال

شانتی شنر اتم وشنو شِو ہیں اور وِس اشو میدہ
ہے یہاں کیلاس کا جلوہ شری گوپال لال

شاپ موچن آدی وشیشور ہیں اور تیرتھ ہیں
بھیم چنڈی کا ہے درشن اور شری راجیشوری
تارکیشور شمبھو ترلوچن ہیں ڈنڈی راج ہیں

گیان باپی لچھمی بالا شری گوپال لال
جلوہ ہر ہر جگہ بھیانک کا شری گوپال لال
اور سویشور جگدّ ہا تا شری گوپال لال

اپنے چیتن کو بھی دو چنتا منی بھگتی کا بھاگ
جب ہو پرمانند نشچنا شری گوپال لال

دل دادہ تمہارا ہوں میں ای شام دلارام
عشّاق تیرے مظہر انوار تجلی
کچھ شوق تماشائے گل و لالہ نہیں ہے
وارفتہ کیا مجھکو تیرے رنگ نظر نے

بج روپ کا وہ جلوہ دکھا دو ہمیں گھنشام
بصرفہ نہیں شیفتہ جلوۂ اصنام
تو دل میں بسا ہے جو میرے گلرخ گلفام
اے شوخ یہہ پُر فن ہے تیری نرگس بادام

مشتاق یہہ ساقی بھی ہے گھنشام تمہارا
ملجائے کہیں جلوۂ چدگھن کا وہ آرام

پریم سندلیسا

تو دل میں بسا میرے جسو دا کے دل آرام
تو نند کا پیارا ہے تو بھگتوں کا سہارا
بلدیو کا بھرا تا ہے تو عالم کا ہے داتا
تو خالق آدم ہے تو ہے مالک عالم
احکام کا رتبہ ہوا ارواح سے بالا
اوتار نہیں تیرا یہہ اُدّہار ہوا ہے
دلدادہ جو عاشق ہیں تیرے روے انکو کے
کعبہ کے کلیسا کے عجب رنگ دکھائے
سو طرح ستایا انہیں دے دے کے اذیّت

ہے آنکھوں کا تارا تجھے سب کہتے ہیں گھنشام
محبوب ہمارا ہے تو اے ہمرو گل اندام
ہے تو ہی بدھاتا یہ کیا ویدوں نے الہام
جو تجھکو بشر سمجھے وہ ہے بندۂ اوہام
تو ہو جو گیا جلوہ گر عالم اجسام
دلشاد ہوئے تھے جو یہاں عاجز و ناکام
غیروں نے دیا آکے انہیں کفر کا الزام
نیرنگ دکھایا تو سہی کچھ نہ چلا کام
آخر کو ہوئے نادم و شرمندہ وہ خود کام

تیر تفضّل ہے یہ ہے تیرا تلطّف
رم خوردہ کیا مجھکو تیرے تیرِ نظر نے
دم ناک میں آیا ہے تیری بےخبری سے
اس عاشقِ گمنام کو تو بھول گیا ہے
رسوائے جہاں تیرے تعشّق نے کیا ہے
میں تیرا ہوا سب سے تعلق کو چھوڑ کر
اب ہجر کے اندوہ نے بیتاب کیا ہے
میں شیفتہ دل سے ہوں تیرے چاہِ ذقن کا
سنتا ہی نہیں نالۂ موزوں کبھی میرا
اُپ بن کی بہاروں نے مجھے موہ لیا ہے
اس ماہ رُخے صورت پہ تجھے ناز بجا ہے
تیرا یہ تغافل سببِ رنج و الم ہے
بج روپ تیرا جلد کہیں جلوہ نما ہو
سائل ہوں تیرے در کا میں اے ہنجِ عالم
میں واسطہ لایا ہوں شری نند مہر کا
میں واسطہ لایا ہوں شری رادھکا جو کا
میں واسطہ لایا ہوں سکھاؤں کا تمہارے
میں واسطہ لایا ہوں شری گوپ بدہو کا
میں واسطہ اُن سنتوں کا لایا ہوں تمہارے
اعدا نے مجھے سخت پریشان کیا ہے
دل تنگ بہت گردشِ دوراں نے کیا ہے

کس طرح سے ہو شکر ادا خالقِ منعام
کچھ کرنے نہیں دیتی مجھے گردشِ ایام
اس ضبط کا اب دیکھیے کیا ہوتا ہے انجام
ہے وردِ زباں آٹھ پہر جس کو تیرا نام
اے شوخ محبت میں تیرے میں ہی ہوں بدنام
صد حیف تجھے مجھ سے نہیں اب بھی کوئی کام
کیوں دل سے فراموش کیا ہائے آرام
ہوں عاشقِ عنابِ لب و نرگسِ بادام
ہوں ملبلِ شیدا تیرا اے گلرخِ گلفام
تو برج کے کنجوں میں سدا رہتا ہے سکھدھام
عشاق سے برا تنا نہیں چاہیئے ابرام
نیرنگِ محبت نے کیا موردِ آلام
ہے طالبِ دیدار تیرا عاشقِ ناکام
کچھ لطف و ترحم سے مجھے بھی ملے انعام
جن کا ہے تیرے دل میں سدا پریم سے پرنام
پرانوں سے ادھک چاہتے تم جنکو ہو اے شام
جن کو ہے دیا آپ نے خوش ہو کے وہ بخدھام
جنکو ہے دیا آپ نے خوش ہو کے وہ بخدھام
تم دل میں سدا جنکے کیا کرتے ہو برام
ہر گوپی ہو اُن کی نہیں تاخیر کا ہنگام
وہ فضل ہو کچھ میرا بھی ہو جائے سرانجام

لکھا ہے تعشق ہیں تیرے پریم کا گاتھا
ہیں بھی ہوں تیرے ساغر الفت کا مئے آشام

کر مہر و کرم ماہِ درخشندۂ بدیو
ہوں سعد یہ سب راس و ذنب زہرہ و بہرام

ہوں مستِ مئی ساغر سرشارِ حقیقت
اُس بادۂ وحدت کا ملے اسکو بھی اک جام

گوبند ہیں گرد ہر ہیر سے گو آپ بھی گوبند
پرنام جُگل روپ کو اب کرتا ہوں انجام

کس طور سے پہونچیگا میرا پریم سندیسا
ہے کون جو لیجائے تیرے پاس یہہ پیغام

بس یہہ ہی تمنا تیرے چرنوں کی شرن ہو
یہہ ساقیِ شوریدہ جو ہے بندۂ بیدام

در مدح شری سوامی دیانند سرسوتی مہاراج

اے رشی صاحب نظر اے ہادیِ قومِ قدیم
خاص صورت میں تیرا ہے جلوہ گر فیض عمیم

وہ سلامت رو سمجھتے ہیں تیرے انداز کو
جن کو فطرت سے ملا درکِ رسا ذوقِ سلیم

دردمندوں کا تھا یاور غافلوں کا رہنما
طالبوں کا دل سے شیدا عارفوں کا تھا ندیم

جو مخالف دھرم کے تھے وہ بھی تھے مشتاقِ دید
اے زہے حسنِ بیان واے خوشا خلقِ کریم

عندلیبِ باغِ وید و نغمہ سنجِ معرفت
تھا دمِ اعجاز وہ یا روح پرور تھی نسیم

کنزِ مخفی کے مظاہر کا رہا تو پردہ پوش
گو بظاہر تھا محقق پارسا زیرِ گلیم

وید کے احکام کی تلقین تھی مدِ نظر
قولِ فیصل تھا یہی ہے اک صراط المستقیم

بلبلِ کشمیر کیوں تیرا ستایش گر نہ ہو
تو نے اے فردوس منزل وہ کیا کارِ عظیم

ساقیِ مجذوب ہوں شیدائیِ توحیدِ جام
ہو گیا سرمست پیکر بادۂ عنبر شمیم

تربھون کے ناتھ ہو ترلوک کے الیش ہو
ہو جگدّ ہاتا تمہیں وشنو لشن جگدیش ہو

ہے اُماپت ہے مہیشور دیجیئے شرناگتی
جگت کے کلیاں کرتا آپ ہی گوریش ہو

ہو کھٹر اتن اور گجانن کے پتا نروان روپ
آپ ہی بگیان گھن ہو آپ ہی دھربیش ہو

چندر شیکھر شون بانی رُنڈ مالا دھار ہو
وشنٹ سنگھارن ہو شمبھو آپ ہی چنڈیش ہو

کال کے بھی کال ہو مرتنجیہ ہو سرو گیہ ہو
آپ ہی کلیانت کاری آپ ہی کالیش ہو

ہے تریمبک آپ ہی بارانسی پور کے ہو پت
راج راجیشور ہو بھگون آپ ہی کانیش ہو

اپنے چیتن کو بھی ردھی سدھی کرپا کیجیئے
آپ تو ترلوک کے داتار پاپا دھیش ہو

دو مجھے ثمر ناگتی کاشی کے راجا وشوناتھ
ہوں فقیر بنیوا اے جگ کے داتا وشوناتھ

آپ جگدیشور ہیں شمبھو وشو کے سوامی ہیں آپ
آپ کو بھجتا ہے یہہ سنسار سارا وشوناتھ

جو کوئی آیا یہاں درشن سے جیون مُکت ہے
دیتے ہیں نروان پد کاشی میں گنگا وشوناتھ

گوری شنکر آپ جو ہیں جگت کے ماتا پتا
ردھی سدھی مجھکو دیجئے میرے بابا وشوناتھ

آپ کے درکا ہوں بھکشک ہیں بھی اے کرپا ندہاں
کوئی ہو میرو بھی بگڑے کا سہارا وشوناتھ

آپ دُکھ بھنجن ہیں رن موچن ہیں نربت پال ہیں
آپ کا فیض و کرم ہے آشکارا وشوناتھ

بھگت وتسل مجھکو دم بھر ہیں ہو سکھ سمپت نصیب
آپ کا ہو جائے گر مجھ بھی اشارا وشوناتھ

اپنے بیگانے کو دیکھا کوئی بھی اپنا نہیں
بندہ بیکس ہوں ہیں کر لیجے اپنا وشوناتھ

آپ تو داتا رہیں اس وطصیل سے حیرت ہوئی
دیکھئے کب تک ملے حصہ ہمارا وشوناتھ

ہیں اُپاسک آپکا ہوں آپ میرے اشٹ دیو
یہ بھری گرد ہوئے مارگ ہے پاپا وشوناتھ

آپ کے دربار میں عرصہ سے ہوں امیدوار
دیکھئے پوری ہو کب میری تمنا وشوناتھ

ہے بھروسہ آپ کے درشن سے ہوں فرخندہ بخت
آگیا تھا میرا گردش میں ستارا وشوناتھ

تربھون میں عام شہرہ آپ کے لنگر کا ہے
جانتا ہوں آپ کو میں پر بتالا وشوناتھ

لاج میری آپ کو ہے آپ کا بندہ ہوں میں
اب سہا جاتا نہیں یہہ جورِ اعدا وشوناتھ

اپنے چیتن کی بنے سن لیجیے کرپا ندہے
اس تہی دستی میں ہو کیو نکر گذارا وشوناتھ

قطعات

محبوبِ خاص و عام ہو طبی رفاہِ عام

مدِنظر ہے مصلحتِ وقت کا خیال

ہم خود بدل گئے تو زمانہ بدل گیا

محوِ نظرِ فراستِ دیرینہ کیوں رہے

موجِ رمِ خیال تنفر سے ہوں جدا

یہ نقصِ خود پسند جو معدوم شکل ہو

حیرت ہے کیوں ہیں بحرِ تجاہل کی آشنا

پھر صبح و شام ملکے ہو نوروز کی نمود

ہمدردِ ملک و حاذقِ ملک و شہیدِ ملک

یہ اتحاد بیدک و حکمت کے شکل کا

خوش وقت اہلِ ہند ہوں قیصر کو ہو سرور

نقدِ رواں ہو داشتۂ بے مثالِ ہند

ہو اتصال آپ میں ہی انفصالِ ہند

ہوتا نہیں ہے ہند پہ اب احتمالِ ہند

ہوں کہنہ مشق صورتِ تجدید حالِ ہند

دورِ شرابِ شوق ہو جامِ وصالِ ہند

صاحبِ نظر کہیں ہیں اہلِ کمالِ ہند

گدلا رہا یہ چھن کے بھی آبِ زلالِ ہند

لیل و نہار کیوں ہو کمال و زوالِ ہند

فرخ سروش ہیں زپئے خوش مآلِ ہند

فرجام کار دیکھیں نہ روعِ کمالِ ہند

امیدوارِ فیض ہیں اے ذوالجلالِ ہند

ہمدوش مدعا ہو دعائے حضورِ قلب

یہ آرزوئے ساقیؔ موزوں خیالِ ہند

کیوں نہ ہو مشہورِ عالم بال گنگا دھر تلک

افتخار و ناز ہیں وہ ملک کے بے ریب شک

ہیں عروجِ ملک کے وہ جان و دل سے شیفتہ

جوش ہے حبِ وطن کا آبروئے ملک ہیں

حبِ قومی کی مجسم بال گنگا دھر تلک

ہند کے قالب کے دم ہیں بال گنگا دھر تلک

محترم والاحشم ہیں بال گنگا دھر تلک

بحرِ الطاف و کرم ہیں بال گنگا دھر تلک

ہو رہا ہے ملک میں چار و طرف قحط الرجال

ہم کو ساقیؔ مغتنم ہیں بال و گنگا دھر تلک

امارت مبارک نیابت مبارک

ہمارے اخی کو وزارت مبارک

عروجِ تحشّم کی شوکت مبارک
دیا کرشن گل ہیں وطن کے چمن کے
شکوہِ اداشانِ ۱۰ احسن ادا ہے
کیا ہم کو مسرور جوشِ طرب نے
یہہ وردِ زباں جملہ احباب کو ہے

مبارک مبارک سلامت مبارک
یہ سب کو ہے ای دل نظارت مبارک
تمہیں مہرباں شان وشوکت مبارک
ہوئی ہے نویدِ مسرت مبارک
بغایت مبارک نہایت مبارک

زہے طالع و دورِ فرخندہ ساقی
فتوح نمایاں سعادت مبارک

بر وفات محمد حیات بخش رسا تلمیذ رشید مرزا داغ صاحب

اس محرّم میں کیا ہم نے رسا کا ماتم
بیخودِ لغز بیاں حیّ تصور تھا ابھی
شکلِ آغاز تیری صورتِ انجام رہی
لطفِ صحبت کا اثر درد فزا ہوتا ہے
دم بخود بلبلِ کشمیر کیئے بیٹھا ہے

ناظمِ سادہ ادا اہلِ دلا کا ماتم
اے بقا کیوں یہ ہوا اور فنا کا ماتم
عاقبت بیں کو ہے پایانِ وفا کا ماتم
شعرا کرتے ہیں دل سے شعرا کا ماتم
تیرے یہہ نالہ ہیں یا آہ و بکا کا ماتم

دل شکن رنج سے ہے جانِ فصاحت محزون
ساقیؔ زار نہ ہوتا فصحا کا ماتم

وہ محبت وہ ظرافت یادگار
مرگِ حسرت خارِ پیراہن ہوئی
اگ تاسف ہمدمِ صحبت رہا
حسرتا اے بحرِ بے پایانِ غم
وہ تیری شوخی میں بھی پاسِ ادب
کیوں نہ ہو دردِ قلق ہر دم ہمیں

وا دریغا اے خلیلِ نوجواں
کس لئے ہم سے ہوا دامنکشاں
ہو گیا ہم سے جدا تو ناگہاں
بنگیا دل صورتِ اشکِ رواں
بارہا ہم نے کیا تھا امتحاں
حیف ہے اب تو کہاں اور ہم کہاں

کیا شکستِ دل میں ہے واماندگی — نالہ عاجز دم بخود رنگِ فغاں

بلبلِ کشمیر افسردہ نہ ہو — یہ رواں فرسا ہے ہجرِ جاوداں

مغفرت ہو مسکنِ فردوس ہو

کہہ رہا ہے ساقیؔ ناشادماں

چشمِ بینا ہے تو آ دیکھ تماشائے نظر — آنکھ سے آنکھ ملا نور کا پتلا کر دیں

دستِ قدرت ہی نہیں ہے تجھے اے محوِ خیال — یدِ طولیٰ ہو تو رنگِ یدِ بیضا کر دیں

جا کے تو آپ ہی تصدیق و تصور میں چھپا — آ ادھر تجھکو تیرے دم سے شناسا کر دیں

بحرِ ذخّار ہے تو موجِ نظر ہے عالم — لبِ ساغر تجھے کر دیں لبِ دریا کر دیں

گلِ صد برگ نہیں ہے دلِ افسردہ تیرا — دل ملا اس دلِ صد پارہ سے لالا کر دیں

چشمِ اخفیٰ کی طرف ہو متوجہ دل سے — تو جو پردے میں چھپا ہے تجھے پیدا کر دیں

نورِ برزخ میں چمکتا ہے وہ مادہ کامل — شوقِ جلوہ ہے تو آ رابطہ پیدا کر دیں

شاہدِ شوخ ہے تو اپنی خبر تجھکو نہیں — خود فراموش ہے تجھکو تیرا شیدا کر دیں

اپنے آئینے میں تو دیکھ لے صورت اپنی — نقشِ موہوم مٹا تجھکو نرالا کر دیں

دیکھ کوتاہ نگاہی میں درازئ زماں — ساحتِ دل کو رمِ شوق سے پہنا کر دیں

تا لہائے دلِ شب آہِ سحر کے شیدا — تجھکو خورشیدِ سوادِ شبِ یلدا کر دیں

نام کی شکل کو آواز سے پہچان گئے — سینۂ اسما سے نکل تجھکو مسمّیٰ کر دیں

ساقیؔ شوخ نظر تو ہے تو آئینِ مشرب

بوالعجب رنگ ہے تیرا تجھے ہم کیا کر دیں

رباعیات

اپنی صورت نہ جب نظر آئی — شکل آواگون نے دکھلائی

اس سے نکلے تو یہ تماشا ہے　　خود تماشا و خود تماشائی

توُ نے صورت جو اپنی دکھلائی　　منگتی ساری یہ من و مائی
اس سے ثابت ہی تو ہے ہر جائی　　خود تماشا و خود تماشائی

عشق معشوق کا ہے پیدائی　　عاشقی نے یہ شکل دکھلائی
عشق و معشوق دونوں عاشق ہیں　　خود تماشا و خود تماشائی

دیکھ کر تیری عالم آرائی　　تیری پنہائی اور پیدائی
محو حیرت ہیں کیا طلسم یہ ہے　　خود تماشا و خود تماشائی

آپ ہیں محو حسن و رعنائی　　ہم کو اپنا کیا ہے سودائی
دیکھ راز و نیاز کو ساقی　　خود تماشا و خود تماشائی

جس سے تیری ہوئی ہے یکتائی　　اس نے وحدت سے آگہی پائی
آپ وحدت ہے آپ کثرت ہے　　خود تماشا و خود تماشائی

ہوئے بیخود تو باخودی آئی　　خود نماسی ہوئی خود آرائی
خود نمائی نہیں خدائی ہے　　خود تماشا و خود تماشائی

درمدح شری سوامی دیانند سرسوتی

دلیلِ وحدتِ صرفہ خوشا مجدّدِ عصر — یگانہ راہنما ہو گیا مجدّدِ عصر
وہی تو بحرِ علوم و فیوض تھا ساقی — دیا کے ساتھ جو آنند تھا مجدّدِ عصر

اُسی کی ذات سے پیدا ہوا یہ عصرِ جدید — جو حکم وید ہیں ہوتی کہیں نہ تھی تقلید
کرشمہ خیز دکھایا تجدّدِ امثال — بنا ہے یارِ نظر سب کا جلوۂ توحید

قطعہ

بے نیازی ہے خاکساری میں — خاکسارانِ ہند ہیں معروف
بے ہمہ بھی ہیں باہمہ بھی ہیں — صحو میں بھی ہیں محو میں مصروف

جہل پردہ تھا ایک لقین کا — فیضِ رہبر سے یہہ حجاب گیا
ذرّہ کو مہر کر دیا ساقی — گرُو پرساوات برہم وِد مایا

آتم جھروکہ ۲عنی منظر البطون

تجھے نظر نہیں آئے گا ماہتابِ حرم
طلسمِ رازِ حقیقت ہے یہہ حجابِ حرم
کیلئے رنگِ تعرّف سے باریابِ حرم
سفر وطن میں ہے سالک چراغ پا کیوں ہے
مجاورِ حرمِ قلب کیوں نہیں ہوتا
کہاں عروجِ نظر ہو۔ نہیں جبینِ نیاز
حریمِ خلوتِ دل کی خبر ہو کیا غافل
کہاں ہے ہمسفرِ شوق رابطۂ تب ا

بنا ہے وہم تیرا باعثِ نقابِ حرم!
کہ پردہ پوش ہوا قصرِ لاجوابِ حرم
فتوحِ غیب ہوئی ہم کو فتحبابِ حرم
وہ رہنمائے تجلّی سے ہے آفتابِ حرم
حضورِ قلب سے ہو خادمِ جنابِ حرم
جو خاکسار ہوئے وہ ہیں کامیابِ حرم
وقوفِ قلب نہیں تجھ کو محو خوابِ حرم
کہ روبرو ہو تیرے جادۂ ثوابِ حرم

...ب رہا ہے یہاں کاروانِ راہ غلط
تلاش میں ہے کدھر ہے سبیلِ بابِ حرم

نقوشِ غیب عیاں کس طریق سے ہونگے
تری نگاہِ تعین ہوئی حجابِ حرم

پتہ لگے گا تجھے اسم سے مسمّےٰ کا
اگر ہے شوق تو ہو حاملِ نصابِ حرم

تیرے فریبِ نظر ہیں یہ نقش رنگا رنگ
ہوا ہے شیفتہ پر تو سرابِ حرم

اگر ہو قلب میں روشن چراغ برزخ کا
بنا ہے نورِ بطوں تجھکو فیضیابِ حرم

کہاں ہے واقفِ نیرنگ سیرِ معکوسی
ہوا ہے رو بقفا جادۂ نطابِ حرم

نہیں ہے محرمِ رازِ تجدّدِ امثال
کہاں ہے قلب کی ہیئت میں انقلابِ حرم

بنا ہے وحدت و کثرت میں کس لیئے فارق
نہیں تصورِ تصدیق اجتنابِ حرم

وہ بحرِ وحدتِ صرفہ ہے موج زن اس میں
کیا ہے وہم دوئی نے تجھے حبابِ حرم

جو ہیں سعیدِ ازل کیوں نہ ہوں سعید رشید
ہوا ہے مدّ نظر احترام و دابِ حرم

بشر جو اہلِ نظر تھے ہوئے اخصّ الخاص
وہ خاص و عام سے ممتاز مستطابِ حرم

یہ کیوں لطائفِ ستّہ میں ہیں ظلال و عکوس
جو شغلِ پاسِ نفس میں ہے پاترابِ حرم

یہ کیوں ہیں ستر و تجلّی رہِ کشاکش میں
کہاں وہ باز ہوئی چشم نیم خوابِ حرم

یہ عکسِ شخص کا جلوہ ہیں انفس و آفاق
اگر ہے کیفِ نظر دیکھا ہے شرابِ حرم

یہ صلحِ کل کا ہے مشرب یہاں ہے اک رنگی
خلاف ہو نہیں سکتے ہیں شیخ و شابِ حرم

شہود رابطہ شیرازۂ وجود ہوا
بنا ہے مدِّ نظر نقش ذوالکتابِ حرم

سلوکِ جذب کے طالب ہیں سالکِ شطّار
رواں دواں ہو یہی ہے رہِ شتابِ حرم

سُلگ رہی ہے جگر میں وہ آتشِ خاموش
یہ دم بخود ہی رہیگا دلِ کبابِ حرم

ہماری دلقِ مرقع بھی ہو سراپا نور
جو ہاتھ آئے کبھی گوشۂ نقابِ حرم

نیرا شہید قلندر رہے لی مع اللّٰہی
یہ کیوں ہے محوِ نظر خانماں خرابِ حرم

ظہور و غیب کا پردہ کرشمہ منظر تھا
یہ حسن و عشق سے پیدا ہے انقلابِ حرم

ہوا ہے بلبلِ کشمیر جذب کا سالک
خراب حال ہے یہ سرخوشِ شرابِ حرم

صفاتِ ذات کا جلوہ تھا پردۂ حائل!
نگاہ پردہ کشا کیوں ہے سدِّ بابِ حرم

نویدِ تازہ ملی وادیِ قبول ہوا
الٰہی اپنی دعا بھی ہو مستجابِ حرم

بنا دماغ ہمارا بھی طبلۂ عطار
مشامِ جاں میں گئی بوئے مشکنابِ حرم

ہوئی ہے راہ میں خلوت در انجمن پیدا
یہ رہ نورد جو ہے شوقِ بے حسابِ حرم

دکھائی حسنِ عقیدت نے ہم کو راہِ نجات
نہیں عذاب کا خطرہ ملا ثوابِ حرم

ہمیں جو محو ہیں تھا صحو ہو گئے منظور
ملا حضور سے ہم کو یہ انتسابِ حرم

حضورِ دور میں ایک قربِ خاص ہوتا ہے
کیا بطون کے منظر نے باریابِ حرم

حریمِ قلب میں جلوہ ہے جانجاناں کا
ضیائے دیدۂ دل نورِ ماہتابِ حرم

کہیں سنا ہے دل شب میں نالۂ نے کو
ہوئے ہیں خستہ جگر عاشقانِ بابِ حرم

چمک دمک سے ہے کہاں اب وہ رنگِ نیرنگی
شہیدِ عشق کا خوں بن گیا شہابِ حرم

کمال حسن کا ہے عشق ہے نثارِ جمال
شہیدِ قلب ہوا یہ شاہدِ شبابِ حرم

بنے حریمِ حرم کے ہیں باب اثنا عشر
دو چار خمسہ ہے۔ وحدت کشا وہ بابِ حرم

جدا نشیمن گوشک ہیں اس کے ربع عشر
عجب مسبع مثمن ہیں آب و تابِ حرم

چہار گوشہ ہیں گلزارِ پُر بہار یہاں
یہ ہے دوا یہ چمن کا وہ ہے جنابِ حرم

کیا حریمِ تجلّی میں جشن جاناں نے
یہ منتظر تھے ہوئے آج کامیابِ حرم

بچھنا ہے رحمتِ رحماں نے خاکساروں کو
یہی جہاں میں ہوئے فردِ انتخابِ حرم

سلوک و جذب میں ذوالنور سالک مجذوب
شہود و غیب سے مہتاب و آفتابِ حرم

جیسے ہے بہ نظر نسبتِ بطونیہ
بنے گا حسن تصور سے جلوہ تابِ حرم

ملا مقامِ ابوالوقت فوقِ النسان کو
وہ غوثِ دہر ہے سالک ابوالجنابِ حرم

مراقبہ ہے تعرّف میں اپنی صورت کا
وہی ہے آئینہ و چہرۂ کتابِ حرم

…ل راہ کا فیضان عطیۂ رحماں
یہی ہے اہلِ نظر منظرِ بطوں مظہر

یہ خاکسار ہوا قابلِ خطابِ حرم
نگاہِ شوق سے ہو تم بھی فیضیابِ حرم

ہوئے ہیں رندِ سیہ مست ساقیِ میکش
حریمِ کعبہ میں ہم پیتے ہیں شرابِ حرم

باب تاریخیں

قطعہ تاریخ وفات پنڈت جواہر ناتھ ساقی از نتائج فکر دیوان روشن لال صاحب طالب دہلوی

یکایک چلدئے جنت کو ہمدم
دیا ہے بلبلِ کشمیر نے داغ

ہر ایک کہتا ہے بھر کے آہ دل سے
ہزاروں کوس کا اب ہو گیا فرق

یہاں اودگھٹر گلی میں تھا مکاں ایک
زمانہ ایک سا رہتا نہیں ہے

جدا ساقی ہوئے باقی رہا کیا
خدایا دے ہمرے ساقی کو جنت

بھلا اس کا کریں کیونکر نہ غم ہم
ہوئی اشکوں سے میری چشم پُر نم

جہاں میں دیکھتا ہوں مرغِ پیہم
رہے برسوں یہاں پر دونوں باہم

لکھا کرتے تھے نظمیں خوب ہر دم
کہاں ساحر کہاں شیدا کہاں ہم

نظر کیا آئے خوش اب ہم کو عالم
ملیں گے ایک دن ہم جا کے خرّم

لکھا طالب نے مصرعہ از سرِ آہ
جواہر ناتھ ساقی کا ہوا غم
١٩ ١٦

قطعہ تاریخ طبع دیوان ساقی از منشی روشن لال صاحب طالب دہلوی

با جواہر ناتھ ساقی ہم سخن بودم بسے
سالِ طبعش خواستم روشن زغیب آمد ندا

یافت چوں اتمام دیوانش بحسنِ کیف و کم
ختم شد دیوانِ ساقی بے تردد گفت قم
۱۳ ۴۴

کلام فارسی

پیش ازین طبع ترا خوئے جفا بود نبود
در پے سرزنشِ اہلِ وفا بود نبود

دست و پا بستن و خون ریختن از تیغ نگاہ
شیوۂ نرگس و گیسوئے دوتا بود نبود

خدمت جان سپری جور عوض داشت نداشت
حرف دشنام بر اربابِ دعا بود نبود

تا چرا بوئے از آن زلفِ یمن می آرد
ہر سحر جنگ تو با باد صبا بود نبود

یارب از دستِ تو شبہا بہ فلک فت نرفت
شکوہ ہا از ستمت پیش خدا بود نبود

تیغ بدعہدی تو خونِ وفا ریخت نریخت
ستم و جور تو انگشت نما بود نبود

این زمان شہرہ شہری بدل آزاریِ ما
ورنہ این وضع تو کے بود و کجا بود نبود

بسمل تیغ ترا جائے طپیدن ندہد
ظالم این گونہ گہے تنگِ قضا بود نبود

تیجر بازدہ آتشِ غم در دل و جان
این چنین ظلم برین خستہ روا بود نبود

دربند غم تو بستہ چند
ہستند ز خویش رستہ چند

سرمست غم اند خستہ چند
زین جام بکف نشستہ چند

زآوازِ شکست شیشہ نالند
در ماتمِ دل نشستہ چند

شادند بہر چہ رو نماید
از راحت و رنج رستہ چند

دلدادہ چشم سرمگین اند
صد نالہ بلب شکستہ چند

رفتی و نزہ فتنت چہ رفت
بر جان حزین خستہ چند

چون شانہ جگر فگار دارند
دل در خمِ زلف بستہ چند

در راہ وفا چو تو حسن عمر
گرم اند عنان گسستہ چند

بستم بہ نقش ز پارہ دل
پیمانِ محبت تو بستند
بر خاکِ شہید زلف بر دیم
دارند سرے بزلفِ خوبان
بستیم دگر ز عشق پیمان
در راہ طلب بسر شتابند
دل بستۂ گیسوئے تو ہستند
برق اند برائے خرمنِ خویش

جائے گل و لالہ و بستۂ چنار
چون شیشۂ دلِ شکستۂ چند
از عنبر و مشک بستۂ چند
زنجیر بپا گسستۂ چند
با عہدِ وفا شکستۂ چند
این خار بپا شکستۂ چند
زنجیر خرد گسستۂ چند
این گرم ز جائے جستۂ چند

خالی ز خود و پُر از خیالت
چون بیخبر اند خستۂ چند

عقل ست چو بیکار چہ باشد چہ نباشد
گر شیخ دران خانہ بود جائے بتان بس
در عشق نہ کفرست سزاوار نہ ایمان
جز جنس فنا ہیچ بدکان جہان نیست
چون پیشوی از کردۂ خود زود پشیمان
ہرگز بوفا وعدۂ تو کار ندارد
چون نیست امیدے کہ در آغوش تو باشی
باید چو بناچار درین عرصہ دکان بست

چون صورت دیوار چہ باشد چہ نباشد
مارا بجرمِ یار چہ باشد چہ نباشد
این سبحہ و زنار چہ باشد چہ نباشد
در دست تو دینار چہ باشد چہ نباشد
لطف تو بر اغیار چہ باشد چہ نباشد
از وصل ہم اقرار چہ باشد چہ نباشد
جان در تنِ این زار چہ باشد چہ نباشد
این گرمی بازار چہ باشد چہ نباشد

چون بیخبرم از خود و از غیر بس از من
در دہر خبردار چہ باشد چہ نباشد

ہوش نظارہ ترا شاید دم بسمل نماند
ایکہ میگوئی شہید روئے آن قاتل نماند

جلوہ فرما ناگہان شد دلبر تا خیر دوست
حسرتِ دیدار جانان رنگ نظارہ گجاست
خود نمائی آشنا شد شاہد مستورِ ما

جذبۂ شوقم رہین سعی مستعجل نماند
بزم افروز تجلی رونقِ محفل نماند
در حجاب کنز مخفی آن مہِ کامل نماند

انتظارت ساقی ما را خرد آشفتہ کرد
ہوش از سر رفت و پائے شوق او در گل نماند

عجب دارم از ان گل آشیان من نمید انند
شدم خاکِ رہش با اینہمہ نا مہربانیہا
فدائے او شوم بنگر اگر آن جلوۂ رعنا
دل از سوز غمش گردیدہ آتش پارہ گلخن

چہ گویم ہمزبانے راز بان من نمید انند
طریق مہر آن نا مہربان من نمید انند
فغان آن مہر وش سوز نہان من نمید انند
ہنوز آن شعلہ رو سوز نہان من نمید انند

جہان را محشرستان کرد ساقی شور یا ربہا
تغافل کیش من شور و فغان من نمید انند

منور شد حریم دل بنورِ عشق پنہانم
جفا شد شوخی انداز آن ابرو کمانے را
تغافل شیوہ شوخِ ما سرِ شوق رسے دارد
مسلمانے مسلمان خواند و ہندو مرا ہندو
بدو بنیک جہان شد صافی آئینہ باطن
پے تحصیل درسِ عاشقی عمرِ نوح مے باید

کہ او در پردہ روپوش ست و من در جلوہ آنم
فدائے جلوہ زیبا شہید نیم مژگانم
چرا محروم جلوہ میکنی شوق فراوانم
چہ نیرنگ روش دارم بگینی طرفہ انسانم
بخوب و زشت عالم جلوہ گر شد جان جانانم
کہ اندر درسگاہ عشق من طفلِ دبستانم

چو آن کافر ادا شوخم دلیل راہ شد ساقی
شہیدم کافر زنار دارم نا مسلمانم

بہ ہجران کے شکیبد اے ستمگر جان غمناکم
چنان بیگانۂ تاثیر شد کیفیت قلبی

نمایان سوز پنہان کرد آخر سینۂ چاکم
ز سرشتی و انمایہ فتنہ پیکر طینت پاکم

[...]نظاره شده چابک سواران را
جنون جولانی رنگ ادای طبع چالاکم

[...]ے بر مزارِ من نکردی اے وفادشمن
شوم محوِ تماشایت چو آئی بر سرِ خاکم

فدائے روئے زیبایم مرا قید نظر بنما
چرا آدم بختی بیدا دگر دنبال فتراکم

نموده جذب قلب عشوه اعجازم به آئینے
رہینِ جذبہ دلکش فدائے چشم نمناکم

کمالِ الفت من دلنشین شوخ رعنا شد
خجل نمنو دو پیش جان جانان نقص ادراکم

ندارم ساقی میکش سرِ مستوریِ مستی
سبه مستم قلندر مشربم من رند بیباکم

سبو بر دوش رقصان ست رند پیر میخانه
خوشا نظارهٔ دلکش خوشا تصویر میخانه

کجائی اے مغنی ہاں بیا با مسرت گردم
نشاط آهنگ باید رفت سوئے پیر میخانه

طلسم راز نیرنگ کرشمه شعبده عشوه
خرد آشوب منظر شد فسون تسخیر میخانه

سلامت رو شده در حلقه رندان چو حاضر شد
گلوئے شیخ باید ریخت ساغر پیر میخانه

شهید چشم میگونت نثارِ جلوهٔ رویت
چرا ناهیختی اے مغ بپسر شمشیر میخانه

بقا نقش فنا باشد چو نقش مدعا باشد
فنا کردیم خود را از پے تعمیر میخانه

همه افسانه بمعنی ست واعظ آنچه سر دادی
شده نوک زبانم هر نفس تذکیر میخانه

سر و دلکشا نظاره ینلئے مے دارد
فضلئے شرح عمدرم معنی تفسیر میخانه

اگر آن شاهد سرمست ساقی روئے بنماید
لب ساغر دم عیسی شود تنویر میخانه

چو آن سرشار صهبا شاهد مینوش ما آمد
شراب جلوهٔ دیدار شد اکسیر میخانه

دل آزاد شد دیوانه رنگ مے حنق
نگاه مست ساقی در گلو زنجیر میخانه

بهجرت مُردم و پروا نکردی کاش میکردی
مسیحا بودی و احیا نکردی کاش میکردی

چراغ بخت من روشن نشد هرگز شبے از تو
با غوش تمنا جا نکردی کاش میکردی